LIBRARY OF CONGRESS
0 007 553 904 6

THE LIBRARY OF CONGRESS
1800

94-171647

Kulliyāt-i Zafer.

Muhammad Bahadur Shah II, King of Delhi

الماس رخشان روشن بیانی و لعل تابان لآلی فشانی

Kulliyat-i Zafar

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان چہارم

مطبع نامی منشی نولکشور مین نقش گزین نگین طبع ہوا

[1887]

MLCMA 94/1104

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

مجھے خیال ہے کچھ رحمتِ الٰہی کا
گناہ سمجھے ہی دعویٰ وہ بیگناہی کا

یہ فضل دیکھہ کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہی اور و نیچہ بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھہ کہ خود بے نیاز ہی لیکن
دھیان ہی اوسے بندونکی خیر خواہی کا

تم اپنے جی مین عزیز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہی ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسی کو جگر خستہ دوام فراق
دیا کسی کو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتان مین فسون کہ جو دیکھے
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حبِّ آلِ نبی اور صحابہ دل سی رکھے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

کیون نہو عالم پہ احسان احمد مختار کا
ہی وہ مالک خالق کونین کی سرکار کا

دیگر

[illegible]

خالی نہین جہان مین تمنا سے کوئی دل
ہر ایک مین ہی گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھوؤنکی مژہ کا تیر
ہی میرے کشت و خون کو مہیا جدا جدا

شعلہ مین بھی ہی برق مین بھی اور شرار مین
لک نور کا کسے کے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ مری ہر مژہ سی آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتے ہین گاہی دہن کا ہم
دونو نمین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہوگا منھ سی جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

کرون فریاد مین کیونکر نہ اوس بیدرد کی آگی
مرا درد اوسکو بی آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

بلانا ہی اگر منظور دے گھر کا پتا اپنے
بغیر اوسکے مجھی تیرا مکان معلوم کیا ہوگا

نہوگا کوئی نخل سرو جبتک گور عاشق پر
ترا کشتہ وہ ای سرو روان معلوم کیا ہوگا

نہین جنکا نشان جز نام عنقا دار عالم مین
سراغ اونکا کوئی ڈھونڈھی کہان معلوم کیا ہوگا

نکھایا ہوگا جسنے زخم دل پر تیغ حسرت کا
مزا اوسکو محبت کا میان معلوم کیا ہوگا

دھراتے یار ہین معلوم ہوگا عشق مین تجکو
یہی نہ ایکدن جائیگی جان معلوم کیا ہوگا

برنگ بلبل تصویر ہون مین باغ عالم کا
مجھے جوش گل اور وقت خزان معلوم کیا ہوگا

عدم کی رفتگان کا حال پوچھین ای ظفر کس سی
نہ آیا کوئی پھر کر وان سی یان معلوم کیا ہوگا

دیگر

جلد چہارم دیوان ظفر

چمن مین ہاتھ سے تیرے جو بیدل تیرا مائل تھا
ہوا معلوم تیرے ہاتھ مین غنچہ نہ تھا دل تھا

نہین حیرت اگر آئینہ غرق آب خجلت ہو
ہوا روے مصفا سی ترے وہ کیون مقابل تھا

سپند آسا جلائیگا وہ دل پہ ہمنے جانا تھا
بنایا اپنے روی آتشین پر اوسنی جب تل تھا

دل نام کو کیا کام تھا اس تلخکامی سے
کہ جبتک شیفتہ تجھ پر نہ ای شیرین شمائل تھا

نہ کہتا تھا اگرچہ منھ سے ظاہر آفرین ہمکو
مگر مہر و وفا کا دو ہماری دل مین قائل تھا

کہون کیا بیقراری مین دل بیتاب کی تجھ بن
خدا جانی کہ دل تھا وہ کہ مرغ نیم بسمل تھا

کیا اوس دلبر وحشی نگہ نے تجکو دیوانہ
وگرنہ اے ظفر تو تو بڑا ہوشیار و عاقل تھا

دیگر

قاصد تو پیچھے خط کو اودھر لیکے اوڑ گیا
جاسوس پہلے ہی یہ خبر لیکے اوڑ گیا

صیاد

صیاد تھا وہ کونسا طائر اسیر دام
جسکو کا نتھا صبا کا وہ بادی تھا کوئی چور
دل تھا ابھی بغل مین میری ہای کیا ہوا
مرغ نظر تصور دندان یار سے
جاتی کہین بھی اوڑ کے نہ اس نا توان کی خاک

ثابت جو تیرے ہاتھ سے پر لیکے اوڑ گیا
گلشن سے دم مین گل کا جو زر لیکے اوڑ گیا
کیا جانے کوئی اوسکو کدھر لیکے اوڑ گیا
دانہ کی جای منھ مین گہر لیکے اوڑ گیا
تیری گلی کا شوق مگر لیکے اوڑ گیا

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نام ظفر لیکے اوڑ گیا

پانو نہین طاقت نہین جنبش کی گھر دور انکا
آپ تک پہونچی تو پہونچی کیونکہ رنجور آپکا

مطلع ثانی

جبکہ یون ظلم و ستم ہو جای دستور آپکا
پھر ستمگر نام ہو کیونکر نہ مشہور آپکا

مطلع ثالث

ہو سکے دل کیا حریف چشم مخمور آپکا
غمزۂ چشم اک بلا ہی چشم بد دور آپکا
دل مین کیا میری جگر مین کیا مری سینہ مین کیا
ہر جگہ ڈالا ہوا ہی ایک ناسور آپکا
خانۂ دل مین نہین حاجت چراغ و شمع کی
اسمین کافی ہی خیال روی پر نور آپکا
چھٹ گیا رنج و الم سے قتل جو تمنی کیا
مین رہونگا حشر تک ممنون و مشکور آپکا
کیا دل عاشق سی رکھتا ہی ہمیشہ نوک جوک
نشتر مژگان برنگ نیش زنبور آپکا

مطلع ثانی

جو میری ساتھ نہ میرا دل طپان ہوتا
تو مین جہان مین نہ رسوا جہان تہان ہوتا

نہ کیونکہ دی غم دلدار دل کو آرایش
کہ بے مکین نہین آراستہ مکان ہوتا

جلے ہے دل جو نکلتی ہی میرے دل سے آہ
بغیر آگ کے پیدا نہین دھوان ہوتا

ہمارے دل مین ہی یون اوسکی تیر کا روزن
اندھیرے گھر مین ہی جس طرح تابدان ہوتا

بجای بالش مخمل سمجھتے ہین اوسکو
جو نیچے سر کے ترا سنگ آستان ہوتا

نجاتی عشق مجازی کی پاس بھی عاشق
جو یہ نہ بام حقیقت کا نردبان ہوتا

ہمارے دل کی خبر کون اونکو پہونچاتا
اگر نہ قاصد اشک اوس طرف روان ہوتا

ظفر جو دیکھ کی حیران ہین مجکو پیری مین
دکھاتا اونکو تماشا اگر جوان ہوتا

اچھا کیا گر ہمکو برا جان کی چھوڑا
پر حیف کہ غیرون کا کہا مان کی چھوڑا

قربان تری ہاتھون کی کماندار کہ تونے
کیا میری طرف تیر بھوین تان کی چھوڑا

کیا قہر ہی بسمل پہ ترے ناز کے ظالم
اک ہاتھ تری آن نی اور آن کی چھوڑا

وحشت نی مرے زیر کف پا کوئی کانٹا
ثابت نہین دامن مین بیابان کی چھوڑا

سب قیدیون کو چھوڑ دیا آپ نی اپنے
پر ایک نہ جیتا مجھی پہچان کے چھوڑا

سرمایۂ حیرت سے بتا ای دل حیران
کیا واسطے آئینۂ حیران کے چھوڑا

قطعہ

بزم عالم مین بہم شادی و غم ہین دونون
ایک ہنستا ہے ظفر ایک ہی یان کر روتا
دیکھ لے آنکھ سی گر ساغر مے ہنستا ہے
ہچکیان لیکے ہے شیشہ بھی مقرر روتا

دیگر

وہ ابھی ہمپر جفا کرتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا کرتا ہے کیا

یہ مریض عشق جانبر ہو چکا
اے طبیب اسکی دوا کرتا ہے کیا

دل ہزارون روز لیجاتا ہے تو
یہ بتا اے دلربا کرتا ہے کیا

ہے لب زخم جگر جنبش مین کیون
تیغ قاتل کو دعا کرتا ہے کیا

تجھپہ کرتا ہے جو کوئی جان فدا
تو ہی منصف ہو برا کرتا ہے کیا

دل

دل مرا سنتا ہے کسکی عشق مین — تو نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

ابتو دل اوس بت کو ہمنے دیدیا!
اے ظفر دیکھین خدا کرتا ہے کیا

دل تبون سے لگاکے کیا پایا — دین و ایمان گنوا کے کیا پایا
جز غم و درد و یاس و رنج و تعب — ہمنے دنیا مین آکے کیا پایا
پاے قاتل کا بوسہ لے نہ سکے — ہمنے سر کو جھکا کے کیا پایا
اے اسیران خانۂ زنجیر — تمنے یان غل مچا کے کیا پایا
نہ بجھا سوز دل جب آنکھون سے — ہمنے دریا بہا کے کیا پایا
نہ جتانا تھا راز عشق اون سے — کیون جتایا جتا کے کیا پایا

پڑھ ظفر قافیہ بدل کر شعر
اس غزل کو سنا کے کیا پایا

چاہ مین ڈوب مر کے کیا پایا — آستانا تمکو کر کے کیا پایا
کشتۂ تیغ غم سے پوچھ اپنے — تونے جی سے گذر کے کیا پایا
گر نہ پایا جواب خط تو پھر — ہاتھ سے نامہ بر کے کیا پایا
تجکو اے دل خدا سے ڈرنا تھا — تونے اوس بت سے ڈر کے کیا پایا
کیا سودا ے زلف جو ہمنے — تو سودا در دسر کے کیا پایا

چاہیے تجکو شکایت یا ہمین انصاف کر
ہم گلہ مند آپ ہین ہمسے گلا کرتا ہی کیا

بلہوس کو اک ذرا آنے تو دے میدان مین
دیکھنا عاشق ترا یہ منچلا کرتا ہے کیا

کچھہ دل مضطر کو سمجھا اوسکے کر سمجھا سکے
تو ظفر کو اب نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

مجھے تر کان سی ہی جیسیا در افشانی کا ڈھب آیا
کسے رونی ہین ایسا ابر نیسانی کا ڈھب آیا

کیا تعلیم اوسکو ایک مدت تیری غمزی نے
فلک کو جب کہین اتنا ستم رانی کا ڈھب آیا

مقابل ہو نہ دیکھہ ای آئینہ اس چشم حیران سے
ابھی تجکو نہین سی خوب حیرانی کا ڈھب آیا

ہم اک مدت سی واں جاتی ہین لیکن اب تلک ہمکو
نہین مشق خوشامد گو تنا خوانی کا ڈھب آیا

پریشان دل نتھا جبتک الگ تھا اوسکی زلفو سی
پریشانون سی ملکر پہ پریشانی کا ڈھب آیا

چوراتا ہی وہ آنکھین پر نظر مین دل کو رکھتا ہی
الٰہی چور کو کیونکر نگہبانی کا ڈھب آیا

سخن کا جاننا آسان نہین ہی ایک مشکل ہی
ظفر مدت مین ہمکو کچھہ سخندانی کا ڈھب آیا

طوفان بپا یہ گریہ کی شدت نے کیا کیا
مجکو ڈبو دیا غم الفت نے کیا کیا

خواب عدم سی کشتہ کو تیرے جگا کے پھر
فتنہ اوٹھایا شور قیامت نے کیا کیا

پروانے کو جلا کے کیا ایک دم مین خاک
ہے ہے ستم یہ سوز محبت نے کیا کیا

تو کرتا کس امید پہ غافل ہے جمع زر
قارون کے ساتھہ دیکھہ تو دولت نے کیا کیا

خط سبز اپنا دکھلائے نہ جبتک وہ گلستان رو
مرا دل شاد سبزے لہلہے سے کچھ نہین ہوتا

مزہ جب ہو کہ سارا میکدہ خندان ہو زاہد پر
صراحی کے فقط اک قہقہے سے کچھ نہین ہوتا

فروغ حسن ہے اوسکا وہی گو رخ پہ خط آیا
اندھیرا یان تو سورج کے گہے سے کچھ نہین ہوتا

یہ تیری زلف ناگن وہ بلا ہے جب بپھرتی ہے
تو پھر مار سیہ کا اژدہے سے کچھ نہین ہوتا

نہین ممکن کہ آئے رحم اوسکو اے ظفر مجھپر
سہون اوسکے ستم کیا مین سہے سے کچھ نہین ہوتا

وہ لب پہ خط پے عشاق زہر کیونکہ ہوا
زلال خضر سے الصاق زہر کیونکہ ہوا

مجھے ہوئی ہے گوارا وہ آنکھ زہر بھری
پسند خاطر مشتاق زہر کیونکہ ہوا

نہین جو وصل کی امید زندگی کے ساتھ
تو کھانا اپنا مجھے شاق زہر کیونکہ ہوا

تمھاری زلف کی ناگن نہین جو زہر ملی
تو اوسکا شہرۂ آفاق زہر کیونکہ ہوا

کلام تلخ کو سن سنکے عقل حیران ہے
کہ یہ نصیب بد اخلاق زہر کیونکہ ہوا

لبونکا بوسہ ترے لیکے جان دی مینے
یہ میرے واسطے تریاق زہر کیونکہ ہوا

مرا کشندہ ہوا یار شفقتون سے ظفر
یہ اوسکا شیوۂ اشفاق زہر کیونکہ ہوا

جو سوز عشق سے مین ہو کے داغ داغ جلا
تو جسنے دیکھا یہ جانا چہل چراغ جلا

ہوا اگر ترے وحشی کا نالہ آتشبار
تو دیگا دیکھو وہ دامان کوہ و راغ جلا

دیکھ

دل اپنا اوسپہ جو شیدا ہوا تو ایسا ہوا
سنا ہر اک نے یہ چرچا ہوا تو ایسا ہوا

رہا کھٹکتا رقیبون کی آنکھ مین عاشق
اگر وہ سوکھ کے کانٹا ہوا تو ایسا ہوا

دیا دم ایسا کہ دم ہی نکل گیا دم مین
وہ میرے حق مین مسیحا ہوا تو ایسا ہوا

جلد چہارم دیوان ظفر

ڈبویا مجکو بجھائی نہ میرے دل کی آگ
روان جو گریہ دریا ہوا تو ایسا ہوا

یہ ضعف ہے نہین اوٹھ سکتا سر بھی تکیہ سے
مریض غم ترا اچھا ہوا تو ایسا ہوا

یہ ایک دل ہے برابر ہزار دشمن کے
کوئی جو دوست بھی اپنا ہوا تو ایسا ہوا

تمام عمر ظفر ہم رہے پریشان حال
کسی کی زلف کا سودا ہوا تو ایسا ہوا

دیکھ مژگان کو جو اشکون مین شناسا کالا
کبھی باران سے ہوا ہے یہ جو اسا کالا

نہین اوس یار کے روی عرق آلودہ پہ زلف
اوسکو جانتا ہے سانپ یہ پیاسا کالا

اوسکے خال لب شیرین سے تعجب ہے مجھے
ہو گیا کیونکہ الٰہی یہ بتاسا کالا

صاف عارض کو ترے ماہ سے دین ہم تشبیہ
اوسمین دھبا نہ اگر ہووے ذرا سا کالا

دل کے بازار محبت مین یہی ہے قیمت
جسکو لینا ہو یہ لے دیکے دلاسا کالا

خوشنما

خوشنما دانت برنگ دُر انجم مین سفید
رنگ جو اوسکی مسی کا ہی شب آسا کالا

چشم جانان مین یہ دنبالہ نہین کاجل کا
دست بیمار مین ہی ایک عصا سا کالا

شمع نے ماتم پروانہ مین اتنا تو کیا
سر پہ اک باندھا ہو مین ہی ہی منڈاسا کالا

طبع مین ہوتی حسینون کی نفاست جو ظفر
تو نہوتا فلک دون کا یہ سایا کالا

جوش گریہ گر یہ ہے وحشت مین اپنا ایک سا
پاٹ دریا کا ہو اور دامان صحرا ایک سا

رقص بسمل ہو کہ ہو عاشق کا دل کا اضطرآ
جانتا ہے اے ستمگر تو تماشا ایک سا

خوش کوئی کیا ہو ہمیشہ گہ خوشی ہی گاہ غم
ہان مگر وہ جو کہ ان دونو نکو سمجھا ایک سا

کل مرقع مین اوسکی اور یوسف کی شبیہ
ہمنے دیکھی ایک سی صورت تھی نقشا ایک سا

عشق مین مجکو نہین سیر گلستان کی ہوس
ہی چمن اور سینہ پرداغ میرا ایک سا

ایک جلوہ اپنا دکھلادی اگر ناصح کو تو
حال ہو جای ہمارا اور اوسکا ایک سا

گاہ گرمی گاہ سردی گاہ دن ہی گاہ رات
اے ظفر رہتا نہین دائم زمانہ ایک سا

نے غم گھٹا نہ اسمین ہی رنج والم گھٹا
دل مین رہا ہمارے ہمیشہ یہ جمگھٹا

چشم پرآب کی مری مژگان تر کو دیکھ
دریا پہ دیکھی ہوگی کبھی ایسی کم گھٹا

لیتا ہے ایک بوسہ پہ بھی تو بنا کے منہ
دی ایسی قدر قیمت دل ہی صنم گھٹا

مرغان چمن کرتے ہین کیا چہچہے دیکھو
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا

کیون شرم سے گر جاے نہ شمشاد زمین پر
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا

آتا نہین جس دن سی وہ آرام دل و جان
بے چین ہون مجکو نہین آرام ہی آتا

تر دامنی اوسکی ہی کہ کعبہ مین بھی جو رند
ترے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا

غش کھا کے گرے ہی وہین مہتاب زمین پر
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق کہے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم روئے ایسا تو نے جو ہمکو رولا دیا
پانی مین اک دکھائی فلک بلبلا دیا

اوس شعلہ خو سے بزم جہان مین لگا کی لو
مانند شمع آپ کو ہمنے گھلا دیا

ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا

ایسا نہو کہ غیر پہ کھلجاے مدعا
قاصد نے میری خط اوسی جا کر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کیون مجھے کیسا سلا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کلک تصور سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بولا دیا

جگر سے یون دھوان ہی بار بار اوٹھا ہوا آتا
کہ ہو جس طرح سی ابر بہار اوٹھا ہوا آتا

پھر سو گئے یہ طالع خوابیدہ جاگ کر
ہر چند آب گریہ نے منہ بھی دھلا دیا

دل کچھ تو نرم ہو گیا اچھا ہوا اسے
اے سوز عشق تو نے اگر جل بھلا دیا

اس دل کے اضطراب نے مجکو دیا ہلا
ایسا کسی نے جھولے مین جیسے جھلا دیا

ہے تو حباب وار تنک ظرف اس قدر
ہستی نے دیکے دم تجھے غافل بھلا دیا

کیا کرتے اختیار مین تھے دل کے اے ظفر
ہم ڈھل گئے ادھر جدھر اوسنے ڈھلا دیا

وحشت سے ہی یہ حال مری جسم زار کا
اک خار خشک عشق کے ہی خارزار کا

مطلع ثانی

کاکل مین جو دھیان بند ہا زلف یار کا
کرتا ہے قصد بند سے کافر ستار کا

مطلع ثالث

مژگان مین خط وہ سرمہ و نبالہ دار کا
تاڑا ہی ہمنے تاڑیون مین پھل کٹار کا

دو پھول بھیجدون اوسی نرگس کے تا وہ یار
آنکھون سے دیکھے حال مرے انتظار کا

ناصح تو کیا سمجھیگا کہ وحشت کے ہاتھ سے
باقی نہین پتا بھی گریبا نمین تار کا

اوٹھتا ہی خاک کا وہ بگولہ جو دشت مین
ہے تیرے خاکسار کے گنبد مزار کا

دے روز ساقیا مجھے دو چار جام مے
دو چار روز اور ہے موسم بہار کا

حاضر ہے صید گاہ محبت مین دل مرا
ہے شوق تجکو صید فگن گر شکار کا

دیگر

پہونچ جائینگے بام عرش تلک
ہے اگر عشق نردبان اپنا

وہ کنارا گر لگائے تیر
دل کو سمجھے مرے نشان اپنا

سنتے ہین باغ مین گری بجلی
جل گیا ہو نہ آشیان اپنا

ہو وہ جان جہان نہ ہرگز دوست
اور دشمن ہو اک جہان اپنا

آہ کرنے کی بھی نہین طاقت
اس قدر دل ہے ناتوان اپنا

غنچے گلشن مین ہون شگفتہ ہزار
پر نہو دل یہ شادمان اپنا

شمع سان لگ اوٹھی زبان کو آگ
اگر کرون سوز دل بیان اپنا

ہم ہوئے پیر اے ظفر لیکن
دل ہے اب تک وہی جوان اپنا

دیگر

جو خنجر موج گل نے عندلیب زار پر کھینچا
تو قمری کو بھی ہی سرو چمن نی دار پر کھینچا

کھڑا ہون محو حیرت یون لگا دیوار سی تیری
کسی نے نقش ہو جیسے کوئی دیوار پر کھینچا

وفا کا کر کے تو اقرار ہمسے ہو گیا منکر
تری الفت سی ہمنے ہاتھ اس انکار پر کھینچا

جلا دیگا جہان کو دیکھ لینا یہ دل سوزان
جو نالہ اسنے اور اک آہ آتشبار پر کھینچا

خط رخسار کو تیری جو دیکھا ای گلستان رو
قلم سب خوب شنویسون نی خط گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنی صورت تسکین
تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دل زخمی سی اپنی ناوک دل دوز کو اوسکی
اگرچہ کھینچا تھا ای ظفر دشوار پر کھینچا

دیگر

دیگر

[illegible]

کچھ جواب خط نہ لایا نامہ بر خط لیگیا
کسکو دوں اسے یا خدا جانے کدھر خط لیگیا

لیگیا جب ماہ پر تیرا رخ روشن شرف
فوق ہالہ پر ترا رشک قمر خط لیگیا

جب اوڑا کر لیگیا اوسکو مرا مضمون شوق
کیا کہوں میں جلد قاصد کس قدر خط لیگیا

اوسکے کوچہ میں نہ ہاتھ آیا کرا یہ کو مکان
گرچہ میں سو سو طرح ہی لکھکے پر خط لیگیا

دیکھنا قاصد کی جرأت آفرین صد آفرین
سامنے قاصد سکے بیخوف و خطر خط لیگیا

دل بغل میں سے مری گم ہے الٰہی کیا ہوا
زلف اوڑ کر لیگئی یا چھین کر خط لیگیا

چاک کر ڈالا پڑھا بھی وہ نہ اوس بے مہر نے
میں غلامی کا جو لکھکر اے ظفر خط لیگیا

فلک پہ داغ بر دل ز رشک سو ماہ میں دیکھا
رخ روشن پہ جسکے اوسنے خال عنبرین دیکھا

نکر تو ہے پردہ ہے تو چشم تصور سے
تجھے بے پردہ ہو پردہ نشین ای پردہ نشین دیکھا

ہمیں داغ محبت کم نہیں مہر سلیمان سے
بدولت اسکی ہمنے اک جہان زیر نگین دیکھا

ہولا یا خندہ دندان نمانے کسکے یہ مجکو
کہ ہمنے اپنا ہر آنسو بہ از در ثمین دیکھا

وہ آیا ذبح کرنے کو ہمارے ہمنے یہ جانا
اوسے خنجر بکف جسدم چڑھائی آستین دیکھا

لب شیرین سے ہم اوسکے جواب تلخ سنتے ہیں
مزا دیکھو کہ زہر آمیز ہمنے انگبین دیکھا

ہزاروں دلربا دیکھے جہان میں ای ظفر ہمنے
مگر اوس سے کوئی بہتر نہیں دیکھا نہیں دیکھا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

یہ باتیں ہیں کہ بوسہ ہم کو وہ دلبر نہیں دیتا	جو ہم لینے پہ آئیں دیکھیں تو کیونکر نہیں دیتا
کہوں اپنی خبر کیا بیخبر ہوں میں وہ عالم سے	مجھے جیسے خبر اوسکی کوئی لاکر نہیں دیتا
دکھاتا ہے لب خشک اپنی ہر زخم جگر میرا	ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہیں دیتا
ابھی آتا ہوں اڑ کر پاس تیری پر کروں کیا کیا	مرا خالق مجھے پر اے پری پیکر نہیں دیتا
بھرا ہے باغ پھولوں سے بھریں نہریں ہیں پانی سے	مجھے بھر بھر کے ساقی مے سے کیوں ساغر نہیں دیتا
جواب صاف تو دیدے وہ تو خط میرا قاصد کو	جواب خط نہیں دیتا بلا سے گر نہیں دیتا
پڑا ہیں کروٹیں لیتا ہوں ساری رات بستر پر	ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہیں دیتا

ظفر اسپر بھی اوسکو دے رہے ہیں ہزاروں دل
اگرچہ جانتے ہیں سب کہ وہ لیکر نہیں دیتا

کوئی بھی مجھ سے نہ قربان یار پہلے ہوا	نثار اوسپہ یہی جان نثار پہلے ہوا
شکار گاہ میں آیا ہے وہ شکار افگن	تو پہلے تیر سے میں ہی شکار پہلے ہوا
قلق جو قدر رسان وصل کا نہیں ہے تجکو	تمھارے آنے سے دل بیقرار پہلے ہوا
گلے پہ غمزہ نے خنجر تو بعد پھیرا ہے	نگہ کا تیر کلیجے کے پار پہلے ہوا
کیا ہے عشق نے یہ جبر ورنہ دل پہ مرے	نہیں تمھارا ابھی اختیار پہلے ہوا
ہوا جو تیر نگہ سے دل و جگر زخمی	تو اپنا سینہ و پہلو فگار پہلے ہوا

[illegible]

دیگر

[illegible]

زبان

زبان خامہ پہ تیرے آیا نہ حرف مطلب کا میرے اصلا
لکھا کیا یکقلم قلم سے کہین کا جھگڑا کہین کا دُکھڑا
یہ جانو اپنی ظفر کہانی کہی ہے اورونکی داستان مین
ہوا اگر اس اسیر غم سے کہین کا جھگڑا کہین کا دُکھڑا

مراد ان نامہ میرا نامہ بر پہونچا کی جا بیٹھا
بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کی جا بیٹھا

مجھے حیرت ہی دل کیونکر تری گوشہ مین ابرو کی
بہم اخلاص تجھسے عشوہ گر پہونچا کی جا بیٹھا

خدنگ ناز ای ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مرے دل مین مری جان کو ضرر پہونچا کی جا بیٹھا

رفاقت تو نکی دل نے مگر کچھ رہنمائی کی
الگ مجھسے مجھی وہ اوسکو گھر پہونچا کی جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ پر
دل مضطر بہم کچھ بال و پر پہونچا کی جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھی کیا تو کنار غیر مین ظالم
کنارے گور کے مجکو اگر پہونچا کی جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچانے اپنے کوے دلبر مین
کہ مین تو آپہی اوسکو ظفر پہونچا کی جا بیٹھا

قاصد نہین ہاتھ آتا کبوتر نہین ملتا
جاتا بھی کوئی ہے تو ترا گھر نہین ملتا

مر جاؤن گلا کاٹ کی مین ہجر مین اپنا
پر کیا کرون ظالم مجھے خنجر نہین ملتا

آنسو ہی مری چشم مین وہ گوہر نایاب
دریا مین بھی ڈھونڈھو تو یہ گوہر نہین ملتا

یہ جوش بہار اور یہ گل اور یہ سبزہ
پر حیف کہ ساقی ہمین ساغر نہین ملتا

دل بیتاب بے ادب نہوا
عشق ایسا ادیب آپہونچا
جسمعت آرا ہوئی سپاہ الم
نالہ بن نقیب آپہونچا
بارسا اپنے قافلہ والو
تب بھی بن غریب آپہونچا
اشتیاق بہار کی اب کی آئی
تب بھی بن طبیب آپہونچا
لوٹ جانے کا ہے ترے در تک
کون اسکتا ہے ترے در تک
خوش نصیب آپہونچا

دیکر

جامہ سے بن رخ ساقی و نظر آئی کیا
گر بن خوشے کے گویا کہ ثمر آئی کیا

مطلع ثانی

آہ پر دو دبن گر کوئی اثر آئی کیا
چاند یا ابر بن بجلی کوئی نظر آئی کیا

جبکہ بستی میں علم کرکے نکلا آہ سے
دشت و حشت میں ہمان جیش خبر آئی کیا

دم مرا بن تیرے بیکل ہے بلا ہے ہجر کی
ہاے دشمن قریب آپہونچا

نہ تقصیر خطا تھی اور نہ تھا جرم و گنہ میرا
ہوا وہ پر غضب جو مجھپہ یون ایسا غضب کیا تھا

وہ خوش تھی پہلے کیون اور پیچھے ناخوش کیون ہوئی مجھسے
کوئی یہ پوچھتا اونسے نہین اب کیا ہی جب کیا تھا

کیا اک نالہ ہے او ظفر اس بیقراری سے
کہ گھبرا کر لگے کہنے ہمارے یار سب کیا تھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

لگاؤگے کہان تیر نگہ دل گر ہے سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ در گوش سے گر آب و دانہ روبرو ہوگا

نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینون کو
بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی دولت
نہ ہرگز مال کچھ اسکے خزانہ روبرو ہوگا

اگر قبلہ بھی ہوگا تو نہین کرینگے ہم سجدہ
نہ جب تک اوس صنم کا آستانہ روبرو ہوگا

ظفر کیا جانے واں کیا حال ہوگا دردمندونکا
جہان میر اکلام عاشقانہ روبرو ہوگا

پاس اونکے رقیب آپہونچا
ہاے دشمن قریب آپہونچا

زندگی دے چکی تھی ہمکو جواب
پر پیام حبیب آپہونچا

دیکھ لے گل کو تو کہ وقت خزان
سر پہ اے عندلیب آپہونچا

خال بینی ہے وہ کہ منبر پر
بہر خطبہ خطیب آپہونچا

ہو تو کیا خاک مگر کان مین کچھ غفلت فی
ایسا چھونکا کہ ہوا مین یہ بشر آہی گیا

دست بردار ہون کیا دلبر سنگین دل سے
ہاتھ پتھر کے تلے اب تو ظفر آہی گیا

عشق اک تیغ الم بھی تیغ حسرت پر لگا
دمبدم تازہ جراحت ہر جراحت پر لگا

منہ سے کچھ کہنی کی اب حاجت نہین دل کے تئین
تیری آنکھون نے کیا اسکو اشارت پر لگا

جب کہیگا تو یہی دل کا لگانا ترک کر
دل مرا کاہیکو ناصح اس نصیحت پر لگا

کسطرح عشق مجازی کا نہو پایہ بلند
زد بان دیتا ہے یہ نام حقیقت پر لگا

کشتہ ہون اوس سرو قد پر سبکو یہ معلوم ہو
دو نہال سرو یار و میری تربت پر لگا

کچھ کہو لیکن سنے کان ملاحت ذکر کیا
کان دیتا ہے مگر میری شکایت پر لگا

پانون پر قاتل کے اوڑکر پہونچے ہی عاشق کا سر
اے ظفر دیتی ہے شاید کچھ محبت پر لگا

جگر کے داغ پہ اشکونکو ہمنے ریل دیا
کہ یعنے جلتا نہین ہے بغیر تیل دیا

وہ میری جان کی جانیکو کھیل جانتے ہین
سکھایا اونکو خدا جانے کسنے کھیل دیا

نہ گرتا آگ مین پروانہ کسطرح اے شمع
کہ شوق وصل نے تیرے اوسے ڈھکیل دیا

ملایا خون مرے اشکون مین عشق نے تیری
آلی آگ کا پانی سے کیونکہ میل دیا

ہزار ہار دیئے موتیا کے اشکون نے
پر اوسنے ہمکو نہ اک ہار رائے بیل دیا

بہ از حلوائے تر ہوتی ہی نان خشک بھی اونکو	کلیجا مالدارون کا جو ہے اندر سی تر ہوتا

زبان پر میرے جب آتا ہے نام ساقی کوثر
ظفر گویا دہن ہے شربت کوثر سے تر ہوتا

جنون مجنون سے تیری اتبو کپڑی پھاڑ کر چمٹا	بچے کیا اسکی ہاتھون سی یہ پنجی جھاڑ کر چمٹا
مقرر دل پہ منھ مارے گا تیرا حلقۂ گیسو	یہ ہے مار سیہ کافر بلا منھ پھاڑ کر چمٹا
بہت تھی اور نخل و خشک تر اس باغ مین لیکن	مجھی کو شعلۂ برق بلا کچھ تاڑ کر چمٹا
نہین خال سیہ ٹلتا ترے رخسار گلگون سے	یہ بھنورا گل سی ہے کیا پای ہمت گاڑ کر چمٹا
ملا بادل سی بادل کیا گرج کر دیکھ ای ساقی	یہ پیل مست پیل مست سی چنگھاڑ کر چمٹا
ترے دامن سی چمٹین گی مری ہار سر تربت	نہ پنجے جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر چمٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ ای پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ گھر کاڑ کر چمٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا	کوئی بتلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا
ہوا سے ٹوٹتی تھی تو بہ مینائے حباب آسا	یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا
بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی سخت جانی پر	میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا
ہوا جس روز یہ مفتون تھا اوس چشم مفتن پر	وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا
فقط کیا زلف تھی اوسکی اندھیری رات تا سر	رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا

نہ پوچھو ہمدمو تم اس جہان مین آکے کیا دیکھا
کہ جو دیکھا یہان ہمنے تماشا اک نیا دیکھا

جو کچھ لکھا تھا پیشانی مین سب وہ اپنے پیش آیا
بھلا تھا سو بھلا دیکھا برا تھا سو برا دیکھا

کہان وہ مہ جبین اور ہم کہان وہ وصل کی راتین
مگر ہمنے کبھی تھا ایک یہ بھی خواب سا دیکھا

نہ دیکھا آنکھ اوٹھا کر پھر ہلال عید کو ہمنے
تری جو ابروی خمدار کو اے مہ لقا دیکھا

کیا دیوانہ ہو کر چاک گل نے پیرہن اپنا
چمن مین تجکو جسدم اوسنے اے گلگون قبا دیکھا

جو آیا دل مین اوسکے صاف منھ پر کہدیا اوسنے
نہین آئینہ سے کوئی زیادہ با صفا دیکھا

بہایا ہمنے رو رو کر جو دریا اپنی چشمون سے
تو پانی پر فلک کو ایک جیسے بلبلا دیکھا

چھڑک کر میری زخمون پر نمک کہتا ہے وہ قاتل
کہ تو نے زخم تیغ عشق کے کھا کر مزا دیکھا

ظفر کی سیر اس گلشن مین ہمنے پر کسی گل مین
نہ کچھ الفت کی بو پائی نہ کچھ رنگ وفا دیکھا

اوس بت کی عداوت سے دلا کچھ نہین ہوتا
جب تک کہ نہو حکم خدا کچھ نہین ہوتا

مطلع ثانی

کہنے سے برا میرا برا کچھ نہین ہوتا
جو کہتے ہین اونکا بھی بھلا کچھ نہین ہوتا

ایدل حذر اس عشق سے بہتر ہے کہ آمین
حاصل غم و حسرت کے سوا کچھ نہین ہوتا

گو آئے ارادے پہ مرے قتل کے قاتل
آتی نہین جب تک کہ قضا کچھ نہین ہوتا

چارہ ترے بیمار کا اے رشک مسیحا
ہر چند دوا ہو کہ دعا کچھ نہین ہوتا

دیگر

کہون جو اپنی کہانی کے کہانکا مول
پہ درد سر یہ نہین ہنگام خواب ہمنے لیا
وفور اشک نہین منھ پہ شرم عصیان سے
پہ پردہ ڈال بشکل نقاب ہمنے لیا
ظفر دیا جو دل اوس کافر ستمگر کو
تو مول جان کے لیے اک عذاب ہمنے لیا

دیگر

نہین کھلتا بتون کا عشق مولا کیا دکھائیگا
کوئی دنیا ہمین یا گھر خدا کا کیا دکھائیگا
ہمین آغاز الفت نے جو دکھلایا سو دکھلایا
مگر اب دیکھیے انجام اسکا کیا دکھائیگا
دل اوس بیداد گر کو دیکے قسمت آزماتے ہین
ہمین اوسکے عوض دیکھین نصیبا کیا دکھائیگا
نتھا جو دیکھنا ہمنے سو ان آنکھون سے وہ دیکھا
زمانہ اور کوئی اب تماشا کیا دکھائیگا
ہمین یہ کچھ تو دکھلایا ہوئے مشہور سودائی
سوا اسکے تری زلفون کا سودا کیا دکھائیگا

عمل

عمل اے نفس دون ہمت نہ اک اچھا ہوا تجھسے
کہینگے وان جو کل تجھکو کہ دکھلا کیا دکھایا کیا

ظفر مٹھے ہنر ہین دیکھے بھالے ہم زمانے کے
ہمین آگر ہنر کوئی پھر اپنا کیا دکھائیگا

نشہ یہ تیری محبت کا مجکو یار چڑھا
کہ جسنے دیکھا مجھے اوسکو بھی خمار چڑھا

مطلع ثانی

سحر جو بام پر اپنے وہ مہ عذار چڑھا
تو آفتاب کو لرزے سی اک بخار چڑھا

رقیب کب تری نظر و نپہ آہ چڑھتا تھا
دیا جو دل سی ہمین تو نی یون اوتار چڑھا

یہ مست کہتے ہین تار شعاع مہر کو دیکھہ
کہ ہی سپہر کے طنبور پر بھی تار چڑھا

تصور قد دلدار مین مجھے ای عشق
خدا سے ڈر کہ نہ سولی پہ بار بار چڑھا

رکھے ہے مصحف رخ پر جو تیری زلف قدم
نہ اتنا سر پہ بھی اس بی ادب کو یار چڑھا

نشانہ کرکے مرے مرغ دل کو اوسنی کہا
کہ آج داؤ پہ اپنے عجب شکار چڑھا

دل برشتہ کی میرے جو بو او سی آئی
تو کیونکہ تاک تلے پھر وہ باوہ خوار چڑھا

کیا ہے چشم فسون ساز نے تری کشتہ
ہمارے تو گل نرگس سر مزار چڑھا

نہ کیونکہ صل علے اد یکھکر تجھے کہون
سوائے تیرے نکلہ پر نکوئی یار چڑھا

ظفر بڑھا دیا رتبہ یہ خاکساری نے
بگولہ بنکے ہے افلاک پر غبار چڑھا

خدا کرتا ہی کیا تو دیکھ تو اوس بت کی الفت مین
جو تو جائیگا تیرے ساتھ ہی یہ دم بھی جائیگا

نہ گھبرا اے دل مضطر ابھی رہجا ابھی رہجا
بچا ظالم خدا سے ڈر ابھی رہجا ابھی رہجا

نہین ہم منع کرتے حال کچھ اوسسے بھی کہنے کو
ظفر فرصت مین کہنا پر ابھی رہجا ابھی رہجا

ہے جو سینہ مین یہ دم دمبدم آتا جاتا
لطف ہستی وعدم ہے بہم آتا جاتا

آمد رخصت جو ہے بند سبب سے میرے
اب ترے کوچے مین ہی کوئی کم آتا جاتا

وائے قسمت کہ تری راہ مین جون نقش قدم
کرتا پامال ہمین ہے صنم آتا جاتا

صبر کا میرے تو ہے جور و ستم کا چرچا
کرتا ہر شخص ہے تیری قسم آتا جاتا

کوئی غمخوار کوئی مونس و ہمدم کوئی
پاس اپنے نہین جز رنج و غم آتا جاتا

در و فرقت جو یہ جاتا کہو کیونکر جاتا
اس طرف ہان جو تمہارا قدم آتا جاتا

اے ظفر کیونکہ پھر اوس شوخ کے گھر مین جائین
ہر کوئی دیکھین جب آنکھون سے ہم آتا جاتا

نہ اور اے دل کسو کی یاد رکھنا
اوسی آئینہ رو کی یاد رکھنا

مطلع ثانی

ہمین اوس جنگجو کی یاد رکھنا
اوسے ہر دم عدو کی یاد رکھنا

یہ کرنی کٹتی کٹتی ہمسے باتین
یہ تیزی گفتگو کی یاد رکھنا

ظفر

ہوا اب کچھ بھولا کر اپنا شیوہ
دل مین کسو کی یاد رکھنا

دیگر

دلا گالیان ایک بوسہ پہ تو کہا
جو تو بوسے مانگے تو دشنام سو کہا

تسے ابرو کو دیکھا ماہ نو کہا
تسے چشم پر اشک بھی ماہ نو کہا

جو اسے چہرہ جبین تسے شعلہ رو کہا
جو اسے شمع سان ہم آتش خو کہا

کیا چرخ پر اوسے شعلہ رو نے کہا
ہوا سے شمع سان ہم آتش خو کہا

کہی ہے شوان شب کا عشق اسے دل
کہی ہے شوان شب کا عشق اسے دل

تمہین نے پوچھا تھا کہ او کہا ہے او کہا
تمہین نے پوچھا تھا کہ او کہا ہے او کہا

کہی ہے شادی
کہی ہے شادی

اسے چاہتا ہے جو الفت سے ایدل
اسے چاہتا ہے جو الفت سے ایدل

تو اوس پر ہے ظفر اوس شوخ کے رخ تو کی
تو اوس پر ہے ظفر اوس شوخ کے رخ تو کی

بشر سے جو کی اوسے جاتے ہین
بشر سے جو کی اوسے جاتے ہین

دیگر

بکواس کو جانے دے نہ اتنا بھی بکے جا
ناصح تری بکبک سے تو بس تنگ گیا جی جا

اب دیکھیے کیا ہوتا ہے تقدیر کا لکھا
خط لکھ کے تو ہمنے بت نو خط کو ہے بھیجا

محفوظ خدا عشق جگر خوار سے رکھے
یہ وہ ہے کہ کھا جائے ہے اک دم مین کلیجا

وہ سن چکے احوال مرا پاس بٹھا کر
جو دور ہی سے کہوں کہ چل دور ہی جا

اے باد صبا سوکھ کے تنکا سا بنا ہون
تو اب تو اوڑا کر مجھے اوس کوچہ مین لیجا

منظور جو ہوتا ہے غبار دل جانان
اے سیل سرشک آنکھون سے سر لخت جگر جا

لگ جائین جو انبار ترے کشتون کے قاتل
تل دھرنے کو بھی روزن مین پھر نہ ہو جا

اوس عارض تابان کی تب رشک ہے خورشید
تپنا تری قسمت مین ہے ہر روز ہی جا

مقدور کسے ہے جو ترے سامنے بولے
جو آئے ترے جیمین تو با ذوق کہے جا

جو آپ کی ہے بات بجا ہے وہ بجا ہے
کہتا ہے ظفر کون تمھین کہتے ہو بیجا

جیب مین کیون نہ ہر اک تار رہو تن کا تاگا
جو ہے اے ضعف سو ہے وہ کہین من کا تاگا

کیا عجب گر اثر جوش جنون سے پس مرگ
ہو جدا ایک سے اک اپنے کفن کا تاگا

نہ سیا جائے کبھی زخم دل مرغ چمن
ہو نہ جبتک رگ گلہائے چمن کا تاگا

زاہدا کہتا ہے تو رشتۂ تسبیح جسے
یہ بھی ہے دام فریب اور ترے فن کا تاگا

سانپ بن بنکے مجھے کاٹتا ہے بن تیرے
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا

مست کہتے ہین کہ آئی ساقیا جم جم گھٹا
میکدہ مین ہو بکیفیت ہمارا جمگھٹا

ابر کو تو پانی پانی تیرے گریہ نے کیا
آبرو سے بحر بھی اے دیدۂ پرنم گھٹا

رتبۂ اوسط ہی بہتر ہے ہمارے واسطے
نہ بڑھا اتنا نہ تو اے رونق عالم گھٹا

آئینہ مین عکس اغلب ہے جو وہ زلف سیاہ
دیکھتے دریا پہ ہین چھائی ہوئی یہ ہم گھٹا

صاف رنگ معصیت سی ہو جو دل کا آئینہ
کیا تعجب دے اگر وہ قدر جام جم گھٹا

عارض پرنور پر دیکھی جو وہ زلف دراز
کھلگیا ہمپر بڑھی رات اور دن ہمدم گھٹا

چڑھکے نور و نہر گئے کتنے ہی یان دریا اوتر
پر نہ زور طبع اپنا اے ظفر اکدم گھٹا

کرتا ہون جہان کچھ ہے ترا کار نہ کہنا
بہتر ہے وہان کہنے سے سو بار نکہنا

اے ہمنفسو اوس شہ خوبان سے مرا حال
خلوت ہی مین کہنا سر دربار نکہنا

کتنا ہی کہا دل کو نہ مل سنگدلون سے
کر بخت لے ٹانا مرا زنہار نہ کہنا

اوس پردہ نشین سے جو محبت ہی تجھے دل
یہ بات سر کوچہ و بازار نکہنا

مست مے پندار ہین یہ مردم دنیا
بھولے سے بھی ایدل انھین ہشیار نکہنا

ہمنے بھی کیا عہد کہ در دول بیتاب
مرجانا مگر تجھسے ستمگار نہ کہنا

چپکے سے مرا خط اوسے دیجیو قاصد
کچھ منھ سے خبردار خبردار نہ کہنا

منصور کا تھا گرچہ حقیقت مین سخن حق
گر پوچھیے حق تھا اوسے زنہار نہ کہنا

ہر رات دود آہ مرا چشم ماہ مین — فرقت سے تیری ماہ لقا طوطیا ہوا
تیغ نگاہ مین ہے ترے یہ جو آب و تاب — سنگ فسان ہے کیا صنما طوطیا ہوا
وحشی چشم تھے تو پے چشم ہر غزال — اپنا غبار بعد فنا طوطیا ہوا
تھا کشتہ کسکی آنکھ کا مین جو مرا غبار — ہے چشم آہو ئے نین صبا طوطیا ہوا
ہم قتل ہو گئے تری تحریر سہ سے — حق مین ہمارے تیغ بلا طوطیا ہوا
دود جگر سے میرے زمانہ سیاہ ہے — آنکھون مین نور مہر بجا طوطیا ہوا

خاک قدم سے یار کے بہتر ظفر مفید
کب بہر ورد چشم دوا طوطیا ہوا

عمر بھر کیون نہ ہمین زلف کا سودا رہتا — یہ وہ ہے بھوت ہمیشہ ہی جو لپٹا رہتا

مطلع ثانی

ہے تصور جو ہمین زلف سیہ کار رہتا — آگے آنکھون کے ہمیشہ دن رات اندھیرا رہتا

مطلع ثالث

ہی مجھے دھیان جو اوس نوک مژہ کا رہتا — تو مری دل مین ہے کانٹا سا کھٹکتا رہتا
کھولتا اپنے جو رخسار پہ تو زلف دراز — تو نہ پھر کچھ بھی وجود شب یلدا رہتا
آگے اوس قامت موزون کے اوی جھکتا تھا — سرکشی سرو کی دیکھو کہ ہے سیدھا رہتا
دل پر آبلہ کو میرے جو دیکھا تو ہے — دانتون مین خوشہ انگور کے تنکا رہتا

امید روز وصل مین کچھ زندگی ہوئی
کہتے ہین دل سے ہجر مین یہ کر کے یاد دہم

اپنا شب فراق مین جینا محال تھا
کوئی زمانہ وصل بھی خواب و خیال تھا

بخشش طفیل شاہ رسل اپنی ہو گئی
ورنہ گناہگار ظفر بال بال تھا

عزیز و کام نہ کس کس کا یان بنا بگڑا
ہمارے دود دلِ داغ داغ سے ہر روز

ہمارے پیش نظر اک جہان بنا بگڑا
اک آسمان تہ آسمان بنا بگڑا

رہی نہال چمن ہی سی الفت ای صیاد
ہزار بار مرا آشیان بنا بگڑا

فلک کے ہاتھ سے بازار دہر مین آکر
نہ کون باعث سود و زیان بنا بگڑا

ہمارا دل نہ بگڑتا کبھی صنم تجھ سے
رقیب جیسے ترا رازدان بنا بگڑا

بنا رہا جو کوئی ہمنشین رہا اچھا
اور اوسکی بزم مین کوئی جہان بنا بگڑا

مزاج اونکا بگڑتا نہ اے ظفر کیسے
زیادہ اونکا جو مین مدح خوان بنا بگڑا

کشتہ جو قاتل تری آن و ادا کا ہوا
پھر نہ وہ منت پذیر تیغ قضا کا ہوا

مطلع ثانی

عشق اگر اوس بت ہوش ربا کا ہوا
مورد قہر خدا بندہ خدا کا ہوا

طرفہ تماشا ہے یہ اور عجب سیر ہے
تو نے تو مارا مجھے نام قضا کا ہوا

ہے سینہ صاف تو کو بھی بیم تیر جور فلک
کہ دیکھو بحر نے خود ہی حباب سر پہ لیا

نصیب قطرہ مے گر نہین تو چرخ ذکیون
یو نہین ہے بار خم آفتاب سر پہ لیا

جو سنگ آیا ترے در پہ سنگ طفلان سے
وہ ہنسے اے بت خانہ خراب سر پہ لیا

شہید عشق نے احسان تیغ دست قضا
نہین بجز نگہ پر عتاب سر پہ لیا

جو تمنے جرم محبت پہ مجکو قتل کیا
گناہ آپ نے کیون بیحساب سر پہ لیا

ظفر جو دیر فرشتون نے کی اوٹھانے مین
بشر نے بار امانت شتاب سر پہ لیا

خطا اگر ہے تو ہے چشم و دل کی سارہی خطا
نہ کچھ ہماری خطا ہی نہ کچھ تمھاری خطا

گذرتی خوب ہے اونکی جو رہتی ہین بیشرم
پھر اوس زمانہ مین ہو کیون نہ شرمساری خطا

مجال کیا جو کرین بلہوس کی طرح کبھی
یہ جان نثار ترے وقت جان نثاری خطا

کرو نہ اتنا تغافل ہماری جانب سے
تو کریگی نہ یہ اپنی آہ و زاری خطا

تصور ابرو دم گریہ لاکھ بار کرے
کرے نہ چشم مگر اپنی ایک باری خطا

نہین تھے یون تو خطاوار ہم ذرا صاحب
لکھا جو خط اونھین ثابت ہوئی ہماری خطا

جو دوستی رہین عیان رکھے دشمنی دل مین
خطا ہے ای ظفر ایسونکی دوستداری خطا

حال دل اپنا جب اوس یار نے پوچھا نہ کچھا
کیا گلہ اسکا کہ اغیار نے پوچھا نہ کچھا

بوسۂ ابرو طلب کرتا ہون مین تو سر مرا
ہاتھ مین شمشیر اپنی فتنہ گر لیکے اوڑا

صورت غنچہ نہ رکھنی چاہیے یہان مشت بند
اس چمن مین دے تجھے زر چرخ گر لیکے اوڑا

آرزو ہے کوچۂ جانان مین تو بعد از فنا
خاک میرے ڈھیر سے باد سحر لیکے اوڑا

لیگیا دل صید کرکے یون وہ شاہین نگاہ
جون کبوتر کو ہو باز تیز پر لیکے اوڑا

اوڑ رہے تھے ہوش وان کتری کہین جائین نہ پر
جب کبوتر میرے نامہ کو اودھر لیکے اوڑا

خط کسی عنوان جو دیدی بھی اوسی قاصد مرا
پرزے پرزے دے وہ نو خط اے ظفر لیکے اوڑا

لیے جو کاسۂ خورشید ہے سدا پھرتا
یہ دربدر ہے فلک بھیک مانگتا پھرتا

جہان وہ جای ہی دل بھی وہین پہونچتا ہی
برنگ سایہ ہے ساتھ اوسکی یہ لگا پھرتا

ہوائے عشق نکرتی جو قیس کو برباد
تو کیون وہ دشت مین آوارہ جون صبا پھرتا

تری نگاہ نہ پھرتی بلا سے اے قاتل
اگر گلے پہ مرے خنجر جفا پھرتا

ہماری آنکھ مین پھرتا ہی وہ تماشائی
جو ہے نگاہ سے اپنی چھپا چھپا پھرتا

خدا ہی جانے کہ ہے انمین کیا نظر آتا
بتون سے دل جو نہین زاہد امرا پھرتا

جو اپنا بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہوتا
تو گھر تک آکے مرے کیون وہ دلربا پھرتا

جنھون نے رنگ مری عز و شان کا بدلا
ہے ایک ایک سے اپنا جہان کا بدلا

ردیف بای موحدہ

ہوا نہ راہِ محبت مین کوئی ساتھ اپنے
رفیق دے گئے سارے رفاقتون مین جواب

جو اونکی منھ مین زبان ہی تو بیزبان ہی کون
عداوتونکا سنین گے عداوتون مین جواب

ہزارون عشق مین ہین آفتین عجب شمجھ
اگر حیات ہمین دی ان آفتون مین جواب

ہمارا ماہ لقا ہے وہ حسن مین یکتا
نہین ہے جسکا ظفر ماہ طلعتون مین جواب

دیا بنانے نہ مجکو مکان مکان کی قریب
بسائی لوگ اونھون نے جہان تہان کی قریب

نکلتے ہر بن موسی ہین اسقدر شعلے
پھٹکتا کوئی نہین تیری تفتہ جان کی قریب

فلک کی نیچے فلک اور اک نیا بنجاے
جو پہونچے دود جگر میرا آسمان کے قریب

وہ ہون مین طائر آتش نفس کہ تھرا جاے
جو آئے برق کبھی میری آشیان کی قریب

کہے ہی تو کہ پھٹکتا نہین یہان کوئی
کھڑا تھا کون تری آج آستان کی قریب

قفس سی چھوٹ کی جب ہم اسیر ای صیاد
چمن مین پہونچی کہ دن آگئی خزان کی قریب

لبون پہ آگئی جان آرزو مین بوسہ کے
ظفر نہ پہونچا دہان اپنا اوس دہان کی قریب

ردیف باے فارسی

جانتے ہین جیسے ہمکو اپنی خواہندون مین آپ
ہم نہین زندہ اگرچہ کہتی ہین زندون مین آپ

ردیف تاے فوقانی

جلد چہارم دیوان ظفر

دو ٹکڑے ایک بات مین کرتا ہی دل کے تو
تیزی تری زبان مین ہی شمشیر کی صفت

تصویر تیری عالم تصویر دیکھکر
حیرت مصور ونکو ہے تصویر کی صفت

مدت سے زلف مین دل سودا زدہ مرا
ہے اک اسیر پاے بزنجیر کی صفت

جو خاکسار تیرا ترا خاک پا رہا
رکھتی ہی اوسکی خاک بھی اکسیر کی صفت

سیر اوہ پیر خرد جہان ہی کہ اے ظفر
کرتا ہے اک جہان جو اوس پیر کی صفت

ہین بندھے دن رات غیرون سے ترے صحبت کے وقت
ہے کہان فرصت جو ہم تجھسے ملین فرصت کے وقت

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے سا قیا دے بھر کے جام
مے کے پینے کا مزا ہے ایسی کیفیت کے وقت

تیرا رونا چشم دریا بار یہ کس کام کا
جب نہ آیا کام کچھ سوز غم فرقت کے وقت

نام ہے بدنام مے کا ورنہ اس سے بھی سوا
مست ہو جاتا ہے انسان نشۂ دولت کے وقت

جائیگا وہ یان سے ہم جائینگے اپنی جان سے
اپنی رخصت ہے جہان سے یار کی رخصت کے وقت

آجائینگے وہ کھینچ کے محبت کی کشش سے
ایدل ہی اگر دیکھنی تقدیر مین صورت

کرتا ہے ظفر حال بیان اونسے جو اپنا
دیتا ہے دکھا صاف وہ تقریر مین صورت

صبح کے وقت نہ فرصت نہ اونھین شام کے وقت
عرض کچھ کرتے ہین خلوت مین ہم آرام کے وقت

پوچھین ہم وقت ملاقات کا ہمکو کیا کام
ہمنے ہین تاک رکھی اوس بت خودکام کے وقت

کہیو پیغام بر اوس شوخ سے میرا پیغام
پاس گر غیر نہووے کوئی پیغام کے وقت

گرچہ رندان تہی دست ہین مانند گدا
وقت کے اپنے ہین جمشید مگر جام کے وقت

جان فدا کرنے کو حاضر ہین کہو تم جس دم
ہم ہین جس کام کے موجود ہین اوس کام کے وقت

مین ترے غصہ کے قربان کہ ای غنچہ دہن
پھول سی جھڑتی ہین منھ سی ترے دشنام کے وقت

جبکہ آغاز محبت مین ہوا اپنا یہ حال
اے ظفر دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کے وقت

اے پری سنکر اوڑائی تو نے کنکی بات چیت
خاک ہونگے آدمی وہ ہی جنکی بات چیت

آئے ہے افسوس کیا عمر گذشتہ پر ہمین
وقت پیری یاد کر کے صغر سن کی بات چیت

پہلے ہی تو بھاگتا ہے امتحان عشق سے
بلہوس کچھ سن تو لے اوس سخن کی بات چیت

صورت تصویر ہین خاموش ہم حیرت زدہ
ہمنے تو موقوف سب سی تیری بن کی بات چیت

ہو گئی شاید کہ اطمینان باتون سی ترے
اب تو ہے کچھ اور قلب ہے مطمئن کی بات چیت

مجھے ہے ڈر کہین ایسا نہو دل بیتاب
عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سے شیرین تر آخر ش پائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادیب کی بات

گو نظر بازی مین طاق ای ہمنشین دیکھی بہت
پر ہنر مین دیکھی کم اور عیب بین دیکھی بہت

میرے داغ دل پہ دیکھی ناخن غم کی خراش
جسنے ہون ای مہر کن کندہ نگین دیکھی بہت

زلف ہی کیا اوس بت کافر کی زندان بلا
قید ہوتے ہمنے اسمین اہل دین دیکھی بہت

اپنی آنکھون کی قسم دیکھی نہ اشکونکی سی بات
آبدار ای جوہر دُر ثمین دیکھے بہت

کوئی اوس خورشید طلعت سا نہ دیکھا حسن مین
یون تو ہمنے ماہرو زہرہ جبین دیکھی بہت

تو جدھر گذرا اودھر ہمنے بجای نقش پا
دیدۂ حیرت زدہ فرش زمین دیکھی بہت

رنج ہے دنیا مین وافر اور ہی عشرت قلیل
دیکھے یان خرسند کم اندوہگین دیکھی بہت

میری آہ آتشین کا بھی تماشا دیکھیے
تمنے ہین چھٹتے انار آتشین دیکھی بہت

دیکھکر قطرے عرق کے اوس جبین پر ظفر
منفعل شب انجم چرخ برین دیکھی بہت

نہین جز داغ غم عشق ہماری دولت
ہمکو دولت یہ ملی دیکھو تمھاری دولت

زر گل کر دیا برباد چمن مین آخر
دی اوڑا تو نے سب ای باد بہاری دولت

چھوڑا آنکھون مین نہ گریہ نے مرا اک در اشک
خاک مین اسنے ملا دی مری ساری دولت

رخسار زرد لب پہ دم سرد دل مین درد
عاشق کی تیرے ہے یہی اے دلربا شناخت

تجھسا سخن شناس نہین کوئی اے ظفر
آتی نہین کسو کو یہ تیرے سوا شناخت

نے ہم ہین شاہ دوست نہ ہم ہین وزیر دوست
پر اونکے دوستدار ہین جو ہین فقیر دوست

دل کیا دہان زخم سے لے نام دوستی
مسواک تا نہو ترا پیکان تیر دوست

نے مہ فلک پہ نے مہ کنعان زمین پہ ہو
یکتائی جمال مین تیرا نظیر دوست

کرتا ہے دوستی مین ہزارون شرارتین
ہمکو ملا نصیب سے ایسا شریر دوست

اوس مہ جبین کی یاد دلاتی ہین یہ مجھے
پڑھتے ہین ترے آگے جو بدر منیر دوست

تصویر کھینچی ہے الف قد کی یہ ترے
کھینچے ہے دل جو آہ کی سیدھی لکیر دوست

تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو
ہو کاش بعد مرگ بجائے عبیر دوست

کیونکر نہ تیری قتل کا دین تجھکو مشورہ
دشمن ہین جو مرے وہ ہین تیرے مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہے چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

چھپا کے کہتے ہو تم کیا عدو کے کان مین بات
کہ ہونٹھ ہلتے ہی وہ کھل گئی جہان مین بات

ہزار باتین سنائے وہ اعتبار نہ آئے
کہ جب تلک کوئی آئے نہ امتحان مین بات

تمھارے سر کی قسم دیکے دل تمھین اپنا
وہ آئی پیش جو اپنے نہ تھی گمان مین بات

[illegible]

رند جو پختہ مغز ہو چھوڑے نہ بن لیے لہو
سنگدل اپنا کیونکہ جی سست نہو وے دیکھ تو

بول کر مے فروش یون دی مے جام سخت و سست
کہتے ہین تیری عشق مین ہمکو عوام سخت و سست

جی مین جو آئے سو کہو اپنے ظفر کو شوق سے
منہ سے کہیگا پر تمھین یہ نہ غلام سخت و سست

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہمتو ترسین جمال کو تیرے
دیکھے آئینہ دم بہ دم صورت

نہین پاتی ہے تیری صورت کو
بولے اللہ کی قسم صورت

چڑھتا ہے مہر کو تپ و لرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

رفتگان عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

قطعہ

ہوگئے ہین مریض غم یارو
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت

سورۂ نور دم جو ہمپہ کرو
بہتری کی ہو کوئی دم صورت

ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنی
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

شانہ اوس زلف کی ڈالی ہی شکن مین انگشت
کون یون دیتا ہی کالی کے دہن مین انگشت

کر دیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما
سرو نے اپنی اوٹھائی جو چمن مین انگشت

کرین اوس چشم مفتن سے اگر ہمچشمی
تو کرون چشم غزالان ختن مین انگشت

دیکھ اوس بانگ کو دانتون کی تلی انجم کے
کہکشان لے ہی دبا چرخ کہن مین انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
دے اوٹھا تیری طرف اپنی کفن مین انگشت

سرخی خون کف پا سے ترے مجنون کے
کیا حنائی ہے ہر اک خار کی بن مین انگشت

دست نازک پہ ظفر اوسکی ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

طاقت و ہوش ہوی ہمسے جدا اچھے وقت
دی بوڑھاپے مین ہمین سب نے دغا اچھے وقت

دیکھکر ابر جو مستونکو ہوا اور ہوئی
ساقیا دیکھ تو سوجھی انھین کیا اچھے وقت

پہونچے بے شربت دیدار تھے مرنیکے قریب
تو جو آیا تو ہوئی اپنی دوا اچھے وقت

کبھی فرصت جو ذرا غم سے نہ پائی مینے
تھا مری جان کو آزار لگا اچھے وقت

رک گیا غیر کے گھر جانے سے وہ بت شبکو
کیا ہی جا پہونچے وہان ہم بخدا اچھے وقت

ہے مری جان تو جانیکو سر بالین سے
نام جانیکا صنم تمنے لیا اچھے وقت

جن دنون اونسے ظفر اپنے مزے رہتے تھے
کیا ہی اچھے تھے وہ دن اور تھے کیا اچھے وقت

نہ لوٹ پوٹ کے کس طرح غم سے بلبل زار
چمن مین باندھی ہے گلچین گل و سمن کی پوٹ

عجب نہین ہے اگر کوہ بیستون سے ابھی
گران زیادہ ہوا اندوہ کوہکن کی پوٹ

دکھادون دفتر حال گذشتہ گر اپنا
تو مٹکے گھر سے مری کاغذ کفن کی پوٹ

مفید ہو خفقان کو نہ میرے گرچہ طبیب
ملائے قند مین گلہائے نسترن کی پوٹ

نہ مانو زاہد مکار و ذو فنون کی بات
یہ پر فریب سراپائے مکر و فن کی پوٹ

ظفر اوٹھے رہ غربت مین کیا قدم اپنا
گران ہے سر پہ غم دوری وطن کی پوٹ

سچ کو بھی میرے وہ سمجھا ہی کیا جھوٹی موٹ
جانا سچ مچ اگر اورون نے کہا جھوٹی موٹ

منہ بنا بیٹھے بظاہر ہو کہ بگڑے دل سے
مجھسے سچ مچ ہو خفا یا ہو خفا جھوٹی موٹ

ہم تمھین چاہتے ہین تم بھی تو ہمکو چاہو
چاہتے گر نہین سچ مچ تو بھلا جھوٹی موٹ

تیرے بیمار محبت کا نہین کوئی علاج
کچھ بنا دیتے اطبا ہین دوا جھوٹی موٹ

جھوٹ موٹ اوسنے جو کچھ کچھ ہین ہمیشہ کہتی
کہنا کیا دیتا ہے لوگونکو مزا جھوٹی موٹ

غنچہ لب مجھسے ہنسایا نہ ہنسا تو لیکن
دیا جھوٹون نے تو گل ایک کھلا جھوٹی موٹ

اوس ستم گر نے مجھے ظلم و ستم سے مارا
اے ظفر لیتا ہے وہ نام قضا جھوٹی موٹ

ساتھ غیرونکی پیے تو بادۂ عشرت کی گھوٹ
اور ہم تجھ بین بہائین خون ناب حسرت کی گھوٹ

تیری چشم مست کے کیفی کھائینگے وہ کباب اگر
ہر ساغر کے ساتھ کرین آہوی حرم کو چٹ پٹ چٹ

کھاتے ہین یون داغ ہزارون ہم بھی سوز محبت سے
جیسے مسرف کرتے ہین دینار و درم کو چٹ پٹ چٹ

کہتا ہے قاتل زخم بہت سے کھائے تمنے دیکھین تو
کرتے ہو تم کیونکر زخم تیغ ستم کو چٹ پٹ چٹ

کھولی حسن یار کی رونق آخر خط کے آنے نے
بس نہین ورنہ کرتے ہم اس سبز قدم کو چٹ پٹ چٹ

دل ہے بلا چٹ میرا ظفر ہے عشق کی اسکو چاٹ لگی
پیتا ہے خون دل کو غٹ غٹ کرتا ہی غم کو چٹ پٹ چٹ

لگی ہے وصف لب یار کی زبان پہ چاٹ
رہا ہون ہو نٹھ جو مین لذت بیان پہ چاٹ

علاج تیرے غم کا ہے یہی ایدل
تو اوسکے نام کو لکھ لکھ کے برگ پان پہ چاٹ

نہ سمجھو اسکو ستارہ نہین خط کا ہکشان
رہا ہے مار سفید اوس آسمان پہ چاٹ

کہو حریص سے او بیحیا مگس کی طرح
رکابی جھوٹی نہ تو منعمون کی خوان پہ چاٹ

غرور سے نکرین بات خاکسار کہین
سخن کے وقت وہ لین خاک ہر مکان پہ چاٹ

لگی ہی چاٹ یہ کیا تیری تیغ کو قاتل
کرے ہے خون ہزارون کی چڑھکے سان پہ چاٹ

ردیف جیم فارسی

مذہب عشق مین حرام ہین سب
عیش و عشرت مگر حلال ہے رنج

زلف تیری وبال جان ہے مجھے
دے رہا دل کو بال بال ہے رنج

دخت رز سے ہے گرچہ پہلے سرور
دیتی آخر کو یہ چھنال ہے رنج

عشق مین کیا ہے حاجت زر و مال
کہ زر نقد غم ہے مال ہے رنج

اوٹھکیا تو جو ہو کے رنجیدہ
کر رہا دل کو پائمال ہے رنج

حسرت و درد یاس و حرمان کو
کیا مرے وقت انتقال ہے رنج

دیتا ہر بات مین ظفر مجکو
وہ ستمگار بدخصال ہے رنج

اے دل وہان نہ اور کسی نامہ بر کو بھیج
بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

خنجر گلے پہ پھیر دے آپ آنکر مرے
لیکن نہ تو رقیب کو میری خبر کو بھیج

کھلجائیگا دلا جو ہے تقدیر کا لکھا
ابکی تو لکھکے اور خط اوس فتنہ گر کو بھیج

کیا جانے اوس گلی مین پہونچتا ہی یا نہین
ہم آدمی تو آئے ہین اپنا اودھر کو بھیج

دم ناک مین ہمارا یہ لاتے ہین بے ہنر
یارب کرم سے تو کسی صاحب ہنر کو بھیج

جاکر دلا اوٹھائے وہان شر رقیب نے
کسنے تجھسے کہا تھا کہ ایسے بشر کو بھیج

مانند نقش پا یہ وہین کا نہو رہے
اے عشق اوس گلی مین نہ تو اب ظفر کو بھیج

مطلع ثانی

تمپہ جان سے ہون مین فدا سچ مچ
جھوٹ موٹ اسکو جانو یا سچ مچ
دیدۂ اشکبار نے منھ پر
کہدیا دل کا ماجرا سچ مچ
زخم سینے مین جو ہوا تازہ
اور اک گل کیا کھلا سچ مچ
پہلے اقرار بوسہ پھر انکار
دل مین ہے تیرے کچھ دغا سچ مچ
آہ جان مین خاکسارون کی
چشم حیران ہے نقش پا سچ مچ

دل

ای ستم کیش ہر نگہ تیری — ہے کوئی ناوک قضا سچ مچ

دل جو اُلجھے ہے زلف سے اوسکی
اسکو سودا ظفر ہوا سچ مچ

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ
آگیا تمکو تو ہان تیر لگانا سچ مچ

کیا سبب بیٹھتی ہی اوٹھکے چلے جلدی سی
آج کیا ہی تمھین جانان کہین جانا سچ مچ

سچ کہا ہمنے اگر آپ نے مانا اوسے جھوٹ
تمنے گر جھوٹ کہا ہمنے وہ جانا سچ مچ

ہوگئی جان روان تن سے یہی سنتے ہی
خط کیا آج کہین اوسنے روانا سچ مچ

پارہ گریہ جو مین سینے سے نکلتے پیکان
اوسکے شبرو نکا ہی کیا دل مین ٹھکانا سچ مچ

تیرے کشتہ کا نگار اہو نہ جب تک چہلم
نہین لازم تجھے مہندی کا لگانا سچ مچ

سامنے میری جو تم ہنستے ہو یون غیرون سے
ہے تمھین کیا مرا منظور رولانا سچ مچ

جو ترا وعدہ ہی وہ جھوٹ ہی اے وعدہ خلاف
جھوٹا جانے ہی تجھے ایک زمانا سچ مچ

غم کے کھانیسے ظفر سیر تمھارا دل ہے
ترک تمنے کیا دو وقت کا کھانا سچ مچ

ردیف حاے مہملہ

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح — آتش پہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

کیا کرین کوئی نظر آتی نہین تیرے بچنے کی دل بیمار طرح
دم بہ آنکھون مین دکھا جا اپنی شکل دے نہ تو اے آئینہ رخسار طرح
دل مجھے ہم کیونکہ دین تجھ مین نہین کوئی دلداری کی اے دلدار طرح
طرح الفت کی دلا آسان نہین ہر طرح سے یہ تو ہے دشوار طرح
فتنۂ محشر کے بھی اوڑ جائین ہوش دیکھکر تیری دم رفتار طرح
جس سے تسکین ہو دل بیتاب کو کوئی تو ایسی ہوا ئے غمخوار طرح
ہین ظرحدار اور بھی لیکن کہان تیری سی اے دلبر عیار طرح

کچھ نہ بن آئی ظفر تدبیر وصل
اک طرح کیا ہنسنے کی دو چار طرح

ردیف خای معجمہ

بھری ہو آہ کے خون دل و جگر مین سلاخ کہ لال کی ہو کوئی آتش سقر مین سلاخ
بری نظر سے جو ای مہ جبین تجھے دیکھے نظر قمر کی بنی دیدۂ قمر مین سلاخ
مثال برق ری آہ آتشین تجھ بن سراسر آگ کی بجای ابر ترین سلاخ
کبھی ذرا نہین جھکتی جو مردم مغرور آنہی سو ہی کی ہو انکی کیا کمر مین سلاخ
شراب نذر کے پیتے ہی بنگئے ساقی گلو سے تا بہ شکم ایک لحظہ بھر مین سلاخ

برق بھی کانپ اوٹھے اگر دیکھے
شعلہ خو ہے تری وہ صورت شوخ
خون عاشق ملاؤ مہندی مین
اور بھی ہاتھ مین ہو رنگت شوخ
حرف ایک ایک مین کنایت ہے
خط کی ہے کیا تری عبارت شوخ
منھ لگاتے کب اہل حرمت ہین
دخت رز ہے کوئی قیامت شوخ
رفتہ رفتہ ہوئے گلے کے ہار
طفل اشک اپنے ہین نہایت شوخ
دل ہی پیری مین بھی جوان تیرا
اے ظفر کیون نہو طبیعت شوخ

ردیف الدال

ہر شے مین ہے تو جلوہ نما واحد و شاہد
اللہ ترا جلوہ ہی کیا واحد و شاہد
ہر رونگٹا دیتا ہی تری وحدت کی گواہی
دل ہی نہ تجھے جان گیا واحد و شاہد

جلد چہارم دیوان ظفر

تو آسمان سی نڈر گروہ دے جہان کو چرخ
پر اوس سی ڈر کہ جو دیتا ہی آسمان کو چرخ
نسمجھو کاہکشان سی جو میرا تشنۂ خون
نکال دیتا ہے یہ پیاس سی زبان کو چرخ
قرین ترے رخ روشن کی دیکھکر در گوش
نہ ماہ و زہرہ کے چاہی کبھی قران کو چرخ
دیے برنگ پر کاہ اک بگولے نے
ہزار ہا ترے مجنون ناتوان کو چرخ
نہین یہ شام و شفق لیگیا اوڑا کی مگر
لبون سے یار کے رنگ مسی و پان کو چرخ
ستم ہے مہر کو خانہ بخانہ لے جائے
نہ لائے گھر مرے اک میرے مہربان کو چرخ

دکھا دے ابروے پرخم اگر وہ ماہ جبین
زمین پہ پھینکدے اپنی ظفر کمان کو چرخ

خون دل سی میرے لکھو اوسکو خط مین حرف سرخ
رنگ ہی ای کاتبو اسکا بہ از شنگرف سرخ
حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے
کرتا ہی غصہ سے منھ پہلے ہی یہ کمظرف سرخ
مانگے گرمی مین جو پانی بہر رفع تشنگی
اوسکے عکس روی گلگون سی ہو آب برف سرخ
گر نہین ہی سر پہ خون اوسکے کسی بی جرم کا
ہین کلاہ قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ
اشک خون سی پاس اپنی ہی زر سرخ و سفید
گہ سفید اصراف ہم کرتے ہین گاہی صرف سرخ

ٹپکے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جاے ہی اکدم مین آب ژرف سرخ

کیونکہ اوسکی نہو طبیعت شوخ
ہے سراپا وہ سرو قامت شوخ

سب رنگ ترے اور ترا رنگ نرالا
تو سب مین ہی اور سب سی جدا واحد و شاہد
تو حسن مین یکتا ہی تو ہے شاہد زیبا
حقا تجھے کہتے ہین بجا واحد و شاہد
خلوتکدۂ دل کے سوا دیر و حرم مین
تو کچھ بھی کسی سے نہوا واحد و شاہد
پردے کو دوئی کے جو در دل سی اوٹھایا
بے پردہ تجھے دیکھ لیا واحد و شاہد
جو کچھ کہ محبت سے ظفر کہتا ہے تجکو
سچ جان کہ ای بت نو خدا واحد و شاہد

دیکھ
یار سے عیار کی ہے گرچہ یاری سی بعید
پر نہین اے مہربان عادت تمھاری سی بعید
کیا کرے گر شمع پر جان اپنی پروانہ لدے
اس جگہ پر ہے تامل جان نثاری سی بعید
کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سی بعید
ہم

ہم اوٹھائین بستر اپنا خاک کوی یار سی
ہے برنگ نقش پا یہ خاکساری سی بعید

گر رہون بیتاب زیر خاک بھی مین حشر تک
ہمدمو سمجھو نہ دل کی بیقراری سی بعید

ہون برنگ خضر ہم منت کش آب حیات
خنجر قاتل کی ہے یہ آبداری سی بعید

روبرو روے مصفا کے ترے گر آئینہ
آب ہو جاے تو ہی کیا شرمساری سی بعید

جب ہوا تو مضطرب ہمکو وہی کرنی پڑی
تھی جو ایدل بات اپنی وضع داری سی بعید

دیدیا دل تمنے اوس مست شراب ناز کو
اے ظفر تھا یہ تمھاری ہوشیاری سی بعید

نکلا ہے گھر سے ماہ لقا تین دن کی بعد
چھپ کر یہ مہ دکھائی دیا تین دن کی بعد

مطلع ثانی

تیرا مریض مر ہی گیا تین دن کی بعد
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کی بعد

ہو جاے ہی برا بھی بھلا وقت احتیاج
مردار ہے حلال دلا تین دن کی بعد

برسون سرشک چشم برابر بہا لیے
دریا کا وہ یہ زور رہا تین دن کی بعد

تیرا مریض عشق اگر کوئی دن جیا
تو تین دن جیا نہ جیا تین دن کی بعد

تیجہ نہین ہوا ابھی تیرے شہید کا
کر اتنا سوگ پان تو کھا تین دن کی بعد

وعدہ تو ایک دن کا ہی پر دیکھیے ظفر
دو دن کے بعد آئین وہ یا تین دن کی بعد

عشق کی دولت ہی کان لعل و گوہر چشم تر
تار بارش کو نشے مین دیکھکر کہتے ہین مست
اشک خون آلودہ میرا چپ کبوتر ہی کوئی
خانہ دل ہی سفید اسکی سیاہی دور کر
عشق مین پر ہی سیہ چشمون کی ابتک دل جوان
خط جسے لکھتے ہو تم لکھو ہمین کیون دیکھکر
دیکھکر مہتاب کو کہتے تھی شب آسیمین مست
فرق ہے دن رات کا اپنی اور اوسکی بات مین

سیکڑون ہین سرخ آنسو سیکڑون آنسو سفید
ہوگئے سب ریش مین پیر فلک کی مو سفید
ایک بازو سرخ ہی تو ایک ہی بازو سفید
کیا سفیدی سی محل کرتا ہی اپنا تو سفید
ہوگئے پیری سی گو مژگان سفید ابرو سفید
رکھہ لیا ہی آپ نے کاغذ تہ زانو سفید
واہ پیر چرخ نے اوڑھا ہی کیا پٹو سفید
خال رخ کو ہم سیہ کہوین کہے بدخو سفید

سرخرو ہون اے ظفر کیونکر غریزون سی عزیز
بیمروت ہے زمانہ ہوگئے لوہو سفید

وہان آیا کچھہ مگر دس روز بعد
تین باری ہر مہینے مین ملین
دس برس مین آئے وہ وعدہ خلاف
دس مہینے ہوگئے دس دن ہمین
ایسے ہفتہ دوست کی کیا دوستی
وشمنون کا حال سب کھل جائیگا

پوچھی عاشق کی خبر دس روز بعد
وہ جو آنکلین ادھر دس روز بعد
کہدے آنیکو اگر دس روز بعد
تو نہ آیا نامہ بر دس روز بعد
جو کہ پھر جاے بشر دس روز بعد
من وعن تم پر ظفر دس روز بعد

بوسہ اگر ملے لب جانان کا اے ظفر
اچھی نہین پھر اور ہوس اس ہوس کے بعد

دل لیکے مانگتے ہین یہ جان یک نشد دو شد
کیا خوب مفت برہمن بتان یک نشد دو شد

دل سا رفیق جان مرا تو کہے کہ صبر
ناصح تری ہی عقل کہان یک نشد دو شد

دیتا تھا جھڑکیان تو مجھی گالیان بھی ہین
اچھی کہلی ہے تیری زبان یک نشد دو شد

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
پھر چھیدتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد

جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل
اوٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد

بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے ای ظفر
دشمن ہوا ہی اپنا جہان یک نشد دو شد

نہین یہ مانگ ہی بالو نہین تیری جان سفید
ہی کہکشان کا شب تیرہ مین نشان سفید

کرو جو سرخ مرے خون مین تم سر انگشت
تو حشر تک بھی ہون ناخن نہ مہربان سفید

تمھارے دست نگارین کی یاد مین ہی سرخ
نکلتے آنکھ سے آنسو نہین اک آن سفید

نہین عزیز عزیزون سے سرخ رو ہر گز
ہوئے ہین ایسے لہو زیر آسمان سفید

سفید قرص قمر دیکھ شب خیال آیا
تنور چرخ مین یارب ہی کیون یہ نان سفید

کہان ہی ابر کہان تار بارش ای ساقی
یہ سائبان سیہ مین ہی ریسمان سفید

قطعہ

عباس ساشجاع اور اکبر سا نوجوان
ہر اک ہوا فروش سے کم اک گلا شہید

مظلوم تھا خدا کو بھی کا فشان سے
اس سے ہوئے نہ خضرت زین العبا شہید

کیا قہر ہے کہ بزم محرم مین روسی کی
ہاور نکلین قاسم گلگون قبا شہید

امت کی سخت مین رہا اک کلام کیا
شاید خدا اور رسول خدا شہید

ظلم اور ہی غضب ہی شہادت امام کی
یون تو ظفر ہوئے ہین بہت اپنا شہید

ردیف الثال

ہمنے دیکھا تری تصویر کا پہلا کاغذ
کلک قدرت کی ہی تحریر کا پہلا کاغذ

یہ زمین قبضہ مین کس کس کی رہی ہی پہلے
دیکھو گر ہو کسی تعمیر کا پہلا کاغذ

اب جو لکھتا ہی وہ یہ کاہیکو لکھتا تھا کبھی
دیکھہ لو اوس بت بے پیر کا پہلا کاغذ

خط نہین روے مترس پہ تری پھر نکلا
بدلا قرآن کی ہے تفسیر کا پہلا کاغذ

سیکڑون نسخہ کئے جمع مہوس نے مگر
نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پہلا کاغذ

دے ہے جب جرم وفا پر وہ کسیکو تعزیر
دیکھتا ہے مری تعزیر کا پہلا کاغذ

سرنوشت اے ظفر اپنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

ردیف الرای مہملہ

جو نسمجھین عشق کی رتبہ کو وہ انسان ہین اور
ہمکو تو دی ہے سمجھہ اللہ نے نادان ہین اور

وہ بلا ہوتی ہے برہم جبکہ ہمپر بے خطا
ہوتے ہم اوس زلف مشکین کی بلا گردان ہین اور

دل تو کیا گر جان بھی مانگو گے دیدینگے ابھی
ہم تمھارے تابع فرمان ہین نافرمان ہین اور

لے خبر جلد اپنے بیمارون کی ای عیسی نفس
وہ کوئی دم اس سرای دہر مین مہمان ہین اور

ذبح ہو کر یہ اگر تڑپے تڑپنے دی اسے
دل مین تیرے صید الفت کی ابھی ارمان ہین اور

نالۂ پر شور جب کرتے ہین برپا شور حشر
اشک خون میرے اوٹھاتے مجھپہ اک طوفان ہین اور

چڑھا اگر وہ بام پہ کھولے کمند زلف
کر لے دل فرشتہ اسیر آسمان پر

دیکھا نہ کوئی روی زمین پر ترا عدیل
آیا نظر نہ تیر النظیر آسمان پر

ہے میری آہ سرد سے یخ بستہ ہو گیا
کاسہ مین ماہتاب کی شیر آسمان پر

مژگان تر سے میرے نہ کیون عرق آب تر رہے
ہو یار بار ابر مطیر آسمان پر

لے پہونچے میرا نامہ جو اوس ماہ وش تلک
کیونکر نہو دماغ سفیر آسمان پر

اوس شعلہ خو کی کیا کہون شوخی کہ مثل برق
ہے گہ زمین پہ گہ وہ شریر آسمان پر

تیری بھوؤن کے سامنے دیکھا تو مہ جبین
آیا نظر ہلال حقیر آسمان پر

جو تیر اڑا کیا ہو غبار اوسکا اوڑ کے ہو
جیب ملائکہ مین عبیر آسمان پر

گر روح کو دیکھتا ترے ہو کر فریفتہ
خورشید پڑھتا بدر منیر آسمان پر

دور قلم کو دیکھہ ظفر کے کہے ہو خلق
کب ہے عطارد ایسا دبیر آسمان پر

دو دو جگر ہمارا ہے یہ اٹا فلک پر
کہتے ہین لوگ جسکو کالی گھٹا فلک پر

یہ آہ آتشین جب چمکائے سیف اپنی
کیا تاب پھر بلائے بجلی پٹا فلک پر

شرمندہ ہو گا تیرے عارض سے ماہ تابان
دے روبرو سے اسکو کوئی ہٹا فلک پر

اوس مہ جبین نے جس دم دکھلائی تیغ ابرو
دل مین ہلال کیا کیا اپنی کٹا فلک پر

جوگی بنا پھرے ہی اوس ماہ وش کے غم مین
خورشید سے بڑھا کر سر کی جٹا فلک پر

الفت کی نئی دیکھیے رفتار دیگر
توبہ ہے اب نہیں مین پینے کا بار دیگر

دامن پہ میرے دیکھو کیا اشک لالہ گون ہے
پھولے ہے تازہ ہر دم اک لالہ زار دیگر

کر قتل تو مجھکو پچتائے گا ستمگر
پیدا نہو گا ایسا جب جان نثار دیگر

بیت الحزن مین اپنا جز رنج و غم کوئی بھی
نے ہے رفیق دیگر نے غمگسار دیگر

رخسار زرد پر ہین کیا لال لال آنسو
رکھتی خزان بھی اپنی ہی اک بہار دیگر

وقت نماز الفت ہر وقت ہی کہ آمین
نے انتظار پیشین نے انتظار دیگر

سمجھے ہے تو ظفر کیا مہر و وفا کو آسان
اس سے نہین ہے کوئی دشوار کار دیگر

بلا سے پھینک تو نامے کو اس غریب کے چیر
پر اتنا کر نہ اسے سامنے رقیب کے چیر

کہین نہ چیر یہ دل اسکے ساتھ ای جراع
سمجھ کے پھوڑ کو تو دل کو اب قریب کے چیر

مرا ہے حوصلہ کیا عشق گر ہو دست دراز
توڑا لے جیب خرد کو مرے ادیب کے چیر

بہت کرے ہے یہ کلا مجھے یہی ڈر ہے
کہ ڈالے گا نہ صیاد عندلیب کے چیر

نظر پڑے سر منبر جو تیری اے کافر
تو پھینکے کاغذ خطبہ کو تو خطیب کے چیر

ہوئی نہ کوئی دوا جبکہ سود مند ہمین
تو ہمنے پھینک دیا نسخہ سب طبیب کے چیر

کہے یہ عشق سے کون اے ظفر کہ او بیدرد
نہ سر کو تیشہ سے فرہاد بے نصیب کے چیر

ہے جسم زار مین دم یون جیسے خس کے اندر
ہو جائیگا ہوا یہ یک دو نفس کے اندر

لگ جاے قافلہ کو آتش اگر ہو پیدا
تاثیر نالہ میری بانگ جرس کے اندر

دی ناز سے جو اونسے فرگان کو اپنی جنبش
سو سو ڈبوئے نشتر اک ایک نس کے اندر

سینے مین اس طرح دل تڑپا ہی تجھ بن اپنا
جیسے کہ مرغ وحشی پھڑکے قفس کے اندر

آنکھون سے ایک دم مین بہ جاے وقت گریہ
خون اس قدر کہ پیدا ہوا اک برس کے اندر

آفت ہی اوس پری کا پردے سے باہر آنا
اور دیکھکر مجھے پھر چھپ جانا ہنس کے اندر

دنیا مین اے ظفر ہو کیونکر فراغ اوسکو
دل جسکا پھنس رہا ہو حرص و ہوس کے اندر

دو مہینے مین ہوئین اوس سے ملاقاتین چار
پر کہین بیٹھکے اک جا ہوئین باتین چار

کیا کہون شب ہجران کی درازی تجھسے
ایک رات ایسی کٹی جیسے کٹین راتین چار

دل و جان ہوش و خرد بھیجدون اونکو چاون
کہ یہی تحفہ ہین اونکے لیے سوغاتین چار

چار حرفے ہی سوا رند سے اس وقت مین فسق
خانقہ ایک کہین ہی تو خرابا تین چار

چار بار آٹھ پہر مین مین وہ اونسے ملتی
اونسے ملنے کی ہین معلوم نہین گھاتین چار

جیسے اک بار مری چشم سے برسے آنسو
ایسی ہون چار برس مین بھی نہ برساتین چار

چار یارون سے نبی ہے عداوت جسکو
سر پہ ہم مارتے ہین اوسکے ظفر لاتین چار

دیگر

میرا اون کا معاملہ ہے اور	اون سے ہر دم مجھے گلہ ہے اور
دیدہ و دل مین وہ رہے میرے	کیا بنانا دو منزلہ ہے اور
صف مژگان سے دل نہین پھرتا	بلکہ کرتا مقابلہ ہے اور
کہدو واعظ سے نام عشق نہ لے	حل نہوگا یہ مسئلہ ہے اور
کھاے یہ داغ کبک انگارے	طائر دل کا حوصلہ ہے اور
دل گرفتار کیون نہون لاکھون	زلف مشکین کا سلسلہ ہے اور

دور دل سے ہمین جو وہ سمجھے
اے ظفر یہ تو فاصلہ ہے اور

مجھسے اولٹا اونھین گلہ ہے اور	سنتے ہو یہ معاملہ ہے اور
جو جو باطن مین ہین برا کہتے	اونسے ظاہر مقابلہ ہے اور
فقر و شاہی بہم ہے دیکھو یہان	یہ فقیرانہ چوچلہ ہے اور
گر بگڑنے پہ اونکے بگڑین ہم	ابھی ہو جاتا فیصلہ ہے اور
بشریت سے کون ہے خالی	ظاہر اسب مین فاصلہ ہے اور
کفر و اسلام ایک ہین کس طرح	دونون فرقون کا سلسلہ ہے اور
آمد و شد مین دم کے دیکھ مزے	نفس کا یہ مجادلہ ہے اور
یا الٰہی چلا کدھر کی طرف	کہ نفس کا تو قافلہ ہے اور

دل لگی کشور ہستی مین ہو کیا خاک اونکی
ہو نہ اک ہستی موہوم پہ نازان غافل
لب شیرین کا ترے بوسہ اگر ہو حاصل
کرے اوس رخ پہ بھلا کیا مری بینائی کام
رکھہ سدا زیر نظر آئینۂ دل کہ مدام

جنکو ہر لحظہ رہے فکر سفر پیش نظر
کہ گئے سیکڑون یان ایسے گذر پیش نظر
دل کو ہی میری بہ از قند شکر پیش نظر
پڑتی جس جا کہ نظر پر ہو نظر پیش نظر
رکھتے آئینہ کو ہین آئینہ گر پیش نظر

شغل آئینہ سے اک دم نہین فرصت ہی تمھین
رہتا کون آئینہ رو ہے یہ ظفر پیش نظر

ردیف رای ہندی

غرور سے نہ تو موچھونکو ایجوان مڑوڑ
چمن سے توڑ کے پھولونکو لیچلا گلچین
گلوری ہمنے جو مانگی تو یہ ہوے وہ خفا
قضا کے پنجے سے ہرگز چھوڑا اسکے نہ وہ ہاتھہ
زبان دراز جو ہووے نہ شمع تو گلگیر
تری بھوؤن سے ہی ہمسر اگر ہو مجھمین زور

کہ دیگا پیر فلک دیکھہ تیری کان مڑوڑ
کہو کہ چھین لے ہاتھہ اسکا باغبان مڑوڑ
کہ پاندان سی دیے پھینک ساری پان مڑوڑ
اگرچہ شیر کا دے پنجہ پہلوان مڑوڑ
پکڑ کے چٹکی سے کیون اوسکی دی زبان مڑوڑ
تو پھینک دون ابھی ہاتھون سی مین کمان مڑوڑ

گمان نہوتا کچھہ اوسکو تو لیکے قاصد سے
ظفر نہ ڈالتا خط کو وہ بدگمان مڑوڑ

ردیف زای معجمہ

دل اوسکی زلف سی جا جا کی کیون الجھتا ہی
کرے نہ اوس سی کہین آکی اپنے بل مین بگاڑ

جو بن سنور کے عدو کی بغل مین بیٹھی ہین
تو دل کو دیتے ہین کیا کیا مری بغل مین بگاڑ

نشے مین دیکھ خط کہکشان ہمین سوجھی
کہ بال آیا فلک کی پڑا کھرل مین بگاڑ

ذرا بھی سامنے میرے اگر عدو بگڑے
تو منھ کو دون ابھی اوسکی مین ایک پل مین بگاڑ

جو چاہتا ہے رہے آبرو بنی تیری
تو زینہار کسیکو نہ اس عمل مین بگاڑ

ہمارے دل کے جو بدلے ہمین وہ دین بوسہ
نہین ہی کوئی بھی ایسی دل بدل مین بگاڑ

بگاڑ دے نہ کہین نقد ہوش دختر رز
کہ اس چھنال کی رندو بڑا ہی چھل مین بگاڑ

بنائی حق نے ظفر وہ تری طبیعت ہی
کہ دخل کیا ہی ذرا ہو تری غزل مین بگاڑ

عسس جو دیوی صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھدین مست بھی گردن ہین جناب کی توڑ

اوٹھین گے ابر جو ساقی نہین بکیفیت
تو ڈر ہے دین کہین توبہ نہ ہم شراب کی توڑ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑ کے تو
نخاطر اے صنم اس خانمان خراب کی توڑ

چمن مین اوس تن نازک سی گر مقابل ہو
تو پتیان ابھی پھینکین گل گلاب کی توڑ

غمونکی اتنی گران باریون سی ای گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نہ ڈال میکدہ مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم نہ آفتاب کی توڑ

رکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن مین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

جیسے جائی ہی مری آہ و فغان دور و دراز
ایسا پہونچے ہی کوئی تیر کہان دور و دراز

دل سے ہین میرے وہ نزدیک اگرچہ ظاہر
میری گھر سے ہی بہت اونکا مکان دور و دراز

مانگ سی اوسکی نہ ہو سر پہ فلک پر ہر چند
آیکو کھینچے خط کاہکشان دور و دراز

رکھہ نہ تو راہ محبت مین قدم بیرستہ
دیکھہ ہی ایدل بیتاب و تواں دور و دراز

جانتے لوگ ہین جسکو فلک نیلی فام
وہ مری آہ کا پہونچا ہی دھوان دور و دراز

مجکو ڈر ہی کہ تری زلف اوجھکر دل سی
قصہ پہونچاہی نہ ای آفت جان دور و دراز

کیونکہ مر مر کے نہ طے ہو سفر ملک فنا
اے ظفر ہے یہ رہ عمر روان دور و دراز

جان سے جانتا ہون تجکو مری جان عزیز
تجھسے تو جان نہین مجکو کسی عنوان عزیز

دیکھہ لے شبکو اگر خواب مین تیری صورت
ہوز لیخا کو نہ اتنا مہ کنعان عزیز

مری تقصیر ہے کیا کوئی جنون سی پوچھے
مجھے کیون ہوتا ہے یہ دست و گریبان عزیز

جو ترے شیفتہ ہین ای بت کافر اونکو
تجھسے نے دین ہی عزیز اور نہ ایمان عزیز

دل سودا زدہ زلفون سی اوجھکر تیری
رکھتا ساتھہ اپنے مجھی ہی پریشان عزیز

شکوہ غیر و نکا کرون کیا کہ محبت مین تری
تھین یار لگانی لگے بہتان عزیز

اے ظفر دے نہ دل اوس بیسر و پا جائی کو
ہو نہ رسوائے جہان دیکھہ کہا مان عزیز

کرینگے دیکھیے کس کس کو صید تیر نگاہ
چلے ہین آج نہایت ہی وہ شکار کو تیز

مقابلے مین اگر برق آگئی اسکے
تو پاوگے بہت اس آہ شعلہ بار کو تیز

غضب تو یہ ہے کہ ہوتا ہی تیز جب پیہم
تو اپنے ساتھ وہ کرلے ہی اور چار کو تیز

پسند دل کو ہی یون اوس نگاہ کی تیزی
شراب جیسے خوش آئی شراب خوار کو تیز

ارادہ دیکھیے کیا ہے کہ آج دیکھتی ہین
وہ چشم قہر سے اس اپنے جان نثار کو تیز

اوٹھایا ہمنے تو ہاتھ اپنا جیب و دامن سے
جنون مین دیکھ کے ناخن کو تیز خار کو تیز

ظفر پوچھ کہ کیا کیا ہوا ہے کوچۂ یار
کرے ہے آتش دلہاے بیقرار کو تیز

ردیف سین مہملہ

سر رکھے تکیہ پہ اپنا کیا مرے وہ سر کے پاس
جو کبھی بستر نکرنے دے مجھے بستر کے پاس

مطلع ثانی

کان کا جوہر نہین رخسار مہ پیکر کے پاس
جلوہ گر ہے اک ستارہ پہ مہ انور کے پاس

زلف مشکین کو سمجھکر ہمسر مار سیاہ
ہاتھ ہم پہونچا سکے اپنا نہ مار ڈر کے پاس

داغ دل کے متصل اک آبلہ بھی چاہیے
خوشنما ہے ہووے یہ شیشہ گر اس ساغر کے پاس

اپنے برگشتہ اگر طالع نہوتے ہمنشین
آکے پھر جاتا وہ مہوش کیون ہمارے گھر کے پاس

خیال ابروی جانان قریب دل یون ہے
کہ جیسے تیغ ہو رکھے کوئی سپر کے پاس
لٹا رہا ہے دُر اشک عشق مین لاکھون
کہانسے اتنے گہر آئے چشم تر کے پاس
ہزار طرح کی باتون مین جسکے شر نکلے
بشر کو چاہیے پھٹکے نہ اوس بشر کے پاس

جب اونکو عیب ہی لگتا ہو یان کر آنے مین
پھر آکے بیٹھین گے کاہیکو وہ ظفر کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو ہجر کی تھی کثرتِ آفات مین تشویش
سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش
تو بھاگ دلا دیکھ محبت سے کہ اسکی
ہر گام مین اندیشہ ہی ہر بات مین تشویش
گذرے ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو برسون
دیتا ہے فلک اوسکی مکافات مین تشویش
پاتے نہین ہم تو کبھی رندون کو مشوش
آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش
جی کیون نہ ڈرے گریہ سے ہو دل جو شکستہ
ٹوٹے ہوئے گھر سے تو ہی برسات مین تشویش
دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی
ہے مجکو ترے غم کی مدارات مین تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ہے مہ سے کاکلان عارض جانان پر نقش
یہ ستارے کا ہی قرص مہ تابان پر نقش
ہمدم سبزۂ خط کا ہے کسیکے سودا
لکھدو کوئی مجھے برگ گل ریحان پر نقش

پیدا ہوئی کیا کیا نہ دل اہل سخن مین
سُن سُنکے ظفر آپ کی اشعار کو تشویش

ردیف الف

جفا سے تو جفا کاری مین مخصوص
وفا سے ہم وفاداری مین مخصوص

تماشا ہے کہ گردون سرکشی سے
ہوا ہے اس نگونساری مین مخصوص

نگاہ مست ساقی سے عجب کیا
اگر صوفی ہوے خواری مین مخصوص

رگ ابر بہاری سے یہ مژگان
ہوئین کیا عین خونباری مین مخصوص

کوئی مجھسا تمھارا عاشق زار
نہوگا گریہ وزاری مین مخصوص

جو ہے آگاہ عیاری سے تیری
وہ تیرا یار ہے یاری مین مخصوص

زہے قسمت کہ خدمت ہے تمھاری
ظفر ہو ناز برداری مین مخصوص

بتخانہ مین ہی کیا مری ہمراہ وہی شخص
کعبہ مین بھی دیکھا تو ہے واللہ وہی شخص

رکھتا جگر و دل مین ہی جو درد محبت
کچھ ہے تو مری درد کی آگاہ وہی شخص

دل ڈوب گیا جسکا تری چاہ ذقن مین
رکھتا ہے مدد یار تری چاہ وہی شخص

جو مرمٹے اور اوٹھے نہ جون نقش کف پا
اوس در پہ ہی یہ بندۂ درگاہ وہی شخص

بھڑکا ہے جو شعلہ صفت تمکو زیادہ
ہے آپکے نزدیک ہوا خواہ وہی شخص

ردیف الضاد

زلف سے اوسکی مجھے یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
سر پہ لی ناحق بلا کسکی بلا کو ہے غرض

جو ہوا ای شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نے اوس سے شفا کو ہی غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکی دست و پا سے کیا حنا کو ہی غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لیا ای جفا
اب ہی کیا ہے اوس کافر ادا کو ہی غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہی باوفا کو ہے غرض

امتحان برش تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میری نہین اُس پر جفا کو ہی غرض

آشنائے بے غرض ہی کون دنیا مین ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

ردیف طای مہملہ

دل عاشق جمال ہی مفتون خال و خط
جان وحشی نگاہ ہی مجنون خال و خط

کیا خوب نقطہ رکھتا ہی کیا خوب دائرہ
صفحہ پہ روی یار کے یہ نون خال و خط

خورشید زیر ابر ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر پوشش شبگون خال و خط

سنبل قرین سوسن و ریحان ہی باغ مین
گیسو نہ سمجھو یار کے مقرون خال و خط

زیبا ہی اوسکے کشور حسن و جمال مین
آئین ناز و غمزہ و قانون خال و خط

دکھلا دیا نوشتہ مرا ایک قلم مجھے
مین تیرہ بخت ہون ترا ممنون خال و خط

خط

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب ہو نہ اوس سے اپنے سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور مین کسی مہپارہ کی
چاہیے آنکھون سے اوس روشن گہر کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کی طرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ ری ہماری نامہ بر کی احتیاط

سیکڑون محتاط ہو کر دختر رز سے خراب
کھو گئے اس میکدہ مین عمر بھر کی احتیاط

ہم پھڑک کر دام کی صیاد دین ٹکڑے اوڑا
پر ذرا ہمکو ہی اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جبتک مکرر سن نہ لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس بیخبر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھر کا اپنے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

اگرچہ ہنسے لکھا اونکو اضطرار مین خط
مگر خطر نہین وہ پھینکدین ہزار مین خط

مری طرف سی ہو دل مین غبار کچھ اوسکے
لکھا ہی مجکو جو اوسنے خط غبار مین خط

عجب بہار سے نظر و نمین لہلہاتا ہے
برنگ سبزہ ترے حسن کی بہار مین خط

بدل کے لکھتے ہین خط اپنا اسلیے خط ہم
کہ پکڑا جاے کہین پہ نہ کوی یار مین خط

لکھا نصیب کا یہ بھی کہ نامہ بر اپنا
گرائے بھول کے دشمن کی رہگذار مین خط

گئے کدھر نہین معلوم رفتگان عدم
الٰہی لکھہ دے اونھین بھیجین کس دیار مین خط

ہمارے قتل کو تیغ قضا کھینچی گویا
کھنچا جو سرمہ کا اوس چشم پر خمار مین خط

گلہ کسی کا نہ شکوہ نہ کچھ فسانہ کی بات
فقط ہے خط ہی کہ آنیکی انتظار مین خط

خط مرا دیکے وہان کام کرایا نہ گیا
سنگدل تیرے ستم روز کے سہتے سہتے
ہو گیا اپنا بھی دل اور کلیجا مضبوط
ڈرتے ڈرتے کہ کہین خار نہ ترا کاٹے
ایک نالہ مین ابھی ہوتا ہے جو دنیا یا مضبوط
وہ نہ آئے تھے کہ نامہ مین ہی کچھ لکھ بھیجتے
وہ نہ آیا تو ہے نامہ کا بھیجنا مضبوط
ہے رشتہ دل کی طرح ٹوٹ رہا ہے ورنہ
اسمین کتنی ہی اگر سنگ بلا یا فلک
آدمی پھر سے نہ ہو کیونکہ دل اپنا مضبوط
اس حقیقی پہ بھی انسان ہو کتنا مضبوط

کی تھی کیا مجھسے مرے یار شرط
کچھ بھی ہے یا دستگار شرط

دین و ایمان و دل و جان لیکر
دینا بوسہ بھی ہے اک بار شرط

شمع کی طرح رہ الفت مین
سر کٹانا بھی ہے سو بار شرط

در پر اوسکے نہ فغان کر اتنی
ہے ادب بھی دل بیمار شرط

چپکا نہ رہ مرغ چمن دام مین
کچھ ہی نہ کچھ ہے تجھے گفتار شرط

راز نہان گریہ سے کھل جائیگا
ہوئیگا رسوا سر بازار شرط

جتنے ہین بے قول ظفر اب نہان
انسے کرے اب تری پہچار شرط

ردیف الظاء

گلی مین یار کے ہمنے رکھا قدم بلحاظ
گئے بھی باد ب آئے بھی تو ہم بلحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا اونسے
زبان سے گو نہ کہا ہنے دل کا غم بلحاظ

قلم وہ کرتے ہین اسپر بھی ہاتھ اٹھا صد حیف
اگرچہ کرتے ہین خطا اونکو ہم رقم بلحاظ

جب اوس سی حسن مین یوسف نہوسکا ہمسر
تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ

صبا دا چونک اوٹھے خواب ناز سی وہ گل
چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ

ابھی ڈبوئین رقیبون کے گھر کے گھر لیکن
ہم اونکی آگے نہین ہوتی چشم نم بلحاظ

دیکھون

دیکھون کیا آنکھون سے تجھکو کہ مری چادر اشک
ہے مری پیش نظر شیشے کی دیوار کی وضع

کیون نہ ہر بات مین اک زخم لگے دل پہ مرے
کہ زبان رکھتی ہے تیزی مین وہ تلوار کی وضع

وضع داری کا بہت کرتے ہین اپنے دعوی
پر ظفر ہمکو پسند اونمین ہے دو چار کی وضع

چوپین گے شراب بے موقع
وہی ہونگے خراب بے موقع

ڈر خدا سے نہ بول اتنا جھوٹ
بتِ خانہ خراب بے موقع

ہمتو کہتے ہین بات موقع کی
دیتے ہین وہ جواب بے موقع

حضرتِ ناصح آپ کی باتین
نہین بھاتین جناب بے موقع

ہستیِ یک نفس پہ کیون یہ ہوا
باندھتا ہے حباب بے موقع

رخ روشن کے روبرو ہے ترے
تابش آفتاب بے موقع

آتشِ عشق سے ہوا پھنکر
دل بھی کیا ہی کباب بے موقع

ابر مژگان کے سامنے تیرے
ہے برستا سحاب بے موقع

دل ظفر دے کے شعلہ رویون کو
لیا ہنے عذاب بے موقع

ردیف غین معجمہ

مل گئے اون سے اپنے کیا مخبر | لکھتے ہین چٹھیان دروغ دروغ

نرہی راستی ظفر باتین
ہے پسند جہان دروغ دروغ

ردیف الفا

تجھہ بن شراب عیش کی پینے پہ چار حرف | اور اس طرح کے بی مزہ جینے پہ چار حرف
لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا | بھیج اُس ستم شعار کمینے پہ چار حرف
جاے جواب نامہ قلم بھر کی خون سے تو | دے کھینچ اپنے کشتہ کی سینے پہ چار حرف
الفت کی شرح سے ہین بیاضین بہت سیاہ | پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف
جاتے تو ہو رقیب کی کوٹھے پہ تم مگر | سن جاؤ میری ٹھہر کے زینے پہ چار حرف
ناحق جو کینہ رکھتا ہی تو مجھسے ای حسود | تف تجھہ پہ اور اس تری کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے ای ظفر
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

ہوئی کس جرم سے ہمپر یہ عنایت موقوف | کیا خطا دیکھی جو کی خط و کتابت موقوف
ہم وہ عادی ہین غم عشق کی مر جائینگے | لیک ہونیکی نہین ہمسے یہ عادت موقوف
یا تو لیجائیے ای حضرت ناصح تشریف | اور یا کیجیے یہ پند و نصیحت موقوف

جو نہ کہنا تھا کہا ناصح کو مینے بار ہا
کر دیا پر اوسنے مجکو جان کر مجنون معاف

سامنے اوسکی عنایت کے ہین کیا تیرے گناہ
اے ظفر کر دیگا سب وہ قادر بیچون معاف

ہمیشہ کرتے ہو عاشق پہ تم تبرا صاف
کیا ہے آپ نے کیا خوب روزمرا صاف

نہین ستارہ کسی دل جلے کے گردون پر
تڑپنگ آہ مین مارا ہے بھر کے چھپرا صاف

ترے فراق مین اے مہوش دل اپنا ہم
غبار غم سے نہین پاتے ایک ذرا صاف

جو خوشنما تری مہندی ہے جون گل نسبق
تو برگ گل ہے نزاکت مین اوسکا پرا صاف

کسے ہے جسکو مئے تند تیز بادہ فروش
جو پیکے گھوٹ کوئی دیکھے ہے وہ ٹھرا صاف

جسے یہ حضرت دل خوش مزاج سمجھے تھی
پڑا معاملہ تو پایا اسکو ٹرا صاف

جو تیرے قد سے ہو ہمسر تو سرو کے سر پر
چمن مین شہپر قمری ہو شکل آرا صاف

مجال کیا کہ ترے رخ سے شعلہ ہو ہمتاب
کہ اوسکو دیکھ کے جاتی ہو برق تھرا صاف

جو فخر کرتے ہین اپنے لباس ظاہر پر
ظفر وہ کسوت دانش سے ہین مبرا صاف

وہ کھینچے تیغ نہین ہمکو امتحان کا خوف
کہ کرتے عاشق جانباز کب ہین جان کا خوف

ہوئی یہ ابکی برس گریہ سے مری برسات
کہ ہے ہر ایک کو سیلاب سے مکان کا خوف

مرا جو دشمن جان ہو گیا وہ جان جہان
تو اوسکا خوف ہے گویا مجھے جہان کا خوف

نظر مین جسکے سمایا ہے پرتو رخسار
وہ دیکھتا بھی نہین جلوۂ قمر کی طرف

الٰہی خیر ہو قاتل کے اور ہین تیور
بُری نگاہ سے تکتا ہے میری سر کی طرف

مری طرف سی یہان تک پھرا ہی رخ اونکا
کہ سوتے منھ بھی نہین کرکے میری گھر کی طرف

حواس چارہ گرونکے بھی اوڑ گئے یکسر
جو کی نظر مرے زخم دل و جگر کی طرف

فدا ہین جسپہ دل و جان سے کیا تماشا ہی
وہ التفات بھی کرتا نہین ظفر کی طرف

بے روے یار کر نہ نظر دوسری طرف
ہٹجاے دل نہ دیکھہ ظفر دوسری طرف

اپنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑ کر
جائے نکل فلک کی سپر دوسری طرف

سیدھا ہی اوس گلی مین پہونچتا ہی روز دل
جاتا نہین ادھر نہ اودھر دوسری طرف

چھوڑے جو یک طرف سر عارض وہ ماہ زلف
یکسو عیان ہو شام و سحر دوسری طرف

دل بھر گیا جو اوس صف مژگان کے سامنے
پھیرا نہ منھ کو بل بے جگر دوسری طرف

کیا اس سے فائدہ جو کوئی اک طرف مرے
جب تک نہو کسیکو اثر دوسری طرف

دل بھی ہوا نہ اپنا طرفدار ہے غضب
اک آن مین ہوا یہ ظفر دوسری طرف

چق چق آپسمین نہ کیون ہو نامہ بر دونون طرف
لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آنکر دونون طرف

یکقلم ایسے خطون مین ہوگئے باہم جواب
منھ نہین پڑتا کسیکا صلح پر دونون طرف

مطلع ثانی

دیگر

قطعہ

ردیف القاف

سو وے نہ میری پاس وہ بستر پہ رات کو
جب تک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق

کوچے مین اونکے مجھکو مکان بھی ملا تو کیا
میرے اور اونکے گھر مین ہی دس بیس گھر کا فرق

جاتا گذر ہی دونون سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہین سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش
میرے اور اوسکی نالہ مین ہوگا اثر کا فرق

آئے بھی میری پاس تو بیٹھے وہ فرق سے
آیا ہے اونکے دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

مدت سے مجھ مین اور مری دل مین اے ظفر
ڈالا ہوا ہے اوس نگہ فتنہ گر کا فرق

خدنگ یار نہین کچھ دل و جگر مین فرق
تو ایک گھر سے سمجھ دوسری نہ گھر مین فرق

وہ صاف آئینہ دل مین ہے نظر آتا
نہ آئے جسکو نظر اوسکی ہی نظر مین فرق

یہ جوش گریہ سے عالم ہے اشکباری کا
نہین ہے ابر مین اور میری چشم تر مین فرق

نگاہ مرد و کف چشم یار مین یک جا
کہ خوشنما نہین ہو تیغ اور سر مین فرق

دل مین فرق پڑے گر فراق ہو برسون
یہ ہو تمھین کہ جو آجاے لحظہ بھر مین فرق

ہوے ہین چہرہ کی زردی سے دیکھو اشک بھر
رکھا ہے عشق نے کچھ رنگ سیم و زر مین فرق

ظفر کھلا یہ حلاوت سے ہمکو بوسہ کے
نہین ہے اوس لب شیرین مین و شکر مین فرق

ردیف کاف تازی

انسان کی زندگی ہی تو اک دو نفس تلک
سامان کر رہے ہے جینے کا لاکھون برس تلک

دامن چھوڑا نا اپنا ہو دشوار برق کو
گر آئے آشیان کے ہر خار و خس تلک

دل دین ہم اوسکو اپنا جو ہو سونکو دیکھین
دو چار سے نہ موڑی وہ مٹھ آٹھ دس تلک

ساقی نگاہ مست ہی تیری عجب نہین
بیہوش محتسب ہے اگر ہو عسس تلک

دعوی کرے نہ عشق کا پہونچے اگر خبر
اس عاشق ستم زدہ کی بلہوس تلک

احسان کرے اسیر نفس پر نسیم صبح
اک برگ گل جو لائے چمن ہی قفس تلک

سن سنکے میرا نالۂ و فریاد ای ظفر
خاموش ہین زمانہ مین نے ہی برس تلک

دل مین میرے وہ چبھی چشم پریزاد کی نوک
اس طرح چبھتی ہی جون سوزن فولاد کی نوک

تا سر حرف برین عشق مین پہونچی آخر
اس مرے نیزۂ آہ دل ناشاد کی نوک

دل مین عاشق کے کھٹکتی ہی رہی تا دم مرگ
ہای وہ نالہ پیشہ ستم ایجاد کی نوک

وصف ہے عالم تصویر ترے نقشہ کا
رکھتی ہی نوک زبان خامۂ ہر استاد کی نوک

دل مین لگتی ہی نکلتی ہی جگر مین جاکر
اے ستمگار تری ناوک بیداد کی نوک

اضطراب رگ مجنون آ پڑی ہی دم فصد
ٹوٹ جای نہ کہین نشتر فصاد کی نوک

کس طرح سے نہ چبھی اہل سخن کے دل مین
نکلے ہی طرز سخن مین ظفر اوستاد کی نوک

سوای کنج قناعت جہان رہی واں تک
فراغ و ستی ساقی کا دیکھنا عالم
سرشک خون ہو آنکھون کی گلفشانی کی
نفیر نالہ ہو کس کی نشان وہی دل کی
رہی جہان مین نہین نیک و بد کی کچھ بھی تمیز
جہان مین ہو تو یہی گوشۂ فراغ ہی ایک
کہ دے ہی سو جو کوئی مانگتا ایاغ ہی ایک
کہ لیکے جیب سی تا دامن اپنے باغ ہی ایک
بتاتا یہ دل گم گشتہ کا سراغ ہے ایک
نظر مین اہل جہان کے ہاو زاغ ہی ایک

مظفر ہزارون ہین عالی دماغ و روشندل
ترا سا پر نہین رکھتا دل و دماغ ہے ایک

اوس چشم فتنہ زا سے ہی لیتا سبق فلک
ہونگے نثار یہ کسی خورشید رو پہ کیا
اہل زمین کا ہی تری گردون پہ خون یہ
لایا ہے گرد شون کی مرا ناک مین یہ دم
اوس ماہ وش کو ہی یہ کراب مہربان تو
کیا جانے ہی خوشی یہ خوشی کیا جہان مین

کرتا اوہ الٹ پلٹ ہی یہ ساتون ورق فلک
رکھتا ہی جو پراز دُر و انجم طبق فلک
ہر شام پھولتی ہی جو تجھپر شفق فلک
کھو کر رہیگا کچھ جو ہی سدّ رمق فلک
پھر کیا کیا جو ہم ہی ہوے جان بحق فلک
یان ہمکو دے رہا ہے قلق پر قلق فلک

جسکو سمجھ رہے ہین ظفر لوگ کہکشان
نالون سے ہو رہا ہے مرے سینہ شق فلک

کیا تجھسے حسن مین ہو کوئی اے صنم شریک
پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک

برنگ نامہ پیچ و تاب غم مین یان رہی کیا کیا
ہوئی جو دیر تجکو نامہ بر دو دن کی دو دن تک

جو آیا وہ گھڑی بھر کو تو پھر دو دن نہین آیا
دلا تا یاد ہی وہ فتنہ گر دو دن کی دو دن تک

ہمارے حشر تک چرچے ہین بلبل باغ عالم مین
تری شہرت ہی اے شوریدہ سر دو دن کی دو دن تک

ہوے یان راہ تکتے تکتے اوسکی چار دن ہمکو
نہ لایا کچھ خبر پیغام بر دو دن کی دو دن تک

بھروسا کیا اونھین تمسے جو ہی کچھ آجکل الفت
کہ ہے یہ تو محبت اے ظفر دو دن کی دو دن تک

ردیف کاف فارسی

رکھنی مشکل نہین کچھ صاحب تدبیر سی لاگ
سخت دشوار ہی پر گردش تقدیر سی لاگ

توڑتا اب ہے جو تو ہاتھ لگا کر پیڈھب
سخت جانونکو نہین کچھ تری شمشیر سی لاگ

خوب کسطرح ہدف پر نہ لگے تیر قضا
اے کماندار وہ سیکھا ہی ترے تیر سی لاگ

شانہ کیونکر نہ جگر چاک پھرے سر گردان
کہ وہ رکھتا ہی تری زلف گرہگیر سی لاگ

دشنہ آیا ہے ترا تیز جو ہو کر اتنا
اے ستمگار اسے ہی ترے نخچیر سے لاگ

گھر سے دین مجکو نکال اور مرقع سی ادے
کہ اونھین مجسے ہی ضد اور مری تقدیر سی لاگ

لاگ دل کی کوئی چھپتی ہی کہ پا جاتی ہین
ایک ہی بات مین وہ تو مری تقریر سی لاگ

وہ مسلمان ہین ظفر صاحب ایمان کہ جنھین
نہ صحابہ سے ہو بغض اور نہ شبیر سی لاگ

مطلع ثانی

یون ہین جہان سی مرد جو گوشہ نشین الگ تھلگ
جیسے صدف مین سب سی ہی دُر ثمین الگ تھلگ

ڈر ہی اسے ندی گر اصد مہ ہماری آہ کا
یہ جو زمین پہ ہی کھڑا چرخ برین الگ تھلگ

جاتے ہو آج تم جہان لیچلو ساتھ ہمکو وان
بیٹھہ رہینگے مہربان ہم بھی کہین الگ تھلگ

پاس نزاکت اسقدر رہے کہ ہمیشہ اپنا سر
رکھتا ہی تیری پانو پہ تیر اخرین الگ تھلگ

کردی بدن سی سر جدا لیتا ہی کیون اوٹھا اوٹھا
رکھکے گلی پہ تو مری خنجر کین الگ تھلگ

کون ہی کہ جس سی خلطہ وہ رکھتی نہین ہین ہمدم
رہتے ہین اونکی پاس تو ایک ہمین الگ تھلگ

جوش جنون زمین پہ کر ہر ذرہ دری اسقدر
رکھے ہی شاخ گاؤ پہ دیکھہ زمین الگ تھلگ

دل کو ندد ظفر اوسی جو وہ اچھالتا پھرے
شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھدو کہین الگ تھلگ

جو کہ مست مئے الست ہین لوگ
ہوش مین ہین نہین وہ مست ہین لوگ

صورت اوس بت کی دیکھکر بخدا
ہو گئے لاکھون بت پرست ہین لوگ

تخت جم پر وہ بیٹھین کیا جم کر
کرتے اوس در پہ جو نشست ہین لوگ

دور مین چشم مست ساقی کے
خم بدوش و قدح بدست ہین لوگ

اوسکے کوچے مین میرے جانے سے
پہلے ہی کرتے بند و بست ہین لوگ

جو وہ کہتے ہین سب ہین کہتے بجا
کچھہ نہین کہتے نیست ہست ہین لوگ

ردیف الف

الٰہی کون سا ایسا بخل ہی دل
کہ جس مین تو نہین ہی کل ہی دل

اسی بخل مین جو پیکل نہین ہی دل
نہین ہی دل ولے بیکل نہین ہی دل

نہ ساتھہ اپنے ہو جبتک وہ چاند کا ٹکڑا
نہ چاندنی مین ہو وہ خوش چاندنی نہین ہی دل

ہزارون ہو نشیمن ہو چمن کنول سے دل
تمہارا سا کہان فرحت مین لیکن کنول سے دل

تمہارے عشق مین ہی ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا
وہ سمجھے کا نہین ناول اجل سے دل

ہزار بغض سے ہنسکے ملے پیکن
پھرا نہ تیغ سے اوسکا کسی محل سے دل

وہ نقطہ جان ہون کہ سرمہ آتش مژگان
وہ شعلہ آتش ہون کہ بیکان مین جا نہ سکے دل

نہین ہین سکتے کہ بیکان مین جا نہ سکے دل
بغیر سکتے کے مانند سوزن بیکان مین

بجز وصال کی وہ یاد سے لیکن
شب وصال مین ہرگز نہ آسکے دل

ظفر سے تم ہم دم دل سے دل
ملین ہم آدم و دل سے دل

دیکھیے

رخ پر نور پر اوسکے یہ نہین خال سیاہ
محترق تابش خورشید سے گویا ہی زحل

زلف رخسار پہ اور زلف مین تاب رخسار
دن تو ہی رات کی اور رات ہی دنکی اجھل

رکھہ قدم عشق کے کوچے مین جما کر اپنا
اے ظفر ایسا نہو پانون کہین جای پھسل

ہے مرے حق مین ابروے پر خم کیا صفہانی تیغ کی شکل
بلکہ ہے ہر یک چین جبین ای دشمن جانی تیغ کی شکل

مطلع ثانی

وہ جو طبیعت تیز و روان تھی وقت جوانی تیغ کی شکل
پیری مین ہے زنگ آلودہ گند پرانی تیغ کی شکل

جلد پھروے ساغر مے کی دیکھہ کلیجا کانپے ہے
چمکی ساقی ابر مین بجلی تھرڈرانی تیغ کی شکل

یاد نگاہ و ابرو مین جو شعر پڑھون ہون میری لیے
مصرع اول تیر کی صورت مصرع ثانی تیغ کی شکل

ابرو کی شمشیر تری کب بھولتی ہے اس زخمی کو
ہے لب زخم دل سے رکھتا پاس نشانی تیغ کی شکل

حضرت عجب کیا گرچہ اثر سے میری شوق شہادت کے

وہ جو طبیعت تیز و روان تھی وقت جوانی تیغ کی شکل
پیری مین ہے زنگ آلودہ گند پرانی تیغ کی شکل

جلد پھروے ساغر مے کی دیکھہ کلیجا کانپے ہے
چمکی ساقی ابر مین بجلی تھرڈرانی تیغ کی شکل

یاد نگاہ و ابرو مین جو شعر پڑھون ہون میری لیے
مصرع اول تیر کی صورت مصرع ثانی تیغ کی شکل

ابرو کی شمشیر تری کب بھولتی ہے اس زخمی کو
ہے لب زخم دل سے رکھتا پاس نشانی تیغ کی شکل

حضرت عجب کیا گرچہ اثر سے میری شوق شہادت کے

آگے دل پرداغ کے اور دشت جنون کے
لکھتا ہی کچھ ایسا کہ سمجھ مین نہین آتا
نے ہم ہین خزانے کے نہ جاگیر کے قائل
ہون کیا بات نو خط تری تحریر کے قائل

پہونچی نہ ظفر دل پہ جوانکے کوئی صدمہ
جب ہونگے مرے نالۂ شبگیر کے قائل

عشق کرنا تو کچھہ نہین مشکل
ہے نباہ اسکا ہنسنین مشکل
گر بلا دون زمین سے چرخ کو مین
تیرا ملنا ہے مہ جبین مشکل
روز فرقت مین ہم سمجھتے ہین
جینا مرنے سے بھی نہین مشکل
تیرے دانتون کے روبرو آنا
جانتا ہے دُر ثمین مشکل
بہتر اس اپنے دل کے آئینہ سے
ہاتھہ آتی ہے دوربین مشکل
تیرے بیمار کو سرِ بستر
لینی کروٹ ہے مہ جبین مشکل
تیرے کوچے سے مثل نقش قدم
اپنا اوٹھنا ہے نازنین مشکل
نفس شیطان جب اسمین ہو ظفر
کیونکہ پھر ہو نہ راہ دین مشکل

لکھے جھٹ پٹ جواے ظفر ہمنے
اس غزل کی نتھی زمین مشکل

ردیف المیم

دیتا ہون اجرت مین دل انعام مین جاتا ہے
دیکھنی ہے تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر
قابل اس پاس محبت کا ہون کیا ای مہرباں
اُسکے بیٹھے بھی تو کیا بیٹھے لگائی ہی ہری

لائے ہو خط اوسکا کیا خیرات میری پاس تم
تو گذارو اک برس برسات میری پاس تم
تمکو پاس اوردون کی ہو اور رات میری پاس تم
ہر گھڑی اوٹھ بھاگنے کی گھات میری پاس تم

کہدو ناصح سے ظفر حضرت سدھارو اپنے گھر
کر چکے ضائع بہت اوقات میرے پاس تم

پیار سے ہم کہتے ہین تمسین ایک بوسہ دیدو دیکھو تم
ورنہ ابھی رُک جاؤ گے اخلاص مین دیکھو دیکھو تم
پوچھتے ہو کیا حال میرا جو کچھ ہے سو وہ سامنے ہے
بالین پر اک لحظہ میرے آؤ بیٹھو دیکھو تم
ہاتھہ ہمارے کرتے قلم بیجرم و خطا کس واسطے ہو
لکھا ہے کیا ہمنے تمسکو کھو خط کو دیکھو تم
سینے مین میرے دیکھتے ہو گر پیکان اپنے تیرون کے
کرتا ہون سینہ چاک مین ابتو آکے ذرا تو دیکھو تم
حضرت دل کیسا کرتے ہو شکوہ اونسے آنکھین دکھانے کا
کچھہ نہ کہو تقدیر مین جو کچھہ دیکھنا ہے سو دیکھو تم

دیگر

دوستی کو بندگی اور اونکی الفت کو سلام
عشق کو آداب میرا اور محبت کو سلام

مطلع ثانی

مغز میرا اوڑ گیا ناصح نصیحت کو سلام
لو سدھارو تم تو مین کرتا ہون حضرت کو سلام

آپ تو لکھتے نہین خط پر کسی کے خط مین ہم
ہان کبھی لکھدیتے ہین اوس بے مروت کو سلام

سجدہ ہم کرتے ہین اوسکی ابروی خمدار مین
زاہدا اپنا ہی محراب عبادت کو سلام

طالب دولت سلامی کب ہین دولتمند کے
کرتی ہین پروی مین اوسکی اوسکی دولت کو سلام

شاخ گل ہلتے نہین جھوکے سے باد صبح کے
کرتی ہی جھک جھک کورنیش اوس سرو قامت کو سلام

اگر کبھی فرہاد و مجنون آتے میرے ڈھیر پر
کہتے یا اوستاد کرتی ہے میری تربت کو سلام

داغ سوزان ہی ہوئی جس دن ہماری ہمسری
ہم کرین اوس روز خورشید قیامت کو سلام

اے ظفر جو ہین سلامی حضرت شبیر کے
دو جہان مین ہی بڑھاتا اونکی عزت کو سلام

دل مرا ہوتا بجای دلربا ہی سرد و گرم
چل رہی اور رہی یہانکی اب ہوا ہی سرد و گرم

مطلع ثانی

صحبت گل ایک بلبل ہی سہی کیا ہی سرد و گرم
آج کل سارے چمن کی کچھ ہوا ہے سرد و گرم

ہے زمانہ مین کبھی سردی کبھی گرمی ولا
دیکھنا کیا کیا فلک دکھلا رہا ہی سرد و گرم

ردیف النون

یہ نہین سرخی رنگ حنا اے حور شمائل چٹکی مین
ہے کسی مجھسے خون شدہ کا دل تو نے ملا دل چٹکی مین

رکھتے اوٹھا کر آنکھو نمین اپنے جانتے اوسکو آنکھ کا تل
اوٹھ سکتا اگر ہیسے تمھارے عارض کا تل چٹکی مین

خوب نہین ہے چرب زبانی دیکھا یہ گلگیر نے رات
کاٹی زبان شمع پگھل کر گیا سر محفل چٹکی مین

قصد کرے وہ یہ کہ اوڑون اور اوڑ کر اوسکا نشانہ ہو
دیکھے جو تیر اوس صید فگن کی طائر بسمل چٹکی مین

زخم نہین منظور ہمین رسوائے دل کے چاک کرو
بیٹھے سوئی کو لیکر تم ہو کیون بیجا صل چٹکی مین

وہ بھی گل ہین کیا جنکو اپنے ٹوٹنے کی ہے اتنی خوشی
چلتے ہی چلتے گلچین کے سب جاتے ہین کھل چٹکی مین

لاکھہ رز قلب ایک نفس مین اوس سے ظفر اکسیر ہے
رکھتی اثر ہین خاک کی بھی یہ مرد کامل چٹکی مین

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل مین | لب پہ آئی وہین جسوقت کہ آئی دل مین

ستمگار اپنا ستمگار اپنا

ستمگار ہی مرا دل بھی ستمگار اپنا
ستمگاروں سے پڑا ہے پالا
ستمگاروں سے ہے پڑا پالا

تم ہو بیدرد و ظالم بیدرد و ظالم
ستمگاروں سے پڑا ہے پالا
ستمگاروں سے ہے پڑا پالا

تم ہو بیدرد و ظالم بیدرد و ظالم
ستمگاروں سے پڑا ہے پالا
ستمگاروں سے ہے پڑا پالا

تم ہو بیدرد و ظالم بیدرد و ظالم
ستمگاروں سے پڑا ہے پالا
ستمگاروں سے ہے پڑا پالا

تم ہو بیدرد و ظالم بیدرد و ظالم
ستمگاروں سے پڑا ہے پالا
ستمگاروں سے ہے پڑا پالا

تم ہو بیدرد و ظالم بیدرد و ظالم

ظفر زنار کے قابل نہیں ہم
ظفر زنار کے قابل نہیں ہم

ظفر زنار کے قابل نہیں ہم
ظفر زنار کے قابل نہیں ہم

ظفر زنار کے قابل نہیں ہم
ظفر زنار کے قابل نہیں ہم

ظفر زنار کے قابل نہیں ہم
ظفر زنار کے قابل نہیں ہم

ظفر زنار کے قابل نہیں ہم

دیکھ

نہ کیونکر زلزلہ آئے زمین کیونکر نہ ہلجائے
کہ رہتے دردِ دل سے مضطر بے زمین ہم ہین

ورے ایسے لگا کر ہاتھ تیری زلف کو کافر
سمجھتے آستین کے تار مار آستین ہم ہین

پرستش ان بتون کی ترک ہو ہمسے یہ کیا ممکن
ظفر سمجھے ہوے اپنا سے ایمان و دین ہم ہین

تیغ ابرو سے نہ کیون صفہان قبضے مین
جب کرے نیم نگہ سارا جہان قبضے مین

گھر خدا کا ہی یہ دل کون ہوا سپر قابض
کیونکر کرتے ہین خدا جانی بتان قبضے مین

کام کیا قابض ارواح کا یان پہلے ہی
غمزۂ یار نے کرلی مری جان قبضے مین

غم دلدار کو کس طرح نکالون دل سے
آگیا اتبو ہے اسکے یہ مکان قبضے مین

ابرو سے یار پہ ہرگز مرا قابو نہ چلے
گرچہ آجاے فلک کی بھی کمان قبضے مین

جبکہ شرح غم دل اپنی بیان کرتا ہون
نہین رہتی مری اوس وقت زبان قبضے مین

پھر کسی طرح ظفر اوٹھ نہین سکتا قبضہ
آگیا خانۂ دل اوسکے جہان قبضے مین

وہی ہی جان جہان اس جہان کی پردے مین
کہ کر رہا ہی ستم آسمان کے پردے مین

تری ہے دل کے سراپردہ مین وہ پردہ نشین
جو دیکھتا ہی تو دیکھہ اس مکان کی پردے مین

نکیونکہ ہو دل عاشق مین یار جلوہ فروز
چھپے ہی ماہ جلالا کب کتان کے پردے مین

جگر کے چاک سے تاکین ہم اوسکو در پردہ
شگاف پردہ سے پردہ نجھانکی پردے مین

ترے ہاتھ سے دشت وحشت کی مین
نہون کب تلک خاک چھانا کرون

کرین بلبلین نغمہ سنجی ہزار
نہ موقوف مین بلبلانا کرون

قناعت کرون قطرۂ اشک پر
یہی اپنا مین آب و دانا کرون

خرد کچھ کہے ہے جنون کچھ کہے
کہو مین کہا کسکا مانا کرون

یہ دنیا ہے ماتم سرا کیا اسے
تصور ظفر عیش جانا کرون

سوزش غم سے جب مرے سینے کے گل چراغ ہون
چارہ گرون کے عقل کے کیونکہ نہ گل چراغ ہون

بادہ کشون کی بزم کو جب ہو فروغ ساقیا
گردن شیشہ شمع ہو ساغر مل چراغ ہون

گور شہید گلرخان باغ جہان مین ہو جہان
جلتے کبھی وہان نہ بے روغن گل چراغ ہون

سیل سرشک پر مژہ پل سر بحر موجزن
پارۂ دل مژہ پہ یون جون سر پل چراغ ہون

پرتو نور حسن سے تیرے چمن مین کیا عجب
گوہر شبچراغ ہو شبنم و گل چراغ ہون

دیگر

ظفر

دیگر

صدف مین ہین گہر ہمرنگ مرجان عشق کی دولت	تری غمدید کے بوندین نہین لوہونکی آنکھون مین

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان رکھون
نہ دل مین ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھون مین

کرتے وہ ہین قتل اونھین جو اونسے محبت رکھتے ہین
ہم بھی اونکے محبون مین امید شہادت رکھتے ہین
کرتے رہین گر آہ و فغان ہم کچھ تو ہو تاثیر اونھین
لیکن آہ و فغان کی کب ہم تاب و طاقت رکھتے ہین
حسن ملیح یار کے آگے ہو جاتے ہین پھیکے سے
گرچہ بظاہر حضرت یوسف خوب صباحت رکھتے ہین
شور جنون سے اپنے صحرا کیونکہ عرصہ محشر ہو
تیری یاد قامت مین ہم روز قیامت رکھتے ہین
داغ درم ہین اشک ہین گوہر لعل ہین اپنے پارۂ دل
ہم بھی بدولت عشق کے تیرے دیکھ یہ دولت رکھتے ہین
کچھ نہ غبار خاطر اونکا دھویا میرے گریہ نے
اب بھی میرے جانب سے وہ دل مین کدورت رکھتے ہین

دین و ایمان جان و دل جو تو نے مانگا نذر کیا	تیری ظفر کیا چاہنے والے عالی ہمت رکھتے ہین

ہاتھہ پڑا جب سنگدلون کے کاہیکو یون رکھین گے
جیسے اپنے شیشۂ دل کو ہم بحفاظت رکھتے ہین

شمع و گل کی حاجت کیا ہے گور پہ اپنی اونکو ظفر
دل مین اپنے سوختہ جان جو داغ حسرت رکھتے ہین

یہ نہین منھدی لگائی تو نے میرے کربانون مین
خون ملا کشتہ کا اپنے اے ستمگر پانون مین

پھرتے ہین دیوانے تیری پا برہنہ وحشت مین
لاکھہ چبھتے خار ہین مانند نشتر پانون مین

جانے کیا وہ عشق کی منزل کہ ایسی ہے سخت
جسنے اس رستے پہ کھائی ہو نہ ٹھوکر پانون مین

کیون نہ لاکھون مہ جبینون سے ہو وہ بالا نشین
ہے پدم اوسکے چمکتا مثل اختر پانون مین

مارتا لاتین ہے کس کس ناز سے وہ نازنین
چاہتا ہی پھر اوسکی گدگدی کر پانون مین

کوئی الفت سے نکالین پانون باہر کس طرح
پڑ گیا ابتو وفا کا اپنے لنگر پانون مین

آگئی مژگان پہ جای اشک اک لوہو کی بوند
دیکھکر فندق تری چلمن کی اندر پانون مین

خواب مین بھی شب کو میری پاس تو آتا نہین
ایسی کیا منھدی لگی ای ماہ پیکر پانون مین

دل ظفر کا پا بزنجیر محبت ہو گیا
پہنی جو منت کی بیڑی تو نے دلبر پانون مین

وہ اس روش سے گلستان مین جا کے ہنستے ہین
کہ غنچے شرم سے منھ کو چھپا کے ہنستے ہین

صبا ذکر ان کا کیا جانے کیا کہا اونکے
چمن مین اتنے جو گل کھلکھلا کے ہنستے ہین

مطلع ثانی

دم جو ہی ایک پھونک سا انسان مین
پھونک دی ہی کچھ یہ دل کے کان مین

خط سے اوس رخ پر ہے اک تازہ بہار
لکھا ہے قرآن خط ریحان مین

سنبہ مین ہے افعی کے چھالا زہر کا
اوسکے زیر زلف سبزہ کان مین

پید مجنون کے سوا سایہ نہین
تیرے دیوانون کی گورستان مین

دیکھکر دانتون کو تیرے منفعل
بحر مین موتی ہے پیرا کان مین

دیکھکر خضر اوسکے لب پر خط سبز
ڈوب مرتا چشمۂ حیوان مین

جان قائم ہے عصاے آہ سے
آہ کیا گویا الف ہے جان مین

موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج
کاہے کو مرتا کوئی یونان مین

دیکھہ لو خال اون بھوؤن کے درمیان
گر زحل دیکھا ہو میزان مین

زہر ہے تجھ بن مجھے برگ نشاط
شیر کا ہے بال ہر برگ پان مین

زلف اوس روے کتابی پر ظفر
سورۂ واللیل ہے قرآن مین

اگرچہ عشق مین رنج و محن بہت سے ہین
پر اسمین لطف بھی اے جان من بہت سے ہین

نجانا با تو نہ اوس شوخ پر فریب کی تو
کہ اوسکو یاد و لا مکر و فن بہت سے ہین

لگے ہے کون مقابل مین دل کے داغونکے
اگرچہ انجم چرخ کہن بہت سے ہین

اپنے تو پاے نگارین پایمال ناز سے
کیون چھپاتا ہی یہ اوسکے دیکھی بھالی پانون مین

جب کبھی زانو مین اوسکے مینی کی ہی گدگدی
کیا کہون کس ناز سے اوسنے اچھالی پانون مین

پاے نازک اور بھی رکھتے ہین خوبان جہان
پر تری اے نازنین سب سی نرالی پانون مین

اے جنون ہاتھون سی تیری ہم کہان جائین نکل
تو نے تو ظالم پھیلا کر توڑ ڈالے پانون مین

اوس گلی مین جم گئے جب اے ظفر جون نقش پا
پھر ہمارے وان سے کوئی اوٹھنے والے پانون ہین

بل بے تیری گرمی تاب عذار آتشین
بوند ہے جسپر پسینے کی شرار آتشین

دل جلونکی چشم پر مژگان خون آلود ہین
دشت غم مین ہی عجب کیا شعلہ زار آتشین

ہین نرالے ڈھنگ جرم عشق کی تعزیر کے
واسطے پروانہ کے ہی شمع وار آتشین

کیا عجب گر تابش رخ سی تری زلفونکی تار
ہون خطوط مہر کے مانند تار آتشین

دشت مین جاے جو یہ دیوانہ آتش قدم
کیا عجب ہر پر قدم پیدا ہون خار آتشین

شعبدہ بازی سی سوز عشق کی ہی کیا عجب
میری آہ آتشین بنجاے نار آتشین

آہ آتشبار میری بھی تماشا ہے ظفر
پھلجھڑی اسکو کہون مین یا انار آتشین

قاصد اخوف ہے یہ کیون کہ خط اپنا لکھدون
ہون بخود رفتہ خدا جانے کہ مین کیا لکھدون

آگ کاغذ کو لگے بلکہ کبوتر ہو کباب
خط مین مضمون جو کوئی سوزش دل کا لکھدون

مطلع ثانی

ایک ہم تیرے سوا دوسرے ہین ہاتھ سے کیا لکھون

لڑکوا اوس زلف کے پھندے مین یاد وہ لگا لکھون

مطلع ثانی

ہے تو اجموم فقط عقد ثریا کا
اگر آ جاؤن فلک پر تو ستارے کہکشان کے بھی تری پیشکل چوراہے مین

توڑ ڈالی تھی تم نے سینہ کے پاس بانہ دوسے مین
مقابل ہو کیا تو وارہ محبس اشکبار مین

تو نہ آتا ہے نظر مین دیکھا کرے ہم سے باول چوراہے مین
دو شالہ پوش بھی اس وقت آ ملا مفلس کا

ہے تو اجموم فقط عقد ثریا کا
اگر آ جاؤن فلک پر تو ستارے کہکشان کے بھی تری پیشکل چوراہے مین

توڑ ڈالی تھی تم نے سینہ کے پاس بانہ دوسے مین
مقابل ہو کیا تو وارہ محبس اشکبار مین

تو نہ آتا ہے نظر مین دیکھا کرے ہم سے باول چوراہے مین
دو شالہ پوش بھی اس وقت آ ملا مفلس کا

ولہ

ولہ باقی

دلربائی مین ہے یکتا وہ بت غارتگر
روز لیجائی ہی دل چھین جھپٹ کر لاکھون

جبکہ سلجھاوے ہے شانہ سی وہ زلفین اپنی
دل پہ پڑتے ہین مرے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

سامری سیکھے بمنت وہ فسونساز آکے
چٹکلے سیکڑون یاد اوسکو ہین لٹکے لاکھون

نہین معلوم کہ گرداب مین چشم تر کے
کس طرح آگئے دریا مین سمٹ کے لاکھون

اے جنون وادی پرخار مین ہاتھون سے ترے
مر گئے بیسر و پا یون مین گھسٹ کے لاکھون

آج اوس مست مے ناز نے بدمستی مین
سنگ پر شیشۂ دل ہاتھ سے پٹکے لاکھون

محکمے مین اگر آجاے ذرا وہ قاتل
ڈھیر ہون محضر خونین ابھی پھٹ کے لاکھون

پاس گل کے چمن دہر مین جب دیکھے خار
ہمنے جانا کہ ہین اس باغ مین کھٹکے لاکھون

نالہ میرا وہ قیامت ہی کہ اوٹھ بیٹھین گے
خفتۂ کنج عدم نیند اوچٹ کے لاکھون

تیرے میکش نہون سیراب اگرچہ ساقی
مے کی ٹھلیان یہ کرورون پیین مٹکے لاکھون

خاکدان ہی یہ سرایان سے مسافر کوئی
نگیا صاف گئے گرد مین اٹکے لاکھون

گرد چاہ ذقن یار ہے کائی خط سبز
گر پڑین کیونکہ نہ دل پانون رپٹ کے لاکھون

دل رنجور کو میرے غم الفت نے ظفر
صدمے پر صدمے دیے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

دیکھ کے صورت ظاہر کی پہچاننے والے اور ہی ہین
ہے جو حقیقت باطن کی وہ جاننے والے اور ہی ہین

دامنگیر
ہم نہین رکتے لاکھ اگر ہون خار بیابان
والے اور ہی ہین
معرکہ آرا ہو کے لڑائی ٹھانے
جنگ نہین
صلح کل ہے مذہب اپنا اپنی کسی سے
والے اور ہی ہین
اب تو خاک اس دشت جنون کی چھانے
مدت تک
چھانی پہلے مجنون نے یہ خاک بیابان
دامن سوے دشت جنون گردانے
والے اور ہی ہین
کون بنائے صورت انسان سان کے
مٹی ہاتھون سے
رکھتے دست قدرت اسکے سانے
والے اور ہی ہین
مین نے کہا اک بات کہون گر مانو وہ
یہ کہنے لگے
ایسی بے تک کی باتون کے ہان ماننے
والے اور ہی ہین
منھ پہ ظفر ہے اپنے کالی چادر اپنے
اشکون کی
کنج غم مین منھ پہ ڈوپٹا تاننے والے
اور ہی ہین

جلد چہارم دیوان ظفر

دیگر
وفا کا کچھ نشان پایا نہ الفت کی قلمرو مین
عبث جان اپنی کھوئی ہمنے ایدل اس تگ و دو مین
ترے ابرو کے جو اے مہ جبین ہین دیکھنے والے
نہ دین محو وہ ہرگز تماشائی مہ نو مین
جنھین ہے حرص وہ سو من مین بھی سیر ہو جاتے ہین
قناعت ہے جنھین وہ سیر ہو جاتے ہین یک جو مین
کنول کر روشنی کے قمقمے دریا مین ندی کے ہون
تو دیکھو پارہاے دل مرے اشکون کے خاکستر
ہوا پروانہ کے مانند دیکھا جل کے خاکستر
دل مضطر مرا اے شعلہ رو آخر تری لو مین

تباہ ایسے ہوے انجام مین ہم عشقبازی کے
کوئی چوسر کی بازی ہارتا جس طرح سے پوین

ظفر اک بات پر قائم ہین اپنے ہم نہین ڈرتے
جو کہدین ایک وین وہی کہدین سو وین دو سو وین

لیا پھسلا کی اول اوسنے میرا دل مذاقون مین
ہوا پھر دشمن جان میرا وہ قاتل مذاقون مین

لگے کیونکر نہ بات اے شکر ین لب زہر ہاہمکو
کرے ہی تو رقیبونکو مری شامل مذاقون مین

ہنسی مین ہی ستم اوس غنچہ لب کا بند ہو جانا
کہ ہو جاتا ہی اوسکا کھولنا مشکل مذاقون مین

نہ بوسہ کنارا دونسے تو پھر ہمکو مزا اصلا
نہ حاصل اختلاطونمین ہوئی حاصل مذاقونمین

تری موج تبسم کم نہین شمشیر و خنجر سے
کرے ہے ہنستے ہنستے دل کو تو بسمل مذاقونمین

جلانیکو مرے وہ شمع رو دیکھو تو غیرون سے
کرے ہے گرمجوشی کیا سر محفل مذاقونمین

سوال بوسہ پر بخشش ہو تو کیا لطف ہو سی کا
مزا جب ہی کہ ہون بوسہ کے سائل ہم مذاقونمین

تجھے ہونا ہے اکدن ذائقہ سی موت کی واقف
رہی ہے ہر نفس دنیا کی کیا غافل مذاقون مین

وہ کیا لطف سخن جانے مذاق اوسکا نہو جسکو
مزا ہے شعر خوانی کا ظفر کامل مذاقون مین

اشک گلگون سے مرے جامۂ تن کا دامن
پر گل اس طرح سے ہی جیسے چمن کا دامن

جب صبا لیگئی اوس طرۂ مشکین کی شمیم
بھر گیا مشک سی صحرای ختن کا دامن

کیا عرق ہے کسی مہوش کی جبین سی پوچھا
ہے ستارون سی جو پر چرخ کہن کا دامن

دور ابھی ہی موسم گل اور جنون کی ہاتھ سے
تار ثابت ایک بھی اپنے نہین یان جیب مین
چاہتے ہین دل کا سودا زلف کافر سے بنے
ہین لیے پھرتے ہزارون نقد ایمان جیب مین
دیکھ لے کوئی نہ دشمن خط کو میرے نامہ بر
خواہ رکھ تو آستین مین خواہ پنہان جیب مین
ہر کسی پر کھولنا منھ اے ظفر اچھا نہین
دیکھ منھ کو ڈالکر اپنے بھی انسان جیب مین

ہو گئے آنسو حنائی تو نے دھوئی ای نگار
کیا سمجھکر حوض آب اس چشم نم مین پانون ہین

عشق کی ہی سخت منزل دیکھیے طی کیونکہ ہو
تھک کی اوٹھ سکتی نہین یان دو قدم مین پانون ہین

ریزۂ مینائے سبزہ زیر پا اوس گل بغیر
ہم نہین رکھتی کبھی باغ ارم مین پانون ہین

پڑھلے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ظفر
ڈالتے ہم عشق کے دریای غم مین پانون ہین

دل مضمحل ہی کیا اسے خنجر سے چھیڑ دون
اتنا بھی دم نہین ہی جو نشتر سے چھیڑ دون

اے فتنہ گر وہ قصہ کہ اوڑ جای جسمین سر
سنکر جو تو اوڑاوے نئے سر سے چھیڑ دون

ڈرتا ہے میرا دل کہ وہ برہم نہون کہین
مین کیونکہ زلف یار کو اوس ڈر سے چھیڑ دون

ہے جی مین چنگ چرخ پہ مین کہکشان کا تار
مضراب نالۂ دل مضطر سے چھیڑ دون

انگور زخم دل کا بھر آئے اگر تو مین
پھر اوسکو ناخن غم دلبر سے چھیڑ دون

مجنون اوٹھای تو سن وحشت کو منھ ہی کیا
رخش جنون کو مین جو برابر سے چھیڑ دون

بہتر ہزار تذکرے سے ہو وہ اے ظفر
کچھ ذکر شاعری جو سخنور سے چھیڑ دون

یہ نہین آنسو مرے ای چشم گریان جیب مین
ہین بھرے تیری بدولت در غلطان جیب مین

سینۂ صد چاک عاشق کا جگر کے داغ سی
رکھتا ہے جون صبح خورشید درخشان جیب مین

گل کرے کیا روکشی تجھسے کہ ایسی تو پڑے
ہین ہزارون تیرے ای رشک گلستان جیب مین

دیکھ

گرد ہون یا غبار ہون کیا ہون
خاک ہون خاکسار ہون کیا ہون
نہین معلوم لاغری سے مین
رگ گل ہون کہ خار ہون کیا ہون
اپنی ہستی کے اعتبار سے مین
ہون تو بے اعتبار ہون کیا ہون
نالہ بلبل ہے بے اثر کیا ہی
نالہ کش مین ہزار ہون کیا ہون

جلد چہارم دیوان ظفر

جون نگین اتنی سینہ کاوی سے
مین اگر نامدار ہون کیا ہون
اتنا ہون ہوشیار غفلت مین
مین اگر ہوشیار ہون کیا ہون
جانثاری سے اپنی شاد ظفر
مین جو اوسپر نثار ہون کیا ہون

دیکھ

رکھتا وظیفہ اپنا یہی صبح و شام ہون
اے پیر دستگیر تمھارا غلام ہون
بے دستگیری آپکے تھمتا نہین قدم
رکھتا اگرچہ پانون بہت تھام تھام ہون
شیرین زلال خضر سے کرتا ہون کام جان
کرتا بیان جو آپکے شیرین کلام ہون
آگے تمھارے لب کے گوارا نہین کہ مین
منت کش مسیح علیہ السلام ہون
جھک جھک کے آستان معلی پر آپکے
جتنا ہون پست اوتنا ہی عالیمقام ہون

صیاد

صیاد بیوفا ہے زمانہ مرے لیے | اس سے بچاؤ تا نہ گرفتار دام ہون

گھبرائے کیون نہ دل کہ گناہون سے اے ظفر
ساتھہ اپنے دیکھتا عجب اک ازدحام ہون

ہین کہون کیونکر کہ شوق وصل یار اصلا نہین | کچھہ تو ہے جس سے مرے دل کو قرار اصلا نہین

مطلع ثانی

جانتا ہو نہین اوسے وہ میرا یار اصلا نہین | پر کرون کیا دل پہ میرا اختیار اصلا نہین

ہے جو وہ ابرو عرق آلودہ ہنگام غضب | کوئی تیغ اس سے زیادہ آبدار اصلا نہین

ننگ بار سر گران مجھسے نہین ہے کوئی یار | ہین کسیکی خاطر نازک پہ بار اصلا نہین

یک غم دوری ترا آٹھون پہر ہے میری پاس | درنہ تنہائی مین کوئی غمگسار اصلا نہین

ل کے داغون پر کرون تیرے جفا مین کیا شمار | بیوفا کرتا وفا وزشمار اصلا نہین

ونکہ مین باتون مین آکر تمکو دیدون اپنا دل | آپکے قول و قسم کا اعتبار اصلا نہین

ے ہے بیہوشی جسے تیری نگاہ چشمست | ہو کے وہ بیہوش ہوتا ہوشیار اصلا نہین

اے ظفر تو شوق سے لے ساغر صہبای عشق
اس شراب ناب مین ریج خمار اصلا نہین

را اک یار ہون تو یان مین ہون | عاشق زار ہون تو یان مین ہون

نہین ہین آنکھین وہ بیمار ای دل بیمار
کہ اونمین تو صفتین ہین سب طبیب کی سی ہین

قفس مین بند ہی کیا جانے کو نسا طائر
صدا مین آتی مگر عندلیب کی سی ہین

گلہ کی خو نہین اپنی وگرنہ تجھسے تو
شکائتین ہمین ظالم نصیب کی سی ہین

ارادہ عشق کی منزل کا ہی جنھین اونکو
جو وہ کیسی ہین راہین قریب کیسی ہین

جگر کی آبلون سی میرے مجکو حضرت عشق
دکھاتی آنکھین ہمیشہ ادیب کیسی ہین

ظفر ڈراونسے کہ جنکے ہے شیطنت دل مین
اور اونکی باتین بظاہر غریب کی سی ہین

دل ندون اپنا کبھی مین تیری کافر ہاتھ مین
تو کلام اللہ بھی گر آئے لیکر ہاتھ مین

ہاتھ کیا آیا تمھارے چاک جو تمنے کیا
لیکے نامہ کو مرے اے بندہ پرور ہاتھ مین

سر کے بل آئینگے دشمن پاؤن پر نیکو مری
بھید کی باتونکا اونکی ہی مرے سر ہاتھ مین

بہوس کا دم نکلجاتا ہے جب قاتل مرا
آستین اپنی چڑھا کر لے ہی خنجر ہاتھ مین

پکڑے وہ کالیکو ہو کالی کا مقدر جسکو یا
زلف تیری لے سکے کون ای ستمگر ہاتھ مین

شیر مین شیوہ مری وحشت کا ہی یہ آجکل
کو بکو ٹکڑے لیے پھرتے ہین پتھر ہاتھ مین

عاشق مفلس سے کرتے ہین کنارہ سیمبر
رہتے ہین اوسکی بغل مین جسکے ہو زر ہاتھ مین

خون شہید ناز کا تیری نہین مہرخی مین کم
چاہیے رنگ حنا قاتل تجھی گر ہاتھ مین

آج دعوی پارسائی کا ہی تجکو کل ظفر
تھا بغل مین تیری شیشہ اور ساغر ہاتھ مین

جیسے لیا ہے بوسہ تری چشم مست کا
ہم منہ لگاتے اپنے کبھی جام کو نہین

قاصد ہمارے سامنے باتین بناے ہی
کہہ سکتا جاکے یار سے پیغام کو نہین

کیا کیا کرے ہی عاشق ناکام پر ستم
خوف خدا کچھ اوس بت خود کام کو نہین

کیا دیگا ہمکو بوسہ لب شوخ غنچہ لب
جنبش بھی دیتا جو لب دشنام کو نہین

تنگ اسقدر ہی نام سے میرے کہ وہ کبھی
ہرگز پکارتا مرے ہمنام کو نہین

رندون پہ طعنہ زن ہی عبث واعظ اے ظفر
کوئی کسیکے جانتا انجام کو نہین

گل گلزار ہون تو یان مین ہون
اور اگر خار ہون تو یان مین ہون

مطلع ثانی

مست و میخوار ہون تو یان مین ہون
اور ہشیار ہون تو یان مین ہون

سب ہین بے جرم لیک دیکر دل
اک گنہگار ہون تو یان مین ہون

غم مرا غمگسار ہے میرا
غم کا غم خوار ہون تو یان مین ہون

یون تو سب شیفتہ ہین اوسکے مگر
عاشق زار ہون تو یان مین ہون

مجھسے بیزار ہے تو وان تو ہے
جان سے بیزار ہون تو یان مین ہون

عاشقون مین ہے سرمرا سردار
سب مین سردار ہون تو یان مین ہون

کیا عجب مجھپہ سنگ باری ہو
نخل پر بار ہون تو یان مین ہون

ظفر کہنے دو اورونکو کہو تم بھی نہ حال اپنا
اگر جانو کہ ہوگا رنج حاصل اپنے کہنے مین

یاد خال لب مین تیرے ہم خون جگر یون کھاتے ہین
جیسے میکش پیتے ہین مے افیونی افیون کھاتے ہین

میرے دیدہ پر خون کی بھی کیا طوفان خونباری ہے
جس سے غوطے خون مین ہر دم قلزم و جیحون کھاتے ہین

دیکھتے ہو جو غیرون کو تم میٹھی میٹھی نگاہون سے
اسپر کیا کیا زہر تمھاری چشم کے مفتون کھاتے ہین

بوسۂ لعل لب کے تیرے جو خواہان ہین بیمار ترے
اونکو کھلائین یاقوتی تو کب وہ محزون کھاتے ہین

کہتے ہین مہ کو کیا دیکھین ہم آگے تیرے عارض کے
بلکہ قسم آنکھونکی اپنے انجم گردون کھاتے ہین

خاک بھی ہو کر دشت جنون مین آہ جنون کے ہاتھون سے
کیا کیا چکر جیسے بگولہ ہم اور مجنون کھاتے ہین

در سخن کی تیری صفائی کیا کہون کچھ مت پوچھو ظفر
دیکھ کے انکو رشک ہمیشہ در مکنون کھاتے ہین

ظفر ہم رات دن قرآن مع تفسیر پڑھتے ہین

دیگر

مری مژگان سے آنسو اس طرح برسون برستے ہین
کہ جون برسات کے موسم مین منھ چھاجون برستے ہین

جلد چہارم دیوان ظفر

ایک ہی ادسکے ستم سے اشا کیون گھبرا گیا
ایسے ایسے ہونگے اے دل بعد چندے سیکڑون

کیا ستم ہے بوسۂ لب ایک بھی اپنا مذے
گالیان ہمکو اے غنچہ دہن دے سیکڑون

بچکے چل اے پاکدامن یہ وہ دنیا ہے نجس
تجھسے اس ناپاک ذکر ڈالے گندے سیکڑون

آہ سوزان سے مری گر ایک شعلہ ہو بلند
گر پڑین پروانہ یان جلکر پرندے سیکڑون

اوسکی وہ بندہ نوازی ہے کہ جس سے اے ظفر
ہو گئے اک چیز مین ناچیز بندے سیکڑون

جسکو حالِ دلِ پر درد سناتے ہم ہین
آپ بھی روتے ہین اور اوسکو رولاتے ہم ہین

کھینچتے دل سے ہین نالہ جو دمِ جذبۂ دل
ساتھہ نالہ کی کشش کے کھنچے جاتے ہم ہین

ہر بن مو سے نکلتے ہین ہزارون شعلے
شورشِ عشق کو کیا خاک چھپاتے ہم ہین

نہ تبسم نہ تکلم نہ اشارہ نہ نگاہ
اونپہ کیون آپکو دیوانہ بناتے ہم ہین

ایکدو جام سے چلتا نہین کام اے ساقی
اٹبولا سمہ سے خم بادہ لگاتے ہم ہین

کرتے ہین نالۂ پر سوز اگر عشق مین ہم
تیر اکیا لیتے ہین جان اپنی جلاتے ہم ہین

ہے اثر گریہ مین کیا خاک مگر رو رو کر
اپنے اس رونے پہ یارونکو ہنساتے ہم ہین

کب تلک ظلم و ستمہائین تری الفت مین جان
لے بس اب جان ہی سی ہاتھہ اوٹھاتے ہم ہین

جانکلتے ہین جو صحرا مین تو اشک خون سے
گورِ مجنون پہ ظفر پھول چڑھاتے ہم ہین

مطلع ثانی

ہے نازکی دل بت کافر کے بیچ مین
اس طرح جیسے شیشہ ہو پتھر کے بیچ مین

کرتے نہ کیونکہ نامۂ اعمال ہم سیاہ
لکھا یہی تھا اپنے مقدر کے بیچ مین

ممکن نہین کہ مہر و وفا مجھسے ترک ہو
ہے یہ تو نا صحا مرے جوہر کے بیچ مین

دانتون مین تیرے ہے دو چمک ایسی اے آب
گوہر کے بیچ مین نہ وہ اختر کے بیچ مین

آنکھون کو دیکھ آئینہ مین بول اٹھا وہ بت
کیا کشتیان پڑی ہین سمندر کے بیچ مین

اک دم پہ تو نہ باندھ ہوا دیکھ اے حباب
ہو گا یہ دم ہوا ترا دم بھر کے بیچ مین

کہتے ہین جسکو دیدۂ پرخون مین مردمک
داغ سیہ ہے لالۂ احمر کے بیچ مین

دل کے جگر کو دیکھ کہ تنہا یہ جا پڑا
مژگان چشم یار کے لشکر کے بیچ مین

ڈالین خرابیان دل خانہ خراب نے
پڑ کر مرے اور اس مری دلبر کے بیچ مین

اتنا ظفر قرار کہان ہے کہ میری آہ
یکدم ٹھہر سکے دل مضطر کے بیچ مین

وہ ہنسے دمبدم کیون آنکھ ای ہمدم چراتی ہین
کہ اونکے عشق مین مرنے سے کب ہم دم چراتے ہین

زیادہ تر مجھے ہوتی ہے ایذا ضبط گریہ سے
کہ پانی زخم دل سے دیدۂ پرنم چراتے ہین

کبھی جو بیٹھتے ہین آن کر وہ میرے پہلو مین
تو کیا کیا ناز سے اپنا بدن ہر دم چراتے ہین

بلا ہین چور طفل اشک چشم سرمہ سا تیری
کہ آنکھون مین سے کاجل دیکھ یہ ہیہم چراتے ہین

پارسائی کا ظفر کرتے ہین دعوے اور روز
مے سے میخانہ مین بھر بھر کے سبو پیتے ہین

سنکے خفا ہو وہ مرا حال زبون تو کیا کرون
ہون تو فسون گر ایسا مین کرون مسخر اک جہان
خاک کرون جلا کے دل آئینہ رو جو صاف ہو
جاتا ہون کہ غم ترا پیاسا مرے لہو کا ہے
جیب کو مین رفو کرون چاک اگر ہو نا محو
کرتا ہون گریہ اسلیے آگ کو دل کی دے بجھا

اوس سے کہون تو کیا کہون چپ رہون تو کیا کرون
پر نچلے جو اسے پری تجھ پہ فسون تو کیا کرون
ہو وہ کمر تو اور بھی اس سے فزون تو کیا کرون
پر نہ جگر مین ہو مرے قطرۂ خون تو کیا کرون
چھوڑے نہ ایک تار بھی دشت جنون تو کیا کرون
ہو جو زیادہ اور بھی سوز درون تو کیا کرون

نالہ و آہ مین مرے جب نہ اثر ہوا ے ظفر
نالہ کرون تو کیا کرون آہ کرون تو کیا کرون

لب شیرین کی بوسہ سے کبھی وہ چاٹ کھاتے ہین
بلا دی ہے فلک کیا اور زمین کیا میری بیتابی
بنے کیا دل کا سودا حسن کے بازار والون سے
نکال اے آشنا ہمکو کہ بحر غم مین ہم غوطے
نہ کھاتو جبر سے حق اور کا اور چین سے چل پھر
جو دولت ہے قناعت کی غنی ہین شکر کرتے ہین

کہ جب یاد آئی ہے ہم ہونٹھ اپنے کاٹ کھاتے ہین
کہ چکر اس سے اس چکی کے دونون پاٹ کھاتے ہین
یہ جھوٹی قسمین سودا کر کے بارہ باٹ کھاتے ہین
کبھی اس گھاٹ کھاتے ہین کبھی اوس گھاٹ کھاتے ہین
کہ جو یہ مال بد کھاتے ہین پٹ کر کھاٹ کھاتے ہین
اگر وہ خشک نان جو پہنکر ٹاٹ کھاتے ہین

دیکھ

اس گلستان مین ہیشہ ہے تماشا یون دون
کوئی بیدار ہو یا ہو کوئی کا فر کیا کا
آپ یان آئے وہ یا بھیجے سے اپنی تصویر
دل کی ہے صورت تسکین وہ لاسا یون دون
خواہ وہ قتل کرے خواہ سسکتا چھوڑے
دست قاتل ہے ہے سب مجھکو گوارا یون دون
وہی چاہے تو بھلا ہو وہی چاہے تو برا
ہو نہ ہے مرضی حق ای ظفر اعلا یون دون

دیکھ

اوسپہ گل دار کے گلشن مین جو زر پھینکتے ہین
ساتھہ ہی قطرہ شبنم بھی گہر پھینکتے ہین
ہوتے رئیسہ ہین کیا کیا نہ ادھر لاتو ادھر
منہ سے وہ پان کی پیک اپنی جدھر پھینکتے ہین
طائر دل کو جو کرنا ہین منظور شکار
دمبدم کیون وہ ادھر تیر نظر پھینکتے ہین
بعد مردن بھی ستم ہے کہ صبا کی جھوکے
دور لیجا کے چمن سے مری پر پھینکتے ہین
ایک مین کیا ہون کہ شمشیر ستم سے ہر روز
مجھسے دو چار کے وہ کاٹ کے سر پھینکتے ہین
لائے تو ہین تری کوچہ مین مری خاک نصیب
دیکھیے یان سے وہ اب اسکو کدھر پھینکتے ہین

شکل مطلب کی نہ نکلی تو کرین کیا ناچار
قرعہ میرے لیے وہ روز ظفر پھینکتے ہین

دیکھ

اوتھین لکھہ کے دی واردات اپنے ہاتھون
وہیں کاٹکر اپنے ہاتھہ اپنے ہاتھون
تری زلف کو چھیڑ کر سہنے ظالم
بلا سر پہ لی اپنے رات اپنے ہاتھون
مجھاتے ہین ہو کر ہوا خواہ تیرے
ہم اپنا چراغ حیات اپنے ہاتھون
تجھے لکھہ کے خط توڑتا ہون قلق سے
قلم اپنے ہاتھون دوات اپنے ہاتھون
ہوا ملکے رندون سے بدنام ورسوا
تو اے زاہد خوش صفات اپنے ہاتھون
جو زیر زمین لے گئے ساتھہ دل کے
وہ مضطر ہین بعد از وفات اپنے ہاتھون

ظفر باتون باتون مین ہمنے بگڑ کر
بگاڑی بنی اپنی بات اپنے ہاتھون

دیگر

عشق کی راہ مین خرد کی جب پھسلتی پاؤن ہین
پھر سنبھالا بھی تو مشکل سے سنبھلتے پاؤن ہین

جبکہ دھلوانے ہین اپنے پاؤن وہ ہمسے کبھی
اونکے ہم کس کس طرح آنکھون سے ملتے پاؤن ہین

دیکھکر رستی مین اونکو مین کھڑا حیران ہون
اب نہ پیچھے ہٹتے ہین ذرا آگے چلتے پاؤن ہین

روک تو اشکونکے لڑکونکو وگرنہ چشم تر
دیکھ باہر گھر سے اب اونکے نکلتے پاؤن ہین

ہر قدم پر خار صحرا کی خراشون سے جنون
دیکھ ہیئت اور ہی میری بدلتے پاؤن ہین

کون جا سکتا ہی پیدل دل جلونکی خاک تک
جو قدم رکھتا ہی اوسپر اوسکی جلتے پاؤن ہین

پاؤن جمنے دے ذرا اوس خاک در پر ای ظفر
پھر مرے جون نقش پا کب وان سے ٹلتے پاؤن ہین

حال نہین کچھ کھلتا میرا کون ہون کیا ہون کیسا ہون
مست ہون یا ہشیار ہون نہین ہون نادان ہون یا دانا ہون

کان سے سبکی سنتا ہون اور منھ سے کچھ نہین کہتا مین
ہوش بھی ہی بیہوش بھی ہون کچھ جاگتا ہون کچھ سوتا ہون

رند ہون مین یا زاہد ہون یا صوفی ہون یا میکش ہون
عالم ہون یا جاہل ہون یا مومن ہون یا ترسا ہون

کیسا رنج اور کیسی راحت کسکی شادی کسکا غم
یہ بھی نہین معلوم مجھی مین جیتا ہون یا مرتا ہون

اے پردہ نشین دل مین کری لاکھ تو پردہ
پر روزن دل سی تجھی مین جھانک کی چھوڑون

ابرو ہے بکیت اوسکا کہے ہی مری دل سے
جیتا نہ تجھے ہاتھ سے مین بانک کی چھوڑون

مین در پہ تری رہنے نہ دون غیر کو ہرگز
جس طرح بنے وان سی اوسے ہانک کی چھوڑون

قسمت مین مرے خاک بیابان جنون کی
ہو پھانکنی لکھی تو ظفر پھانک کے چھوڑون

وہ ہمپہ آنکھین جو ہو کر کڑی نکالتی ہین
تو منہ سی اُف نہین چھوٹی بڑی نکالتی ہین

خبر نہین ہمین کسپر خفا ہوئے ہین آج
مگر کسیکو وہ گھر سے کھڑے نکالتی ہین

وہ ہم نحیفونکو یون ہین نکالتی گھر سے
چمن سے جیسے کہ پتے جھڑے نکالتی ہین

ارادہ ہی کہین مہمان آج جانے کا
وہ پہننے کو جو بالے چھڑے نکالتی ہین

نہ سمجھو اشک کی قطرے مگر یہ چشم کی راہ
ہم اپنے سینے کے پیکان اڑی نکالتے ہین

ہمارے دل کی نہین کھلتی گلجھڑی اونسے
ہزار زلف مین وہ بل پڑی نکالتی ہین

ظفر جب آئے ہے رونا ہمین تو آنکھون سے
ہم آنسوؤن کی گھڑے کی گھڑے نکالتے ہین

ہین اب کہان ہماری وہ سیر چمن کی دن
کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیم تن کی دن

تشبیہ دون اگر رخ روشن سی تیری مین
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن

کہتی ہے دل سی اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہی ہین ابھی دیوانہ پن کی دن

دیگر

کس دن ہم اوسکے وصل کی تدبیر مین نہین
پر کیا کرین کہ اپنی وہ تقدیر مین نہین

کیونکر کہون کہ عالم تصویر ہے وہ شوخ
جو بات اوسمین ہے کسی تصویر مین نہین

فریاد کیا کرے گا ستم سے وہ ناتوان
دم بھی تمھارے عاشق دلگیر مین نہین

جانے ہے خاکساری تری قدر خاک پا
تاثیر جو ہے اوسمین وہ اکسیر مین نہین

جلد چہارم دیوان ظفر

دیوانہ تیرا نالۂ زنجیر کی طرح
رہنے کا قید خانۂ زنجیر مین نہین

عالم کو چین ابروے قاتل کی دیکھنا
جوہر یہ خوشنما کسی شمشیر مین نہین

ہے کونسی گرہ کہ ظفر جس گرہ کے ساتھ
باندھا دل اوسنے زلف گرہگیر مین نہین

دیگر

کام نیسان کا چشم تر سے لون
اشک دامن مین بھر گہر سے لون

اونکے آنے کا ہی یقین نہ مجھے
دیکھ جب تک نہ مین نظر سے لون

ان جفاؤن کا چاہیے بدلا
آہ مین چرخ کینہ ور سے لون

ادھر آئے جو وہ سراپا ناز
پانؤن تک مین بلائین سر سے لون

فصد لون گر جنون مین مین اپنی
اوسکے مژگان کی نیشتر سے لون

وہ جب نہ بھیجتے ہین کب مجکو ہان مگر سُن ادھر اودھر سے لون

بات کچھ دلبری کی کر جو تو
چاہتا ہے کہ دل ظفر سے لون

کیا ہوا گر ترے رخسار کو ہم چومتے ہین
جو مسلمان ہین وہ قرآن کو صنم چومتے ہین

جوش وحشت مین جو مین اپنے بڑھاتا ہون قدم
خار صحرای جنون میرے قدم چومتے ہین

لیکے یک شب تری زلفون کی بلائین ہر روز
ہاتھہ ہم اپنے ترے سر کی قسم چومتے ہین

حرف مطلب کا نہ مٹ جای خطر ہے قاصد
خط کو ہم یار کے بادیدۂ نم چومتے ہین

کچھہ تو آتا ہے مزا یہ جو مرے زخم جگر
کھولکر منھہ لب شمشیر الم چومتے ہین

کاٹین ہونٹھہ اپنے نکیون ہم کہ لب ساغر مے
منھہ کو مینوش ترے ہای ستم چومتے ہین

جاکے کیا کعبہ مین چومین حجر الاسود کو
اے ظفر سنگ در یار کو ہم چومتے ہین

ہووین جب ہمخواب ہم وہ بات اگر سیدھی کرین
بستر راحت پہ یون کیونکر کمر سیدھی کرین

آنکھہ رہتی ہی ہمیشہ اونکی ٹیڑھی ہمنشین
دیکھیے کس روز وہ ہمسے نظر سیدھی کرین

اوسکی مژگان ہو نہ سیدھی لاکھہ دل اپنا جکے
یہ نہین وہ چوب جسکو سینک کر سیدھی کرین

آئین ہو نیکو نشانہ سب اودھر تخیر عشق
اک ذرا بندوق اپنی وہ جدھر سیدھی کرین

دے خدا گر بال و پر تو مثل مرغ تیز بال
یان سے ہم پرواز بام یار پر سیدھی کرین

ظفر

خط و پیغام کی واں بات تو کچھ ہے ہی نہین
قاصد امید ملاقات تو کچھ ہے ہی نہین

ہم خوش اوقات و بد اوقات بتائین کسکو
اپنی اے دوستو اوقات تو کچھ ہے ہی نہین

زلف رخ پر سے جو سرکی تو وہ شب کہنے لگے
دن نکل آیا ہی پر رات تو کچھ ہے ہی نہین

کچھ نہ کچھ غیر پہ کرتے ہو ہمیشہ الطاف
آپکی ہمپہ عنایات تو کچھ ہے ہی نہین

وہ تو دو چار مہینے رہی اور یہ برسون
آگے اس گریہ کی برسات تو کچھ ہے ہی نہین

ہوتا ہے آپکے انداز سے مطلب معلوم
ورنہ بندہ مین کرامات تو کچھ ہے ہی نہین

جو کہ منظور ادسے ہے وہی ہووے گا ظفر
کیا کرون مین کہ مری ہاتھہ تو کچھ ہے ہی نہین

سبھی ہو سکتا ملک و مال زیر ہی اپنے قابو مین
نہین اک زندگی اپنی مگر ہے اپنے قابو مین

مطلع ثانی

مری نزدیک سب کچھہ ای ظفر ہی اپنے قابو مین
دل دیوانہ یہ اپنا اگر ہے اپنے قابو مین

مسخر اوس پری کو یون کیا تو کیا کیا ہمنے
کہ شام اور رونکی قابو مین سحر ہی اپنے قابو مین

بے جاتی ہین دونون آنسوون کے ساتھہ خون ہوکر
نہ دل قابو مین اپنے نے جگر ہی اپنے قابو مین

ہمین اے آہ بے تاثیر تجھہ پر آئے ہے رونا
کرین کیا ہم نہین مطلق اثر ہی اپنے قابو مین

پڑا الفت کے ہاتھون بیطرح سے کشمکش مین دل
اودھر ہے اپنے قابو مین ادھر ہی اپنے قابو مین

جو ہووے رہ نورد شوق کیا ہو اوس سے خود رائی
کہ بوے گل کہان وقت سفر ہی اپنے قابو مین

رفیق وادی محنت نہ مینے ایک بھی دیکھا
غلط کہتے ہین سب ہمدم جہان تو ہے وہان ہم ہین

ظفر اپنے تصور کی بدولت سچ ہی کہتے ہین
نہین جھوٹ اوس سے کہتے ہم جہان تو ہے وہان ہم ہین

تھے کل جو گھر مین اپنے مہمان وہ کہان ہین
جو کھو گئے ہین یارب اوسان وہ کہان ہین

جو خورد و خواب سے ہین مصروف رات دن مین
حیوان اونکو کہیے انسان وہ کہان ہین

کچھ لوگ اونکے در پر اب تو کڑے کڑے ہین
تھے نرم دل جو پہلے دربان وہ کہان ہین

کوئی رقیب اپنا اب دیکھتے نہین ہم
بہکاتے تھے جو اونکو شیطان وہ کہان ہین

تھے شہر اور بیابان آباد جنکے دم سے
انسان وہ کہان ہین حیوان وہ کہان ہین

آنکھون مین روتے روتے نم بھی نہین ہے اب تو
تھے موجزن جو پہلے طوفان وہ کہان ہین

کچھ اور ڈھب کے ہم تو اب لوگ دیکھتے ہین
پہلے جو اے ظفر تھے انسان وہ کہان ہین

گر نہ پہلے رنگ ڈھنگ اوس غنچہ لب کا دیکھ لین
کیونکہ دل مین جب تلک اپنے نہ ڈھب کا دیکھ لین

دونون حاضر ہین دل و دیدہ تمہارے واسطے
جون سا چاہین مکان آپ اپنے ڈھب کا دیکھ لین

بھول جائین یاد حوران بہشتی شیخ جی
اک نظر جلوہ جو یان بیت العنب کا دیکھ لین

ہاتھ پاؤن کو لگائے تو سہی اونکے رقیب
حوصلہ ہم بھی ذرا اوس بے ادب کا دیکھ لین

جو نہ راحت عشق مین ہرگز نہ تا عاشق عذاب
خوب درد و حسرت و رنج و تعب کا دیکھ لین

لگی ہوئی ہی جو اوس شمع رو سے لو اپنی
تو لوگ صورت پروانہ کیا ہی جلتے ہین

مظفر تصور مژگان یار ہے جنکو
وہ دیکھا تنکے ہی دیوانہ بن کے چلتے ہین

ہم عجب جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین

نالۂ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچتا ہی بگوش دلربا کوئی نہین

اور یہی یون تو حسین ہین لاکھون ہی پر
پر مری نظرون مین تجھسا دلربا کوئی نہین

اے نگاہ یار تو وہ آفت جان ہی غضب
پھیر سکتا تجکو اے تیر قضا کوئی نہین

رہنے والون کا عدم کے حال کس سی پوچھیے
اس طرف کو آج تک ان سی پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

ہم کسی کو کیون کہین منھ سی برا اپنے مظفر
ہم ہی سب سے ہین برے ہمسے برا کوئی نہین

کب ہین کہین ہم بیٹھتے اوٹھتے اور کب چلتے پھرتے ہین
اپنے دل بیتاب کے ہاتھون ہاتھ ہی ملتے پھرتے ہین

دیکھو کہین پھنس جاؤگے تم تو چھوڑنا مشکل ہوگا
حضرت دل کیون سادہ رخون پر آپ پھسلتے پھرتے ہین

ہمسے جو ہی سرگرم محبت اندرون کچھ وہ سمجھتا
دیکھ کے دشمن کیا کیا اپنی جی مین جلتے پھرتے ہین

[illegible]

کیونکر انکو یار سمجھیے یار نہین عیار ہین یہ
کرتے باتون ہی باتون مین یہ تو اک عیاری منھ سے ہین
کہتے کچھ ہین کرتے کچھ ہین ڈرتے رہیے انسے ظفر
دشمن جان ہین دل سے کرتے ظاہرداری منھ سے ہین

گذری جو ہم پر کیا کہوین
پوچھ نہ دلبر کیا کہوین

ہم تو ازل سے غم کش ہین
تجھکو مقدر کیا کہوین

رحم جو تجھ مین ہو تو کہین
تو ہے ستمگر کیا کہوین

تیری کدورت سنگدلی
خاک اور پتھر کیا کہوین

دیکھتے اپنے ہاتھ مین وہ
آئینہ لیکر کیا کہوین

زلف و رخ ہے شام و سحر
یہ نہ کہین گر کیا کہوین

رخ کو ترے خورشید کہین
ماہ انور کیا کہوین

حسن تیرا سبحان اللہ
اور اے دلبر کیا کہوین

جھوٹی وہ تو بناتے ہین
باتین ظفر پر کیا کہوین

تمھارے وصل کی جو آرزو مین مرتے ہین
اسی طلب مین اسی جستجو مین مرتے ہین

ہماری خاک سے روئیدہ کیون نہ گل ہون کہ ہم
ترے تصور روے نکو مین مرتے ہین

[illegible]

ویگر

[illegible]

ویگر

[illegible]

گہر کیا لعل کیا خورشید و مہ کیا خار کیا گل کیا
سبھی ممنون احسان عکس روی دلربا کے ہین

پڑا وہ سایۂ دیوار سر پر ہے دلا جنکے
نہین ہوتے وہ منت کش کبھی ظل ہما کے ہین

پہونچنا منزل مقصود تک مشکل نہین ہمکو
کہ پیرو اپنے ہادی کے اور اپنے رہنما کے ہین

جسے شق القمر کہتے ہین اون مین ایک ہی ادنیٰ
کہ جو اعجاز اوس محبوب رب خیر الورا کے ہین

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا ہے کیا کہنا
ظفر ہم خاک پا ان چار یار مصطفےٰ کے ہین

دانا ہون یا کہ نادان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
کہتا ہون آپ مین ہان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

ٹھہراؤ آدمی یا مجکو بناؤ حیوان
کچھ ہی کہو مری جان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

بد ہون کہ نیک ہون مین سب اپنے واسطے ہون
کیا تمکو کام یاران جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

تو بہائے اشک خونین اور پانی وہ برسائے فقط
رونے مین کب ابر و چشم پرنم ایک ہی طور کے ہین

ایک تماشے عالم کے اسمین بھی دکھائی دیتے ہین
دل میرا اور جام یہ تیرا اور جسم ایک ہی طور کے ہین

نعل کفش یار یہ شبکو ماہ نو سے کہتا تھا
فرق نہین کچھ ہم تم دونون پرخم ایک ہی طور کے ہین

رند اگر ہین مست مے تو زاہد مست نخوت ہین
دونون کے رنگ ایک سے ہین اور عالم ایک ہی طور کے ہین

باتین کرو اغیار سے تم اور بھاگو ہمسے کیا باعث
ہمسے کیون ہے پردہ ہم وہ محرم ایک ہی طور کے ہین

خانۂ دنیا خانۂ گردون خانۂ شادی تھی کس دن
ظفر سدا سے یہ تو سرائے ماتم ایک ہی طور کے ہین

دنیا ہے جبکہ رنج و الم ہی اوٹھائے جان
پھر اسمین کسلیے کوئی اپنی کھپائے جان

ہوتی اگر نہ عشق کی آتش خمیر مین
رکھتا نہ اپنا قالب خاکی ہوا سے جان

پہلو سے بیٹھے بیٹھے وہ جانان جو اوٹھگیا
ٹھنڈی سی بھر کے سانس کہا دل نے ہائے جان

پیکان تیر یار سے ہے اپنی زندگی
اے چارہ گر جو دل سے یہ جائے تو جائے جان

غیر سے ملکر تو نے جو ٹھہرائی ہے معلوم ہے سب
پر جو تیرے جی مین ہے وہ اپنی زبان پر لائے کون

یار نہین غمخوار نہین ہمدرد ظفر اب کوئی نہین
کنج غم مین آپ ہی کہیے دل کو مرے بہلائے کون

اپنے دو راشک سے ڈوبے کوہ نہ یکسر پانی مین
غوطے کھاتا خجالت سے ہے بلکہ سمندر پانی مین

مستون نے گرداب جو دیکھا دریا مین تو یہ سوجھی
روح کسی میخوار کی ہے یہ کھاتی چکر پانی مین

سیر دریا کسکو خوش آئے تو جو ساقی پاس نہو
موج دریا کھینچتی ہے سو مجھپر خنجر پانی مین

اشک کے قطرے دیکھ کے اپنی چشم ترمین یہ سوجھا
واہ بنے کیا موتی ہین یہ سیپ کے اندر پانی مین

سنگ بلا و محنت سے کب سینہ صاف مکدر ہون
پانی کا کیا بگڑے ہے گر پھینکے پتھر پانی مین

اپنے دو راشک سے ہوتا ایسا خجالت کش نہ اگر
کاہیکو اس طرح سے چھپکر بیٹھتا گوہر پانی مین

سچ جو پوچھو ہین وہی روز ازل سے سبز بخت
سبزہ رنگون کی محبت مین جو سم کھا جاتے ہین

پوچھتے ہو حال کیا اے ہمنشینو گھن کی طرح
ہڈیون کو روز کے یہ رنج و غم کھا جاتے ہین

آئے اون جھوٹون کے منھ سے کیون نہ بدبوای ظفر
جو بشر ہر بات مین جھوٹی قسم کھا جاتے ہین

دشمن بغل کا مری پہلو مین دل نہین
سوز فراق سے بھلا کیا جل بجھا کہین

تسخیر دل کیواسطے زر چاہیے تجھے
اے چشم یار طاق ہے جادو مین تو بھلا

سودا ہے اک نگاہ پہ دل کا چکا ہوا
گر آنکھہ مین ہے اوسکی عجب کیا گوہانجنی

ہون تنگ دل کی ہاتھہ سے قابو مین دل نہین
سرگرم اضطراب جو پہلو مین دل نہین

کچھہ حکم زور پنجہ و بازو مین دل نہین
کسکا گھرا ہوا ترے جادو مین دل نہین

اے شوخ بکتا تل کی ترازو مین دل نہین
تبلاؤ ہوتا کیا برآہو مین دل نہین

پھرتے ہین مدتون سے ظفر ہمتو ڈھونڈھتے
پاتا ہے کوئی قاتل بدخو مین دل نہین

آنسو کوئی بلا قمرۂ تر تلے کے ہین
ہوتے ہین کوئی ابروے جانان سے منحرف

کیا ہی شریر لڑکے یہ اوپر تلے کے ہین
سر رکھنے والے ہم اسی خنجر تلے کے ہین

شوق دیدار دیکھنا اونکا
جھاڑ کر پنجۂ مژہ کیا وہ

چشم بد دور حسن یار پہ ہین
جب مقابل ہوئین اون آنکھون کے

سیدھی آنکھون سے کیون نہین ملتین
جب چمن مین وہ آنکھ یاد آئی

شوق دیدار دیکھ عنوان پہ
رکھتے تھے سرمہ سا جواب تہ خاک

دیکھے دنیا کے جو ظفر بد و نیک
سو قدم پیچھے ہٹ گئین آنکھین

دل سے آگے جھپٹ گئین آنکھین
دل کے پیچھے لپٹ گئین آنکھین

ایک عالم کی ڈٹ گئین آنکھین
دل مین آہو سے کٹ گئین آنکھین

کس گنہ پر پلٹ گئین آنکھین
گل نرگس پہ چٹ گئین آنکھین

مہر کی جا چمٹ گئین آنکھین
خاک مین اونکی اٹ گئین آنکھین

بسر باتو نمین غیرون سے تو ساری رات کرتی ہین
نہین اس نیم جان سے وہ اک آدھی بات کرتی ہین

نہ فرصت بات کی بھی اونسے پاتی ہین رقیبون مین
عبث ہم جا کے واون اپنی خراب اوقات کرتی ہین

ملی ہین خاک مین جو نقش پا ہم راہ مین جنکے
قدم رنجہ نہین گاہے اودھر ہیہات کرتی ہین

کیا پیدا ہنر رہنے وہ شطرنج محبت مین
جو آئین لاکھ مجنون سے ابھی ہم بات کرتی ہین

جہان تو جاے ہے پیاری برنگ سایہ واون ہم بھی
اگرچہ ناتوان ہین لیک شیراسات کرتی ہین

پس مردن بھی دیتا کون ہے وہ لوگ اچھے ہین
جو اپنے ہاتھ سے کچھ جیتے جی خیرات کرتی ہین

فزون کحل جواہر سے بھی وہ حق مین ہماری ہو
جو اوڑاوڑ کر پڑی کوچہ کی تیری خاک آنکھون مین

نظاری مہ جبین تیری بصر افزا تو ہین لیکن
کھٹکتے ہین عدو جیسے خس و خاشاک آنکھون مین

خدا کے واسطے صورت دکھا جا کر دکھانی ہی
کہ میرا آگیا دم اے بت بیباک آنکھون مین

جو ہر شب راہ تکتے ہین تری ای ماہ طلعت ہم
تو کٹتی رات ہی جون انجم افلاک آنکھون مین

کھنچی مستون کے ہاتھون مین کوئی شمشیر عاشق کش
کہان تحریر سہ مہ سی تری سفاک آنکھون مین

تماشے دیکھتے ہین گر ظفر کونین کے تجکو
لگا خاک کف پای شہ لولاک آنکھون مین

کچھ ایسا ہو کہ کہین تجکو جان دیکھہ تو پائین
ندیدے ہو گئے دیدار اک آن دیکھہ تو پائین

ہمیشہ گلشن فردوس ہم جو سلتے ہین
جو حور وش ترا دیکھن مکان دیکھہ تو پائین

پہونچتے خاک ہین آنکھون مین سبکی ڈالکی ہم
تری گلی مین بھلا پاسبان دیکھہ تو پائین

تمھاری ہوینگی زاہد بھی اے بتو بندے
ذرا وہ کوئی ادا کوئی آن دیکھہ تو پائین

رکھینگے ہم بھی فلک سی خوشی کی پھر امید
کسی کو شاد نہ ای آسمان دیکھہ تو پائین

نکل رہینگے تری زلف پرشکن کے بل
مگر ہم اب کی لگے تیری کان دیکھہ تو پائین

جو کھوئین آپکو ہم جستجوے جانان مین
ظفر کہین نہ کہین کچھہ نشان دیکھہ تو پائین

جو ہم بہار مین مست شراب ہونگے تو ہون
کسی کو کیا ہی ہم آپہی خراب ہونگے تو ہون

قطعہ

دکھلا حسن کو کھل گئین آنکھین
ایسا آیا مجھے نظر ہستا کون
[illegible] سوا انہین معلوم
شام ہستا کون اور سحر ہستا کون
ایسا وہ پر [illegible] خواہش دنیا
زلف و رخ [illegible] مین وہ بشر ہستا کون

رخصت فہمید شعر ہستا کون
بعد اوستاد ذوق تم سا سوا
کہتا اسی قافیہ مین اور غزل
تجھسے بہتر ایسا سے قطعہ ہستا کون
دیگر

نہین رکھتا ہون پر خبر ہون کون
اور پوچھ ہون کہ ہون بشر ہون کون
زلف تیری جو کان لگتی ہے
جاتی وہ نہین کہ ہون کون

پیوند بر دیوان ظفر

خاک مین ہمکو ملائینگے برنگ نقش پا
وہ جو آئے ہین ظفر سرمہ لگا کر آنکھ مین

بوسہ رخ دو ہمین
ورد دل اپنا صنم
چپ رہا جاتا نہین
وہ عبث ہین کوستے
تو ہمین دے گالیان
بھر رہا ہے دل مرا
چشم و دل دونون بڑے
یہ ترے جور و ستم

دل ہم اپنا دین تمھین
کیون نہ ہم تجھسے کہین
کب تلک چپکے رہین
آئے بن کیونکر مرین
ہم دعائین تجھکو دین
کیون نہ پھر آنسو بہین
ہم بھلا کس کو کہین
یار ہم کب تک سہین

اس غزل پر سب ظفر
آفرین تجھکو کہین

مری لیجاتا وہان خبر ہے کون
جو مقابل تری نگاہ کے ہو
بار غم جیسے دل یہ ہنے لیا
سوز الفت نہین بہم تو آگ

مجھے بتلا دو وہ بشر ہے کون
ایسا رکھتا دل و جگر ہے کون
بوجھ یون لیتا جان پر ہے کون
پھر لگاتا ادھر ادھر ہے کون

[illegible]

دیگر

مطلع ثانی

یون تو بندھوائے حنا نے بت بے پیر کو پانون
چومنے دیتی نہ پر عاشق دلگیر کو پانون

چلتی میدان مین ہے یونہین دم قتل عشاق
نہین درکار ہین قاتل تری شمشیر کو پانون

بے ادب زلف ہی کیا روے مخطط پہ ترے
کہ لگاتی ہی یہ قرآن کو تفسیر کو پانون

اے جنون رکھتا ہی آغوش ہی مین اپنی سدا
بسکہ بھاتے ہین مری حلقۂ زنجیر کو پانون

ذبح کرتا نہین وہ صید فگن کیا ہی ستم
ڈال دیتا ہی یونہین باندھ کی نخچیر کو پانون

دشت گردی مین جنون عمر ہوئی اپنی بسر
نہ تھکے دیکھ تو اوس گردش تقدیر کو پانون

اے ظفر یون جو پھراتا ہے مجھے جون خورشید
توڑنے ہین مرے شاید فلک پیر کو پانون

کل دیکھا جو گھر کے ترے دیوار مین روزن
لاکھون ہی پڑے سینۂ افگار مین روزن

تیر نگہ ناز سے ہین تیرے ہزارون
چھلنی کیطرح میرے دل زار مین روزن

شب دیکھ کے کہتے تھے ستارونکو بہم مست
کتنے ہین دل چرخ ستمگار مین روزن

پہونچے جو مرے نالۂ شبگیر کا اک تیر
ہون سیکڑون اس گنبد دوار مین روزن

سوراخ کرے دل مین نکیون اشک کہ ہووے
اس ہیرے سے اس گوہر شہوار مین روزن

روزن کی طرح اپنی کھلی رہگئین آنکھین
آئے جو نظر آج در یار مین روزن

مستونکے ہو سوراخ ظفر دل مین جو دیکھین
گر کوئی خم خانۂ خمار مین روزن

ہستی کے میکدے مین ظفر کب ہوا سرور
روز ازل سے مست شراب الست ہون

پان کھاکر نہ رقیبون سے کیا کرو باتین
رنگ لائین نہ تری کرنی چپا کرو باتین

دیکھو تقدیر جو اکبار ادھر آتی ہے
جاتے ہین لاکھون ہی وہ ہمکو سنا کرو باتین

ہمدمو اونکو مری شکل سے نفرت ہی سہی
سن تو جائین مری وہ دو کہو آکرو باتین

کیا تماشا ہے نہین کرتے نگہ بھی وہ ادھر
کرتے ہین غیر سے کیا آنکھ ملا کرو باتین

بزم جانان مین دلا منہ سے کس و ناکس کے
تجھے منظور جو سننی ہین منا کرو باتین

تجھے اے شوخ غضب یاد ہے ڈھب ملنے کا
سب سے ملجاے ہے دو چار ملا کرو باتین

دل سے ہم سے دل ای یار جدائی ہے تری
کرتے ہین دو دو پہر اشک بہا کرو باتین

مجھے ڈر ہے کہ نہ مفسد کہین بھڑکائین انھین
جھوٹی سچی مری جانب سے لگا کرو باتین

آپ سے آپ ہی وہ ہمسے بگڑ جاتے ہین
کچھ نہ کچھ ہمپہ ظفر روز بنا کرو باتین

رحم کچھ آئی جو اوس رشک پری کو جی مین
کیونکہ جی ڈالیے پر اپنا کسی کو جی مین

نہ ملا قطرۂ مے دور مین تیرے ساقی
خون دل بیٹھ رہے اپنا ہی پیکو جی مین

چشم میگون وہ ہمین یاد جو آئی تو مری
آگئے صاف شراب عنبی کے جی مین

کوئی سمجھاے اوسے میری طرف سے غمخوار
اتنی آتی نہین افسوس کسی کے جی مین

ایلدن ہوگا کہ ہے ہے وہ پھوٹین پچکیان
ست ہین لاوے نے جواب وہ پھوٹین پچکیان

مطلع ثانی

پھوٹکر دے نے ہم تھین جیا پھوٹین پچکیان
دل ہی ٹوٹا ہاے اپنا اب وہ پھوٹین پچکیان

عمد پیری تک حفاظت ہے کی ای چرخ پیر
قہر سے زنہار اوسکے تئین وہ پھوٹین پچکیان

دیکھتا تا اوسکے دشمن ہے پیر پھوٹین پچکیان
منھ مین چرخ پیر کے کس طرح چھوٹین پچکیان

ظفر

دیگر

عرق جو روے گلگون بت پرفن سے مین پونچھون
تو گویا اوسکے رخسار گل گلشن سے مین پونچھون

سرشک خون کسی صورت نہین تھمتے نہین تھمتے
کہان تک دیدۂ خونبار کو دامن سے مین پونچھون

اسی سے ہے مری زیبایش تن خاکساری مین
غبار کوے جانان کیونکہ اپنے تن سے مین پونچھون

جو خون آلودہ ہے شمشیر قاتل کی تو ہونے دو
مجھے کیا کام جو سرخی لب دشمن سے مین پونچھون

ابھی ہر تار دامن کا بر نگ موج دریا ہو
جو چشم اشکبار اپنی ذرا دامن سے مین پونچھون

جو پوچھون خاک تن سے اے جنون کس چیز سی پونچھون
جو پیراہن ہو میرے پاس پیراہن سے مین پونچھون

مسی آلودہ لب سے گر پسینا ای خطر پونچھون
تو شبنم باغ مین برگ گل سوسن سے مین پونچھون

اے بتو تم جیسے اہل بغض دکین ہوتے ہین | اور ایسے دشمن ایمان و دین ہوتے نہین

کوچۂ جانان مین ہم گریہ کناں بیٹھے تو ہین
اشک وہ پوچھی نہ پوچھے مہربان بیٹھے تو ہین

دیکھیے ہوتا ہی کب تک مہربان وہ ماہ شور
ہم اسی امید مین ای آسمان بیٹھے تو ہین

کیا غرض ہمکو جو ہون منت کش تیغ اجل
قتل ہونیکو ترے ہاتھون سی ہان بیٹھے تو ہین

مرمٹین گے تو بھی کوچے سی نہ اوٹھین گے کبھی
جمکے مثل نقش پا جان جہان بیٹھے تو ہین

دیکھیے کرتا ہی کب تک وہ کمان ابرو ہدف
کرکے ہم اپنی دلا خاطر نشان بیٹھے تو ہین

ٹھوکرین کس کسکی کھائین دیکھیے جون سنگ راہ
کوچۂ دلدار مین ہم ناتوان بیٹھے تو ہین

پوچھتے ہو تم ظفر کو یان وہ آئے یا نہین
آپ اوٹھین کہتی ہین کیا ای مہربان بیٹھے تو ہین

ہم آہ درد جدائی کہین تو کس سی کہین
نصیب تیرے برائی کہین تو کس سی کہین

غبار دل مین ہے اسکے ہماری جانب سے
عزیز دہر صفائی کہین تو کس سی کہین

سمجھتے ہم ہین اسے نارسائی تقدیر
جو وان نہین ہے رسائی کہین تو کس سی کہین

ہمارے دل مین ہی اے سوزش غم پنہان
جو تو نے آگ لگائی کہین تو کس سی کہین

حقیقت شب ہجران و روز فرقت ہم
بتاتے ہین وہ رکھائی کہین تو کس سے کہین

ہمارا قصۂ غم غم سنے تو کون سنے
یہ رنج و درد جدائی کہین تو کس سے کہین

جو دوستی مین ہتونکی ہے اپنا حال ظفر
عدو ہے ساری خدائی کہین تو کس سے کہین

دیگر

دریاے اشک تا بفلک پہونچا رات کو
کیون پولین چھوٹ پانی لگا مینہ کا ہاتھ کو

رکھتی گرہ مین دام ہے وہ زلف خم بخم
چاہے ابھی خرید لے سب کائنات کو

کیا کیا کٹے نہ رشک سے شمشاد باغ مین
وہ سرو قد دکھاؤ اگر اپنی گات کو

پروانے کو جلا کے کیا خاک بزم مین
لگجاے آگ شمع ترے التفات کو

کوچہ مین عشق کے ہین برابر شہ و گدا
کب پوچھتا ہے وان کوئی ذات و صفات کو

ہوتا نگین کی طرح سے ہے نامور وہی
کر لیتا دل پہ نقش جو ہے نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہین کہ رہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

ساتھ لو ہمکو تم جھڑے نہ پھرو
ڈر ہین اس پھرنے مین پڑے نہ پھرو

میکشو خوش کہان جو تم جب تک
ساتھ مے کے لیے گھڑے نہ پھرو

پھرتے آوارہ کیون ہو حضرت دل
اوس گلی مین رہو پڑے نہ پھرو

جسپہ اڑ جاؤ تم یقین ہے کہ پھر
رہو اوس بات پر اڑے نہ پھرو

اس زمانے کے چکنے چپڑون مین
تم بھی چکنے بنے گھڑے نہ پھرو

کون کہتا ہے تمسے پھر آؤ
بات سن لو کھڑے کھڑے نہ پھرو

کرتی مضطر ہے دل صدا انکی
پہنکر پاؤن مین کڑے نہ پھرو

زمین پہ رکھتے تھے جو کہ اپنے زور مین پانو
وہ اب ضعیف ہین لٹکائے بیٹھے گور مین پانو

چھٹا نہ طائر دل تار زلف سے ہرگز
پھنسا یہ پھند مین ایسا اولجھ کے ڈور مین پانو

خلیدہ ہونگے کف پا مین خار مژگان کے
نہ ڈال دیکھ سر راہ چشم مور مین پانو

مجال کیا کہ جو پھیلائے رشتہ سوزن کے
تمھارے زخمیون کو زخم دل کی چور مین پانو

ہوس کو دخل ہے کیا دل مین کور باطن کے
رکھے ہے چور یہ بے ڈر مکان کور مین پانو

کرے رخ نمکین ہے کے عرق سے اوسکے خدیر
نظر سے کہتا ہون ڈالے نہ آب شور مین پانو

ظفر لیکن
جلال خور کے گھر جائیے
نہ رکھیے کوے حریص حرام خور مین پانو

مطلع ثانی

نہ اتنا دوڑ چلو عاقلو ٹھہر کے چلو
چڑھو نہ باد کے گھوڑے پہ تم اوتر کے چلو

دکھاتے ناز تم اپنے ٹھہر ٹھہر کے چلو
مگر نہ دوش پہ غیرون کے ہاتھ دھر کے چلو

الٰہی خیر ہو درپے ہے پھر دل بیتاب
کہ اوٹھو کوچہ مین اوس شوخ غنچہ گر کے چلو

جو دل مین ہو نہ کثر بیونت اور کچھ منظور
تو دیکھکر ہمین رستہ نہ تم کتر کے چلو

سنبھالو اے رفقا مجکو ناتوان ہونمین
اوٹھاؤ جلد نہ اتنے قدم ٹھہر کے چلو

نکالا خط کے ہے لکھنے کا تنے وہ عنوان
کہ اوسکے پڑھنے کو تم ساتھ نامہ بر کے چلو

فرو ہوئی نہین آتش ہماری دل کی ابھی
ہماری خاک پہ دیکھو نہ پانون دھر کے چلو

دیگر

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تاب کو
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہین کبھی عطر گلاب کو

سودا مجھے نہین تری زلفون نے ای پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسۂ لب میگون ترا جنھین
منھ بھی نہین لگاتے وہ جام شراب کو

ہمنے دیا وہ معرکۂ عشق مین جواب
سب لاجواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہین بادہ نوش نشے مین شفق نہین
شیشے مین آسمان کے بھرا ہے شہاب کو

دود جگر جو میرا گھٹا زیر آسمان
دیکھا نظر سے سب نے گھٹا کر سحاب کو

جب یاد آگیا نمکین حسن یار کا
مرچین سی لگ گئین مرے دل کے کباب کو

کرتے ہین یاد ساغر صہبا کو بادہ کش
دریا مین دیکھتے ہین ظفر جب حباب کو

راضی وہ شوخ عربدہ جو دیکھین کس سے ہو
اوس پر غضب کا غصہ فرو دیکھین کس سے ہو

پیتے ہین یار بزم مین بھر بھر کے جام مے
خالی مگر سبو پہ سبو دیکھین کس سی ہو

کعبہ مین گر نماز کسی نے پڑھی تو کیا
سجدہ ادا ترے سر کو دیکھین کس سی ہو

شمشیر و خنجر آپ کے دونون ہین آبدار
سیراب اپنا تشنہ گلو دیکھین کس سی ہو

ناصح نے میرا چاک گریبان تو سی دیا
لیکن یہ سینہ چاک رفو دیکھین کس سی ہو

نہ جا خاک ہو جب تک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی ہمارے فرو تو کیونکر ہو

ترے مریض کے سو سو علاج ہون لیکن
شفا نہ اوسکے نصیبو نمین ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہان دل کا میرے ای آنکھو
جو تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہین ترک عشق ہو لیکن
جو دل پہ بس نہو ای ناصحو تو کیونکر ہو

ملین نہ خاک مین جبتک تمہاری کشتہ نا
دمیدہ خاک سے ہو ناز بو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشان ہو نہ وہ جنگجو تو کیونکر ہو

کرم کہان کہ ستم بھی ہو کرتی ناز سے تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہی وہ تو کیونکر ہو

جھکا تے سر نہن آزاد راستی شیوہ
چمن مین سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت مین دل سے دل کو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہی مصحف رخ سی ہو گر اخلاص کیسو کو
وہ ہندو اور یہ قرآن کام کیا قرآن سی ہندو کو

کہان اوس چشم وحشی مین ہی یہ تحریر کاجل کی
سیہ ریشم کے ڈورے سے مگر باندھا ہے آہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہی ترے قاتل
سیہ پوش اوسکے ماتم مین کیا ہی چرخ مینو کو

بغیر از بیش و کم چاہو نظر مین تول کو جسکو
کہ کچھ پاسنگ کی حاجت نہین ہی اس ترازو کو

غریبون نہین پاتے ذرا ہم لو محبت کی
سفید ایسا زمانہ نے کیا یکبار لوہو کو

وہ آرام دل و جان ہو نہ جبتک اپنے پہلو مین
کہو آرام ہو کیونکر ہمارے درد پہلو کو

پردے مین رہتے ہین اونسے کیا کہتے ہو پردے ہو
چاہیے کہنا پردہ دار و بے پردونکو پردے ہو
سکو مہمان گھر مین رکھوگے اپنے ایسے تکلف سے
آج نئے دالان مین یہ بندھواتے تم پردے ہو
لیکر ساتھہ رقیبون کے تم بزم مین جام صہبا کو
شرم وحیا کہ کیون یہ اوٹھاتے آنکھون سے دیکھو پردی ہو
ہنسے ہے یہ پردہ تمکو آتے ہین جب گھر مین ہم
ڈالتے اک اک پردے پر تم ہر جادو دو پردے ہو
دیکھتے ہین ہم چلمن مین سے آپ صریحاً جھانکتے ہین
چھپکر سب سے بیٹھے ہوے ظاہر مین گویا پردے ہو
دیکھتے ہین جو تمکو ہمیشہ اپنی چشم تصور سے
چاہو تم بے پردہ ہو اونسے پیارے چاہو پردے ہو

مثل شمع فانوسی کب جلوہ تمہارا چھپتا ہے
بیٹھے ظفر سے چھپکر کیون ای پردہ نشین پردی ہو

محفل شادی ظفر آج بھی ہو کل بھی ہو
رات کو ہو رت جگا دنکو ہو صبح بھی شہا
گھر ترا شادی کا گھر آج بھی ہو کل بھی ہو
دھوم یہ شام و سحر آج بھی ہو کل بھی ہو

زاہدو بیٹھکے رندونمین نہ باندھو پگڑی
اور جو کھانا ہو کوئی دھول کہ چھکڑ باندھو

ہم جو اک بات کہین بزم مین تمسے بلحاظ
جھاڑ تم گالیون کی بول کے پھکڑ باندھو

دست و پا تار سے زاہد کی ہین ایسے رندو
تم ہو شاعر تو مقرر اوسے مکڑ باندھو

بھول جاؤ تو بلا سے مجھے پر یہ ڈر ہے
مجھ پہ بہتان نہ کوئی بنکے بھلکڑ باندھو

اے ظفر دل کے دھوئین مین ہے نہایت تلخی
تم خمیرہ اوسے ٹھہراؤ کہ ککڑ باندھو

کون کہتا ہی کہ تو کلفت دل مضطر سی دھو
لیکن ای گریہ کدورت خاطر دلبر سے دھو

زخم دھونی ہین مری منظور گر ای چارہ گر
تو اوسی قاتل کی تو آب دم خنجر سے دھو

دھو سکے تقدیر کے لکھی کو کوئی کس طرح
یہ نہین وہ حرف دین جو لکھکے تختی پر سی دھو

تو نے ای غافل اگر دھویا بدن سارا تو کیا
دھو سکے تو میل دنیا دل کی تو اندر سی دھو

جوش گریہ دھوئی کیا داغ دل خون گشتہ کو
دے ہی باران کب سیاہی لالۂ احمر سی دھو

محتسب میخانہ مین آیا لیے سنگ ستم
ساقیا بس ہاتھ اب تو شیشہ و ساغر سی دھو

روسیاہی کو جو دھوئے نامہ اعمال کی
اے ظفر اپنے وفور اشک چشم تر سے دھو

زیادہ جو مہ حسن و جمال مین تم ہو
پری کو لاتے بھلا کب خیال مین تم ہو

بنا کے سرمہ کا تل زیر ابرو پر خم
دکھاتے ہمکو ستارہ ہلال مین تم ہو

دیگر

پارۂ دل یا کوئی لخت جگر پہونچا تو دو
کچھ نشانی میری واں اشکو مگر پہونچا تو دو

سنکے آئے یا نہ آئے ہمدمو وہ بیخبر
پر اوسے یکبار تم میری خبر پہونچا تو دو

کہنا جھوکو نسے ہوا کے ہی تن لاغر مرا
گر اوٹھایا ہے مجھے تو اوسکے گھر پہونچا تو دو

خوب سر گردان پھرایا حضرت عشق آپنے
لیک مجکو منزل مقصود پر پہونچا تو دو

وصل کی شب تم کرو جس سی کنارا ہی یقین
گور کے اوسکو کنارے تا سحر پہونچا تو دو

قدر و قیمت کچھ تو ہو معلوم در اشک کی
جوہری بازار تک تم یہ گہر پہونچا تو دو

جو کہ ہیرا ہو سو ہو پر دامن دلدار تک
ہاتھ اپنا ایک دن تم اے ظفر پہونچا تو دو

دیگر

اوس پر جفا کی طرز بیداد کچھ نہ پوچھو
جو وہ ستم گر ہی ایجاد کچھ نہ پوچھو

پوچھو نہ پوچھو دل کا یون حال تم بلا سے
پر قہر ہے جو سنکر فریاد کچھ نہ پوچھو

مانند نکہت گل عمر اپنی اس چمن مین
کی جس طرح سے ہمنے برباد کچھ نہ پوچھو

جو کچھ ہے حال میرا صورت ہی سے عیان ہے
کیا پوچھتے ہو میری روداد کچھ نہ پوچھو

دو چار خون گرفتہ روزاوہ سکو قتل کرتے
جیسا ہے اوسکا غمزہ جلاد کچھ نہ پوچھو

احوال دل ظفر کا کیا پوچھتے ہو پیارے
کیا جانے شاد ہے یا ناشاد کچھ نہ پوچھو

غم مجھے کھانیکو دو اور خون دل پینیکو دو
یہ خطا شامہ سے ہو برہم کرے وہ زلف کو
جو تمھارے جی مین آئے ناصحو فرماؤ تم
خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ ای نگر خو
حضرت دل ایکی گر جیتے چھٹو اوس زلف سے

اے طبیبو نے غذا کا نے دوا کا نام لو
اور خطا وارو نہین تم اس بے خطا کا نام لو
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو
پھر نہ جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم و نگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اوس دلربا کا نام لو

سمجھکر جو برا مجکو برا کہتے ہین کہنے دو
نہ لینگے نام جیتے جی ہم اونکی آشنائی کا
نچھوڑونگا خیال زلف مجکو حضرت ناصح
ہنسی آتی ہے گر تمکو ہنسو تم شوق سے لیکن
وہ کہتے ہین نہ باز آئینگے اس ظلم و جفا سے ہم
نہ دو کو میرے غمخوارو نکو میرا حال کہنے دو

اگر سچ ہی مین برا ہون وہ بھلا کہتے ہین کہنے دو
اگر چہ وہ ہمین نا آشنا کہتے ہین کہنے دو
بلا سے گر گرفتار بلا کہتے ہین کہنے دو
یہ ہم روسیکا اپنے ماجرا کہتے ہین کہنے دو
اگر عشاق ہمکو بیوفا کہتے ہین کہنے دو
لگا گر کان سن لو تم وہ کیا کہتے ہین کہنے دو

ظفر اب لے ہی لو بوسہ تم اونکے لعل میگون کا
اگر وہ ہمکو بے شرم و حیا کہتے ہین کہنے دو

خط بھی کبھی جو ہمکو لطف و کرم سے لکھو
خط شکستہ مین وہ ٹوٹے قلم سے لکھو

جیتے ہین جنس دل ہم عشق کی بازار مین
شوق سے لے جسکو ہو درکار اسمین کوئی ہو

ہو وہی جانبر جسے دے شربت دیدار تو
اک انار اور سیکڑون بیمار اسمین کوئی ہو

دون جگہ دل ہین اوسی جانون جسے دلدار ہو
نالہ ہو یا آہ آتشبار اسمین کوئی ہو

تیری چشم مست کو جو دیکھی ہو جای خراب
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو

ہو رفو کیونکر ہوا سار اگریبان تار تار
یہ تو بان جب ہو کہ ثابت تار اسمین کوئی ہو

یجیے اوسکو نہ دل جسمین نہو مہر و وفا
مہر ظلمت ہو کہ مہ رخسار اسمین کوئی ہو

جان و دل ایمان و دین صبر و خرد حاضر ہین سب
اسلیے شاید پسند یار اسمین کوئی ہو

اپنا ہم ملت وہی ہو جسکا مذہب عشق ہو
اے ظفر کافر ہو یا دیندار اسمین کوئی ہو

اتے ہو کیون حضرت دل یہ شکوہ دس مین جانے دو
جاتی رہین گر الفت کی وہ پہلی رسمین جانے دو

جایگا کیونکر تا بچین صیاد ولے بال و پر
جاے اگر پھر اولٹا پھر کر دام و قفس مین جانے دو

رتے ہو اس سوختہ جان کو دیکھو کیون سرگرم فغان
دیگا جلا یہ سارے جہان کو ایک نفس مین جانے دو

یچ مین اوس زلف کے دونون ملکر کرو اوقات بسر
کہتا ہون جان و دل کو نہ الجھو تم آپس مین جانے دو

برق مین کیا اور شعلہ مین کیا نور شید مین کیا
اور ماہ مین کیا
سب مین ہے اک جلوہ تمہارا جلوہ فرما
تم ہی تو ہو
پھر تو زندہ دلی کش سب صوفی صافی
مشرب مین
کرتے چشم مست سے اپنی مست صہبا
تم ہی تو ہو
پردے مین تو ہے تمکو گمان تھا شاید
کوئی اور تو ہو
اب تو اوٹھا کر پردہ مے خوب دیکھا
تم ہی تو ہو
راہنما مین تمکو اپنا جانتا ہون اسے
حضرت عشق
یم سے ہادی یم سے رہبر شد یم سے مولا
تم ہی تو ہو
کیون ہون نالان کیون ہون گریان گر نکو دم تمکو دیکھا
تم ہی تو ہو
اے ظفر خلق مین سوا تم ہی تو ہو
قتل

قتل کرے گر تجکو ظفر وہ کیا ہے قصور اوس قاتل کا
کرتے اوسکے سامنے جاکر عشق کا دعوے تم ہی تو ہو

چاندنی کس جاد یکھکے شبکو نور کے تڑکے آئے ہو
منھ جو بنا کر آئے ہو تم کس سے بگڑ کے آئے ہو

پوچھتا ہے دیوانون سے ترے دست مین جنون رو رو کر
کیون تم یان اے فانہ خرابو گھر سے اوجڑ کے آئے ہو

کیونکہ نہ روئین حضرتِ دل ہم تمکو لگا کر سینے سے
مدت مین تم پاس ہمارے وان سے بچھڑ کے آئے ہو

لیکے جواب خط کو ہمارے وان سے تم اے نامہ بر
آئے تو ہو لیکن کیا کیا یانون رگڑ کے آئے ہو

یہ تو ذرا اے دیدۂ گریان پونچھ تو اپنے اشکون سے
گرم جو ہو کر آئے ہو لڑ کو کس سے لڑ کے آئے ہو

ایک گھڑی کا وعدہ کر کر چار گھڑی کے عرصے مین
آئے ہو تو بات نئی اک دل سے گھڑ کے آئے ہو

بند کیا ہے اوسنے اپنے گھر کے آنے والون کو
کیا جانے کیا کس کس کے ظفر تم پانو پڑ کے آئے ہو

ہے کیا خزانۂ درم داغ کا حساب
جب چاہو ایک ایک درم ہمسے پوچھ لو

کہتے ہو جنکو حضرت دل لعل شکرین
ہین وہ تمہارے واسطے سم ہمسے پوچھ لو

لکھا نصیب کا ہی یہ لکھوائین آنسی غیر
جب کچھ کرو کسیکو رقم ہمسے پوچھ لو

پوچھو نہ یہ رقیب سی کھاتی ہین کیونکہ غم
واقف مزاسے اسکے ہین ہم ہمسے پوچھ لو

ہم جانتے ہین روتے ہو تم جس لیے ظفر
یہ ماجرائے دیدۂ نم ہمسے پوچھ لو

میرے اوسکے ملنے کی لوگون کو خبر ہو کیونکہ نہو
چرچا اوس کا روز سر ہر راہگذر ہو کیونکہ نہو

مین جو ہون سرگرم فغان تو وہ بھی آہین سرد بھرے
گرم و سرد محبت کا دونون کو اثر ہو کیونکہ نہو

عشق مین اوسکے چاک ہو میرا سینہ جو مانند کتان
غم سے میرے داغ ندان رشک قمر ہو کیونکہ نہو

جیب پر نم اشکون سے یان پاٹ بنے جو دریا کا
مثل چادر آب روان دامن تر ہو کیونکہ نہو

چلتے گذرے سارا دن جو مجکو یان خورشید صفت
شمع نمط وان سوزش دل سے رات بسر ہو کیونکہ نہو

دیگر

ناز ہوا یہ وہ ہے بلا سن سنکے جسے اے رشک پری
پہونچتا اک آسیب سے گوش جن و بشر کے پردے کو

تا یہ تجھے در پردہ دیکھین اور نہ دیکھے کوئی انھین
آنکھون پہ باندھا اس خاطر مژگان تر کے پردے کو

عشق ترا اے شوخ پری وش کرتا ہی کیا کیا پردہ دری
دست جنون سے میری قبا کے ٹکڑے کر کے پردے کو

واسطے ہے اس شمع کے بہتر شعلہ خو فانوس یہی
کیجیے برقع منہ کا اپنے چشم ظفر کے پردے کو

نہ جانے دونگا اوسے آج ہمنشین کچھ ہو
بلا سے مجھسے وہ خوش ہو کہ خشمگین کچھ ہو

وہ مین نہین کہ شکایت کرون کسی سے تری
کرون تو جبکہ مرے دل مین مہ جبین کچھ ہو

جو آئینگے سر میدان امتحان سر بازو
جھکائی دینگے وہ سر زیر تیغ کین کچھ ہو

کرین حوالی دل و جان و دین و ایمان تک
اوسے ہماری محبت کا گر یقین کچھ ہو

جو میرے قتل کا ہی قصد تمکو بسم اللہ
چڑھاؤ تیغ بکف ہو کے آستین کچھ ہو

فروغ حسن سے تیری ہو شمع کیا مہتاب
جو ہو تو چرخ پہ شاید مہ جبین کچھ ہو

کرے جلا کے بلا سے ہمین وہ خاکستر
ظفر کرینگے ہم اک آہ آتشین کچھ ہو

جلد چہارم دیوان ظفر

دیکھ

تعبیر از سوز دل لب پر مرے
آہ و فغان کیون ہو
کہ آتش سے دھوان ہی گر نہو
آتش دھوان کیون ہو
رقیب سنگدل کو لا بٹھاتے ہین
مرے سر پر
اور آپ ہی پوچھتے ہین مجھسے وہ تم
سر گران کیون ہو
ملائی خاک مین ہے عشق کو تو آبرو
میری
نہ یہ آنسو مرا غمساز دل کا راز دان
کیون ہو
جلا دین باغ سارا اک نوا سے
آتشین سے ہم
صبا دامن کش برق اپنا خار آشیان
کیون ہو

بخط
دیوان

قلق سے پھوڑنے کو سر ہزارون
اور پتھر ہین
لہو سے میرے آغشتہ وہ سنگ
آستان کیون ہو
اگر ڈر ہو نہ آتش کو ہمارے
آب گریہ کا
تو چھپکر سنگ کے دل مین وہ آنکھون سے
نہان کیون ہو
مرا دل تھا مین اپنے دل سے آپ ہی
کچھ سمجھ لیتا
تمھین کیا کام مطلب تم جو آئے
درمیان کیون ہو
اگر پیرو نہو اوسکے خرام
محشر آرا کا
تو پھر اتنا زمین پر فتنہ انگیز
آسمان کیون ہو
تمھین منظور میرا ذبح کرنا ہے تو
بسم اللہ
عبث خنجر کا اپنے لیتے نام امتحان
کیا

ریف تیغ ابروی پرخم کی اپنے تم
پرچا تم اپنی چشم سیہ مست کا مدام
صہ زبان خار سی وحشت کا میری تم
سنتے ہو گر برائی کسی کی تو غافلو
تے تھے ہم دکھاؤ نہ اپنی ادا و آن
سنتے ہو جسکا ملک سلیمان مین شور حسن

کیا سنتے ہند مین جو صفاہان مین سنو
ہر ایک مے فروش کی دوکان مین سنو
کہدو یہ وحشیون سی بیابان مین سنو
منھ ڈالکر تم اپنے گریبان مین سنو
لو قتل کتنے ہو گئے اک آن مین سنو
دھوم اوس پری کی جا کی پرستان مین سنو

دیکھو نہ کوئی تذکرہ پھر ایک بھی غزل
پڑھوا کے تم ظفر کے جو دیوان مین سنو

بلخو مین ہو نہ پوشیدہ نکو خوئی کی بو
ے گل رعنا دو رنگی ہی بری ہر بات مین
ون لگا تا منھ سی بدگو یونکو ای غنچہ دہن
ہ معطر ہی رضائی سر پہ تیرے خوبرو
ت مدت اس چمن مین ہم پھری مثل صبا
بدن تیری بدن کی کیا کہون خوشبو کہ واہ

جو ہے خوشبو اوسمین کب چھپتی ہی خوشبوئی کی بو
بات مین تیری نپائی ہمنی یکسوئی کی بو
انکی منھ مین سی چلی آتی ہی بدگوئی کی بو
لے بلائین بوستان سونگھی اگر روئی کی بو
پر کسی گل مین نپائی ہمنی دلجوئی کی بو
نے چنبیلی کی ہی بو ایسی نہ ہی جوئی کی بو

زلف نے اوسکو سیکھائی کج ادائی ای ظفر
نکلے ہے ہر بات مین اوسکی جو خم روئی کی بو

کیا جو تمنے میرے ساتھ اپنے دل سے وہ پوچھو
مجھے بس چپ ہی تم رہنے دو کھلواتے زبان کیون ہو

یقین جب یہ ہوا تمکو نہین کوئی حسین مجھ سا
تو پھر فرمائیے میری طرف سے بدگمان کیون ہو

نکل سکتی ہے چپکے کر دل سے کوئی پھانس الفت کی
مرے اے ناصحو تم دل مین لیتے چٹکیان کیون ہو

تم اوس جان جہان کو جانتے ہو ہے وہ ہرجائی
ظفر اوسکے لیے پھر ہوتے رسوائے جہان کیون ہو

آؤ اپنے ہوش مین مستو جتنے ہو اتنی ہی رہو
پی پی کے مے مت بنکارو جتنی ہو اوتنی ہی رہو

کھینچتے ہو تم کیون نخوت سے مثل مہ نو سر پہ فلک
ہو گے حقیر آنکھون مین دیکھو جتنی ہو اوتنی ہی رہو

آگے ہوا مین سرکشی اتنی کرتی ہو کیون مثل حباب
بحر فنا مین اک دو نفس ہو جتنی ہو اوتنی ہی رہو

گر دگنہ سے دامن اپنا پاک ہو کہتی کس منہ سے
اپنے گریبان مین منہ ڈالو جتنی ہو اوتنی ہی رہو

لوگ بناتی باتین ہین جو آگے تمھارے بڑھ بڑھکر
اونسے تم اتنا کہدو جتنی ہو اوتنے ہی رہو

اے غم درد عشق و محبت دل مین مری کچھ تم جیتے
نی ہو قلت نی کثرت ہو جتنی ہو اوتنی ہی رہو

بوسۂ لب جو مہنے مانگا اونسے ظفر تو کہنے لگے
حد سے زیادہ بڑھیو نہ دیکھو جتنی ہو اوتنی ہی رہو

بھر دین نمک گر زخم جگر مین جائے مرہم چارہ گر
دل کو مرے حاصل ہو مزا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

ہے یہ تمنا بعد فنا گر خاک اوڑا کر لے جائے
اوسکی گلی مین باد صبا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

اور مرض گر کچھ ہووے تو شاید اچھا ہو جائے
لیک صنم بیمار ترا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

کشتۂ قامت اوس کافر کے جتنے ہین سب اوٹھ اوٹھکر
کرد ین اگر اک حشر بپا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

یہ جو پڑا ہے پردۂ غفلت اپنے دیدۂ دل پہ ظفر
کوئی اگر دے اوسکو اوٹھا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

وہ پاتے ہین مری جس بزم مین باغ مین بو
پھٹکتی وان نہین اونکی ہے دماغ مین بو

کوئی تو غیرت گلزار آج آیا ہے
مہک رہی ہی جو کچھ اور صحن باغ مین بو

سرشک تلخی غم ہین جو داغ سوزان مین
تو کڑوی تیل کی آتی ہی اس چراغ مین بو

کلیجہ سوز دروں سے ہی بھنگیا شاید
جلی جلی سی کچھ آتی ہی دل کے داغ مین بو

گرے جو اوس لب میگون سے قطرہ دریا مین
شراب کیسی جبابون کی ہووے باغ مین بو

اوگے ہی لالہ کہان قیس و کوہ کن کی چتا
ہنوز خون کی آتی ہی کوہ و راغ مین بو

نچھوڑا پر نچھوڑا تمنے ملنا غیر کا پیارے
تمھاری دوستی مین مر گئی لاکھون نہ رحم آیا

ہمین تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو
تمھین ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

برونکو منھ لگاتے ہو بھلون سی تمکو نفرت ہی
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

یون رہو غیر کے گھر پھر خفگی کیونکہ نہو
نہ کبھی آؤ ادھر پھر خفگی کیونکہ نہو

شب جو نالی کرو اوس کوچی مین تم حضرت دل
اس طرح دو دو پہر پھر خفگی کیونکہ نہو

ہم نہین چھوڑتی ہین اوسکا خیال رخ دیار
ہمپہ یون شام و سحر پھر خفگی کیونکہ نہو

روبرو اوس رخ روشن کی شب ماہ مین ہم
دیکھینگے سوے قمر پھر خفگی کیونکہ نہو

اوسکے جاتے ہی دلا جی سی گذر جاتی ہین
کچھ توقف ہو اگر پھر خفگی کیونکہ نہو

ابر مژگان سے جو ہر روز کہی تو برسات
اونکی اے دیدۂ تر پھر خفگی کیونکہ نہو

جھوٹی سچی جو مری اونسے لگائین باتین
ایسے لوگون سے ظفر پھر خفگی کیونکہ نہو

تصور زلف مشکین کا ہی یہ کسکی بندھا مجکو
جہان مین جو نظر آتا ہی اک اندھیر سا مجکو

مطلع ثانی

کہا بلبل نی عشق گل مین یہ حاصل ہوا مجکو
کہ غنچے ہین بجا کر چٹکیان دیتی اوڑا مجکو

ٹلینگے بلہوس آسانہ میدان محبت سے
اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہونے دو

ذرا آئین سے وہ مقتل عشاق تک اینگے
جو لاکھون فتنۂ محشر بپا ہونگے تو ہونے دو

اوٹھینگے ہمنشینو ہم نہ ہرگز کوی جانان سے
جو پامال عدو جون نقش پا ہونگے تو ہونے دو

رہینگے غرق ہی دائم ہم اونکی بحر الفت مین
اگر اسپر بھی وہ نا آشنا ہونگے تو ہونے دو

چلے ہین کوچۂ گیسو مین شامت حضرت دلکی
بلاسے وان گرفتار بلا ہونگے تو ہونے دو

ظفر تم آج شبکو گھر مین اوس مہوش کے جاو دیکھو
بلاے اسکے چہرے جا بجا ہونگے تو ہونے دو

تری زلفونکا ہوا جیسے کہ سودا ہمکو
ایک اندھیر جہان مین نظر آیا ہمکو

مطلع ثانی

دے چکے آپ تسلی و دلاسا ہمکو
مرحمت کیجیے اب دل ہی ہمارا ہمکو

ہمپہ اس طرح جور کھتے ہو روا جور و ستم
کیا نہین جانتے بت بندہ خدا کا ہمکو

اپنی برگشتگی بخت کا یارب ہو برا
دین بھلائی پہ بھی الزام دہ اولٹا ہمکو

شغل آئینہ جو ہم آٹھ پہر رکھتے ہین
اپنی صورت مین وہی ہے نظر آتا ہمکو

نرہی وحشت نوردی کی جو طاقت تو جنون
کنج زندان ہی مین پھر تو بٹھایا ہمکو

عمر کی ہمنے بسر بے ہنری مین یونہین
وای قسمت نہ ہنر کوئی بھی آیا ہمکو

کچھ تو تھی دل مین کدورت کہ جو بے خط غبار
ایک خط اوس بت نوخط نے نہ لکھا ہمکو

خدنگ یار کہان جاتی ہو ابھی جانا
جتانا اپنی نزاکت تمھین ہی گلشن مین

ہمارے دل مین ذرا تم مکان تو پکڑ
تم اس خطا پہ ذرا گل کی کان تو پکڑ

پھر آج بھاگ چلا دل اوسی گلی کو ظفر
پکڑ سکو جو اوسے مہربان تو پکڑو

دیکھکر رخ پر کھلی زلف چلیپا رات کو
یاد خال رخ مین تیری مبتلا ہین سو رہین

اور بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو
ہم پڑے گنتے رہے اک ایک تارا رات کو

مانگ ہی زلفون مین تیری ای بت زہرہ جبین
یا فلک پر کہکشان کا خط ہی سیدھا رات کو

چاند سے مکھڑے پہ ملتی ہی ہوا سی کی وہ زلف
چاندنی مین پھر رہا ہی سانپ کالا رات کو

آپ یون چھپ چھپ کے کوی یار مین جاتی تو ہین
حضرت دل پاسبان سی ہو نہ جھگڑا رات کو

سرمہ سا آنکھون کی تیری وحشی ای آہو نگاہ
بیٹھتے ہین اک بچھا کر مرگ چھالا رات کو

ڈرہے چشم ماہ کی تمکو نہ لگ جای نظر
دیکھو کوٹھے پر چڑھو اپنی نہ تنہا رات کو

قطعہ

تم جو کہتے ہو کہ دنکو ہوتا ہی افشای راز
گھر مین میرے ای ظفر تو شوق سی آ تکو

اپنے دربانون سی یہ کہدو ہمین ٹوکین نہین
ورنہ ہو جائیگا دربر مفت دنگا رات کو

دیگر

دیکھو بوسہ نہ بہت ہو تو ش ربا سی مانگو
اپنی اے حضرت دل خیر خدا سی مانگو

ناہل علم دل مین بات رکھکر ہون گران خاطر
کہ رکھے دل مین اولٹے کو نہ کچھ کہسار سیدھی کو

ہمیشہ کجروی کی بات ہے مقبول عالم مین
سمجھتے ہین خلش گر دل مین مثل خار سیدھی کو

نہوتی قدر ہر گز راست بازونکی زمانے مین
سمجھتا ہی نہین ہے چرخ کجرفتار سیدھی کو

ظفر کیسی پڑھادی غیر نے پٹی او نہین اولٹی
کہ واں اقرار اولٹی کو یہان انکار سیدھی کو

وحشت یہ کہہ رہی ہی کہ گھر سے نکل چلو
آئی بہار پھر نئے سر سے نکل چلو

جانا ہے کوے یار مین تکو اگر شتاب
اے طفل اشک دیدۂ تر سے نکل چلو

ہیم رقیب ہو جو مری گھر کی راہ مین
اے جان اور راہگذر سے نکل چلو

لرزش مین چشم قبلہ نما کی طرح سی ہی
جب جاؤ چھپکے میری نظر سے نکل چلو

فرقت مین کہہ رہی ہی مری آہ گرم یہ
سینہ مین دل سے جان سے جگر سے نکل چلو

متاخذ ناک نالہ سے ہی اپنا تیر آہ
نہ گنبد فلک کی سپر سے نکل چلو

تم بات بھی نہ راہ مین اغیار سے کرو
لڑتے جھگڑتے اپنے ظفر سے نکل چلو

وان سے رقیب دفع کہین ہون کوئی نہو
جب ہے مزا کہ ہیے ہین ہون کوئی نہو

افسوس آہ و نالہ و فغان تیری گوش زد
تا چرخ جائے ماہ جبین ہون کوئی نہو

بہتر ہے واقف اپنی اگر دل کی راز سی
رکھتے جو عشق پردہ نشین ہون کوئی نہو

دیکھا تو نکو ہنے خدائی مین دوستو
جیسے ہو دشمن دل و دین ہون کوئی نہو

افسوس ہے کہ خنجر و شمشیر اپنے پاس
جب غیر ہیچ ہین بحسین ہون کوئی نہو

ہمتاب تیرے گوہر دندان سی بحر حسن
ہیرے ہون خواہ دُر ثمین ہون کوئی نہو

یون تو ہون جان نثار سبھی اوپہ بلہوس
جب کھینچتی وہ خنجر کین ہون کوئی نہو

کیا ہی ہماہمی ہے تبون کو بھی اے ظفر
کہتے ہین یہ جہان مین ہمین ہون کوئی نہو

نو خط و خط کی نہ تم تحریر کی تو بہ کرو
لیک جھوٹی جھوٹی اس تقریر کی تو بہ کرو

بوسہ بے مرضی نہین ہمنے لیا ہیچ مدان
مہربان تجویز سے تعزیر کی تو بہ کرو

کہتی ہو وہ زلف اپنی عہد مین آہنگر و
تم گڑھت سی آہنی زنجیر کی تو بہ کرو

اپنے منہ سے آپ کہتے ہو کہ ہین تقصیر وار
ہمنے مانا تمنے گر تقصیر کی تو بہ کرو

لگئے یان خاک مین کیا کیا محل جون نقش پا
غافلو اس فکر سے تعمیر کی تو بہ کرو

آگئے پہلے ہی قبضہ مین تمہارے ای میان
کیون علم پھر ہمپہ یون شمشیر کی تو بہ کرو

منہ ہی کیا ای مانی و بہزاد جو کھینچو گی تم
کچھ شبیہ اوس عالم تصویر کی تو بہ کرو

مطلع ثانی

کشادکار ہو دل کی کہین کھلی جلدی
الٰہی گوشۂ ابروی مہ جبین کی گانٹھہ

بغیر ناخن موج حنا کبھی نہ کھلے
حباب دار ہمارے دل حزین کی گانٹھہ

خدا بچائے کہ عارض پہ سبزہ رنگون کے
یہ گانٹھہ زہر کی ہے خال عنبرین کی گانٹھہ

ظفر جدا ہو نہ تسبیح سے کبھی زنار
ہر ایک دانہ کے گھٹ مین ہے کفر و دین کی گانٹھہ

لب خوبان مہ جمال کو دیکھہ
مجکو آئی ہنسی ہلال کو دیکھہ

تیرا کلک خیال سے نقشہ
کھینچا بن دیکھے اس کمال کو دیکھہ

ہو قیامت بپا قیامت پر
تیرے قامت کو تیری چال کو دیکھہ

ای دل اوس زلف سے الجھکر تو
سر پر لیتا ہے کیون وبال کو دیکھہ

رکھتا ہون مین خیال وصل ترا
مجکو دیکھہ اور مرے خیال کو دیکھہ

تیرہ بختون کا کوکب طالع
گر ند دیکھا ہوا ہے خال کو دیکھہ

بوسہ مانگون تو وہ کہے ہنسکر
اپنے منھہ کو اور اس سوال کو دیکھہ

ہے یقین جلد آئے گا قاصد
کہ گیا ہے وہ میرے حال کو دیکھہ

پڑھتا ہون قافیہ بدل کے غزل
اے ظفر میری بول چال کو دیکھہ

تو اوٹھا کر نظر ادھر کو دیکھہ
مین رہا ہون تری نظر کو دیکھہ

جھپکتی سبکی ہی اوس شوخ پر عتاب سی آنکھ
وہ کون ہی کہ لڑی جسکی آفتاب سی آنکھ

کیا گناہون نی میری مجھے یہ شرمندہ
کہ میری اوٹھہ نہین سکتی کبھی حجاب سے آنکھ

صفائی دیدہ کی دیکھو حیا کا میل نہین
مثال آئینہ دھوئی ہوئی ہی آب سی آنکھ

نہووے قابل نظارۂ گل رخسار
ہزار بار اگر دھوئین ہم گلاب سی آنکھ

پیے ہی خون کسیکا یہ تیرا غمزۂ چشم
نہین ہی سرخ تری نشۂ شراب سی آنکھ

تری جو عارض روشن کی اک جھلک دیکھی
بس اپنی سیر ہوئی سیر ماہتاب سی آنکھ

پھرا خراب وہ خانہ بخانہ وحشت مین
تمھاری پھر گئی جس خانمان خراب سی آنکھ

یہ میری طالع خفتہ کی خوبیان ہین کہ وہ
جب آئین خواب مین کھلجای میری خواب سی آنکھ

خدا نے دی ہی نظر جسکو اے ظفر اوسکی
رہی ہی ایک ہی پیری تلک شباب سی آنکھ

اپنی تو سوا تیری کسی پر نہ پڑی آنکھ
سو پردونمین ای پردہ نشین تجھسی لڑی آنکھ

کیا پوچھتی ہو رات ہی کس طرح گذرتی
لگتی شب فرقت مین نہین ایک گھڑی آنکھ

ہر ایک مژہ کو مرے ٹکڑون سی جگر کے
کیا خوب بنا دیتی ہی پھولونکی چھڑی آنکھ

دنیا کی شد آمد کا شریفون کو تحمل
کیونکر ہو اوٹھا سکتی نہین چوٹ کڑی آنکھ

غارتگر دل یون تو ہین سب ابرو و مژگان
پر آفت جان سب سی ہی ای شوخ پڑی آنکھ

کیونکر نہ جلی دیکھ کے پروانہ کہ سب سے
ای شمع لڑائی ہی تو بی شرم کھڑی آنکھ

جسکے کلہ پہ فقر ظفر سہرہ ہے زیبا
وہ مال سمجھتا ہی نہین تاج شہی کچھہ

ہر ادا اک بلا معاذ اللہ
تو وہ کافر ادا معاذ اللہ

دل کے ڈسنے کو کیا بلا ناگن
ہے وہ زلف دوتا معاذ اللہ

چشم سحر آفرین وہ قہر خدا
نگہ فتنہ زا معاذ اللہ

ناصحو ہو سکے ہے کب مجھسے
ترک مہر و وفا معاذ اللہ

ہین کہون توبہ مے سے جھوٹ نہ بول
توبہ کر زاہدا معاذ اللہ

جو برا سمجھے آپ کو وہ کہے
کیا کسیکو برا معاذ اللہ

تجھسے دل لیکے دینگے اور کو ہم
غلط اے دلربا معاذ اللہ

اے ظفر چھیڑنے پہ زلف کی رات
ہوے برہم وہ کیا معاذ اللہ

نشے مین کسنے اوتارا احتیاط سے شیشہ
کہ گر کے ہاتھہ سے ٹوٹا تڑاق سے شیشہ

ہمین تو جام ہی پر ٹالتا رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

بہت دنون مین جو ہوتی ہی بزم وصل نصیب
ملے ہی جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

نکر فلک سے طلب شربت محبت کی
بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھہ چشم مست ساقی کا
تو آئے بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

کچھ حیا بھی ہے تھوڑی آنکھ مین
دیکھے اوس آنکھ کو کوئی پھر کیا

ہمسے اوسنے جو یون چھپائی آنکھ
ہو جو سو بار دیکھی بھائی آنکھ

شب تاریک ہجر مین مجھپر
ہر ستارے نے کیا نکالی آنکھ

پڑے ہے ہر دم ترے تصور سے
ہوئی اپنی کبھی نہ خالی آنکھ

ظفر آنسو نہین کبھی تھمتے
اپنی ہے کیا ہی رونے والی آنکھ

میرے خط کا گر اوسے کچھ مدعا لکھا ہے ہاتھ
سر قلم قاصد کا ہو کاتب کے بھی کٹوائیے ہاتھ

مطلع ثانی

جسکو گل چلمن سے مہندی کے بھرے دکھلائے ہاتھ
خون ہی پی جاؤن اوسکا مین جو وہ آجائے ہاتھ

فندق و دست حنائی دیکھکر کہتا ہے مست
ہاے رنگت ہاے فندق ہاے مہندی ہاے ہاتھ

اوس بت رنگین ادا کی یہ بھی ہین رنگینیان
جو بہانے سے حنا کے غیر سے بندھوائے ہاتھ

نقشۂ روی نکو تیرا کھینچے امکان کیا
لاکھ باری گر مصور توڑ کر بنوائے ہاتھ

لگا دیے دل و دین بازی محبت پر
اب اور کیا ہے کہ بیٹھے ہین ہم جھاڑ کے کانٹھہ
گئے تو ہین مرے غمخوار واں مجھے ڈر ہے
ظفر نہ لے وہ ادھر سے اودھر اوکھاڑ کے کانٹھہ

یہ قدرت نے جو لکھا ہی تمھارا نقشہ
نہ کھینچا ایک مصور سے وہ سارا نقشہ

مطلع ثانی

ہمنے دیکھا جو ترا آج دل آرا نقشہ
ہو گیا دیکھتے ہی اور ہمارا نقشہ
پنجۂ مہر کی دیکھی نہ شفق مین یہ شکل
دست رنگین کا ترے ہی جو نگارا نقشہ
رخ روشن پہ ترے خال کا شب ماہ جبین
چھپ گیا دیکھ کے ہر ایک ستارا نقشہ
وہ خود آرا نہین صورت ہی دکھاتا مجکو
تو مجھے کھینچ کے مانی وہ خمارا نقشہ
آفرین کلک تصور کو مرے کیا اوسنے
ورق دل پہ ہے سب اوسکا اوتارا نقشہ
آہ پر سوز جلا دے نہ کہین دامن چرخ
رکھتا ہی اور ہی کچھ اسکا شرارا نقشہ
اک فقط رخ سے ہی کچھ ملتی یہ نہین ہی صورت
ملتا کب ماہ کا ہے یار سے سارا نقشہ

یار کی ملتی شباہت ہے اگر لیلی سے
تو ظفر ملتا ہے مجنون سے ہمارا نقشہ

جوش گریہ سے لگی رہتی جو دریا بار آنکھ
ہو گئی کس بحر خوبی سے ہماری چار آنکھ

نہ جسم بوسہ پہ پکڑو گلے سے لگ جاؤ
کہ غم کی دل مین پڑے تا نہ اس بگاڑ مین گانٹھ

گرہ جو ساں گرہ کی تھی کو ہکن کے لگی
بنی ہے لعل بدخشان وہی پہاڑ مین گانٹھ

بچھڑے ہین دشت مین دیوانے نقد دل دیکر
کہ زر کی رکھتے وہ مفلس نہین اجاڑ مین گانٹھ

لڑی تو آنکھ چرا لے گئی وہ دزد نظر
جو دل کے رکھی تھی سینہ کی ہمنے آڑ مین گانٹھ

بین اوسکے مے کا جو اوتر انگلو سے گھونٹ ظفر
تو جا کے بنگیا چھاتی کے وہ کوار مین گانٹھ

کینے سے ہو کیونکہ دل پاک بشر مین گرہ
دیکھے مژہ پر مرے پارۂ دل جسنے گر

دود جگر سے مرے چرخ پہ ہوگا عجب
ہوتی کسی طرح سے کیون نہین واشد آسے

دیکھے جو گرداب مین بادہ کشون زجاج
خط مین لکھین ہم اگر حال گرفتہ دلی

دیکھی نہین آجتک تار نظر مین گرہ
دیکھی نہو جون ثمر شاخ شجر مین گرہ

مردمک آسا سیاہ چشم قمر مین گرہ
دل ہے الٰہی کہ ہے یہ مرے بر مین گرہ

سو جبھی نشہ مین اونھین دیکھو بھنور مین گرہ
ہو وین کبوتر کے پھر سیکڑون پر مین گرہ

ہوکے پیدل ڈالا مت اے ظفر
اوپر اوسکے ناز کے مرکب کے ہاتھہ

کھینچ نالے ہوگئی ضعف سے ہم ہاتھ کے بیٹھہ
تو زمین ہل گئی اور چیخ گیا کاپ کے بیٹھہ

ہنسے چھپ چھپ کے جو تم غیرون سے ہنستے ہو تو کیا
اونکی کیا جان کو ہم روینگے منھ ڈھانپ کے بیٹھہ

ناگنی زلف کی تیری وہ بلا ہے کافر
دیکھکر جسکو گئے دانت سیہ سانپ کے بیٹھہ

شب کو وہ ماہوش آیا جو لب بام تو واہ
چادر ابر مین منھ اپنا گیا ڈھانپ کے بیٹھہ

جودت طبع ظفر ہم مین جہان دکھلاتے
پاؤں کے گھوڑے بھی جاتے ہین وہان ہاتھ کے بیٹھہ

جی کھو لکے رو لیجے ہے یہ ہوس شیشہ
پر ساتھہ ہی ہچکی کی اولٹا نفس شیشہ

داغون مین محبت کی دیکھو تو مرے دل کو
رکھے ہوے ساغر مین کیا بیش و کم شیشہ

منھ کھلتے ہی شیشہ کا اور جای ہے ساقی
بوے مے گلگون ہی مرغ قفس شیشہ

ہین دیدہ و دل حاضر گر یار کی ہاتھون تک
ہو دسترس ساغر اور دسترس شیشہ

ہر آبلہ پا ہے ہمسر مرا شیشہ سے
اور کہتے ہین گرداوسکی مانند سر شیشہ

کیا خوب ہو زیبندہ گر بادہ پرستونکی
ہو گنبد تربت پر ساقی کلس شیشہ

دل مین ہی خیال آیا خال رخ جانان کا
اب دیکھیے نکلے یہ کیونکر مگس شیشہ

ہی جی مین ظفر کیجے خالی دم مے نوشی
شیشے کو پس ساغر اور خم کو پس شیشہ

ویلی

کیونکر ایچھے پھونک پھونک قدم
اس محل مین کچھ اور ہے نقشہ

دل مضطر کا یار بن کیسے
اب محل مین کچھ اور ہے نقشہ

آرزی دل مین کچھ اور ہے نقشہ
مرا پ کی طبیعت کا

ویلی

نہین کہین ہے تری چشم فتنہ زا کی پناہ
یہ وہ بلا ہے کہ جس سے خدا کی پناہ
سوائے تیغ و سپر یاس کیا ہے مین اوسکی
دلا نہ ہو تجھے ہرگز کسی ادا کی پناہ
پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص
غضب ہے تیغ ادا شوخ کجادا کی پناہ
جفا سے تیری نہین روگردان ہونیوالا
کہ اونسے ہے تری ابرو کی اک ادا کی پناہ
ظفر ہے عشق مین وفا کی پناہ

مطلع ثانی

کوئی ایسا نہین دنیا مین خدا کا بندہ
کہ نہین اوس صنم ہوش ربا کا بندہ

کیونکہ پھر قدر رہے کچھ مہر و وفا کی اوسکو
کہ وہ بیمہر نہین مہر و وفا کا بندہ

اللہ اللہ رے ترے شرم و حیا کا عالم
ایسا دیکھا ہی نہین شرم و حیا کا بندہ

ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو
در دین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ

سر خم و حشر کو ہو گا وہی سب بندون مین
جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ

تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی
دیکھہ تو مین بھی ہون کیا صبر و رضا کا بندہ

تو جو ہے بندۂ حق بیٹھہ خدا کے در پر
دربدر بنکے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ

خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن
یان نہین کون تری آن و ادا کا بندہ

اے ظفر جسمین اوس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

ویلی

آج کل مین کچھ اور ہے نقشہ
گھڑی پل مین کچھ اور ہی نقشہ

اونکی الفت مین جو خلل آیا
اُس خلل مین کچھ اور ہے نقشہ

ماتم کوہکن سے اے شیرین
ہر جبل مین کچھ اور ہے نقشہ

برائی آئی بھی دل مین جو کچھ تغافل سے
تو اوسنے اک نگہ التفات سے کھودی

وفا کا منہ سے نہ لینا تھا نام واں ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھودی

کہے ہے اور بیگانہ یگانہ اور کہتا ہے
دل اپنا اور کہتا ہے زمانہ اور کہتا ہے

نکلکر آہ سینے سے مری کچھ اور کہتی ہے
اور آنسو آنکھ سے ہوکر روانہ اور کہتا ہے

نہین آسان لگانا تیر دل پر سخت جانون کے
کہ اے ناوک فگن کچھ یہ نشانہ اور کہتا ہے

کہا کسکا کرون ہو قصد کعبہ اور کچھ کہنا
اور اوس کافر کا شوق آستانہ اور کہتا ہے

یہ ہین تقدیر کی باتین کہ ہین کچھ اور کہتا تھا
ہوا وہ سنکے برہم اوسنے جانا اور کہتا ہے

اوڑی سنکر جسے ای قصہ خوان نیند اپنی انکھون سے
ہمارے آگے تو وہ ہی فسانہ اور کہتا ہے

جہان مین اور شاعر اے ظفر کچھ اور کہتے ہین
جو تو کہتا ہے شعر عاشقانہ اور کہتا ہے

اعجاز نما جلوۂ موسائے فلک ہے
خورشید نہین یہ ید بیضائے فلک ہے

انجم سے جو ہے انجمن آراستہ کرتا
کیا جانے وہ کون انجمن آرائے فلک ہے

کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی
ہر چند کہ مہ دیدۂ بینائے فلک ہے

قطرے وہ جبین پر نہین ہین جمع عرق کے
جسسے کہ خجل عقد ثریائے فلک ہے

دوری مین تری ای مہ بی مہر ہمیشہ
جو لانگہ نالہ مرا پہنائے فلک ہے

کہکشان سی خیمۂ چرخ برین مین جھول ہے
اور موج ریگ سی فرش زمین مین جھول ہے

چست ہی قد پر ترے کیا ہی قبای راستی
جیب مین نی جھول ہی نی آستین مین جھول ہے

قطع کرنا چاہیے خیاط ہاتھونکو ترے
تو نے کیون رکھا قبای نازنین مین جھول ہے

تن پہ مجنون برہنہ کی نہین چین رو شکنج
رکھتی عریانی کچھ اپنے پوستین مین جھول ہے

ہے عجب سلطان خاور سے کہ ہوا سپر سوا
اے ظفر اس پیل گردون برین مین جھول ہے

گر کوئی اوصاف خال روی دلبر کے لکھے
میری آنکھونکی سیاہی سی قلم بھر کے لکھے

جسکو ہو منظور لکھنا اوس رخ روشن کا وصف
چاہیے صفحے پہ وہ ماہ منور کے لکھے

اس قدر مشکل ہے بیمار محبت کا علاج
گر لکھے نسخہ طبیب اوسکا تو مرمر کے لکھے

ہے طویل اتنا بسر ہو جای لکھتی لکھتی عمر
گر کوئی جھگڑے کو اوس زلف معنبر کے لکھے

تیرے قد کی راستی کا جو کری مضمون رقم
سطر سیدھی وہ بغیر از خط مسطر کے لکھے

کشتۂ لعل لب جانان کی تاریخ وفات
گر لکھے ٹکڑے پہ کوئی لال پتھر کے لکھے

لکھو شعر عاشقانہ اس سی کیا حاصل ظفر
گرچہ قصے تمنے دارا و سکندر کے لکھے

بات اک روز ہین احباب بنا کر کہتے
کبھی ہین نقل کبھی خواب بنا کر کہتے

گر بھلی ہوتی محبت مین ہماری قسمت
کیون برا ہمکو وہ بیتاب بنا کر کہتے

بیدار ہو نہ فتنہ مین خواب مین بھی شب کو
لیجاے بو صبا گر اوس زلف مشکبو کی

لیتا ہون ڈرتے ڈرتے اوس نازنین کے بوسے
ہو جائین مست آہو صحرای چین کے بوسے

جسکو کہ اوس پری کے بوسہ کی آرزو ہو
جنت مین نے ظفر کیا وہ حور عین کے بوسے

زلف کے ہو وہ رخ اگر نیچے
شام اوپر ہو اور سحر نیچے

جاے گل تکیہ میرے گالون کو
اپنے گالون کے یار دہر نیچے

کرتے کیا کیا ہین آہ و زاری ہم
ترے کوٹھے کے رات بھر نیچے

دیکھکر تجکو منھ چھپاتا ہے
چادر ابر کے قمر نیچے

عکس دندان نہین وہ آئینہ مین
آب اوپر ہے اور گہر نیچے

مثل فوارہ چرخ نے آخر
کر دیئے سرکشون کے سر نیچے

آب گریہ مین میری کشتی چرخ
بیٹھ جائے نہ ڈوب کر نیچے

ہے عجب چیز واہ بخت بلند
اسکے آگے ہین سب ہنر نیچے

ایک کیا سیکڑون پڑے ہین دل
اوسکے پانون کے اے ظفر نیچے

چشم اوسکی بلا سے لڑتی ہے
نظر اوسکی قضا سے لڑتی ہے

نگہ یار ہے جو تیغ بکف
دیکھین کس مبتلا سے لڑتی ہے

عزیز دکھاؤن جو مین غم تو مجکو کھانے دو
مری لیے ہی یہی عشق مین غذا اچھی

حذر کر اوس نگہ و چشم زلف کاکل سے
نہین ہے دیکھ دلا کوئی بھی بلا اچھی

ہمارے خون سے بھرے ہاتھ تو نے خوب کیا
کہان ہی اس سی سوا سرخی حنا اچھی

یہ کسکی چشم کے بیمار دائمی ہین ہم
طبیعت اپنی جو رہتی نہین ذرا اچھی

قلم اوٹھا کے ظفر بے تامل آپ نے آج
غزل یہ لکھ کے سنائی ہے واہ کیا اچھی

خط مین جب آپ نے تحریر سراسر پلٹی
مینے جانا مری تقریر سراسر پلٹی

ڈس کے ناگن مجھے اوٹھے ہی ہوا سی یہ نہین
یار کی زلف گرہگیر سراسر پلٹی

نہوئی قسمت واژون کبھی سیدھی اپنی
کرکے سو مرتبہ تدبیر سراسر پلٹی

ہوگئی اور ہی کچھ شکل غم ہجر نے جب
صورت عاشق دلگیر سراسر پلٹی

ہاتھ سیدھا نہ پڑا مجھپہ مرے قاتل کا
بخت برگشتہ نے شمشیر سراسر پلٹی

کیون نہ پھر جائین وہ مجھسے کہ نصیبون نے مرے
ہے مری آہ کی تاثیر سراسر پلٹی

کہہ رہے تھے وہ ظفر غیر سے کیا جانے کیا
دیکھتے ہی مجھے تقریر سراسر پلٹی

جاؤن نہ تیری دام محبت سی چھوٹ کے
بہتان لاکھ باندھے کوئی جھوٹ موٹ کے

کہتا ہے جب فسانۂ رنج و الم مرا
رو دیتا قصہ خوان بھی ہی خود سینہ کوٹ کے

مطلع رابع

رخ مہتاب پر پھر جائیگا پانی خجالت سے | جبین تیری عرق سی گر ذرا ای مہ جبین بھیگی

ظفر بیمار ہے جو چشم مست شعلہ رویان کا
دوا اوسکی نہ ہرگز بے شراب آتشین بھیگی

سوزش دل سے بلا میری بغل مین آگ ہے | پھونک دیتی نہ فلک یہ ایک پل مین آگ ہے
دل ہمارا تیرا گھر ہے مت جلا خانہ خراب | کیون لگاتا دیکھ تو اپنے محل مین آگ ہے
اشک کی قطرے مین دیکھو سرخی خون جگر | بے چراغ و شمع ابرک کی کنول مین آگ ہے
دل مین میرے بے طرح بھڑکی ہی آتش عشق کی | دیکھو یہ مجکو جلاتی آج کل مین آگ ہے
شمع پر شعلہ نہین تیری جلانیکے لیے | دیکھ اے پروانہ یہ دست اجل مین آگ ہے

دل مین سوز عشق پیدا ہووی جس سی ای ظفر
گرمی مضمون سے وہ تیری غزل مین آگ ہے

بستر پہ تیری دھبے ہین کسکے اوگال کے | اوسکو لہو پلاؤنگا اوسکا نکال کے

مطلع ثانی

ابرو پہ ترے دیکھ لے نقطہ کو خال کے | دیکھا ہو جسنے پاس نہ اختر ہلال کے

مطلع ثالث

ہر رات ہجر مین مجھے اوس مہ جمال کے | کیا کیا فلک ڈرائی ہے آنکھین نکال کے

قتل کو میرے ہے کافی اک نگہ اے نازنین
کیون اوٹھاتا تو عبث تیغ ستم کا بوجھ ہے

فوج غم مین دل اوٹھاتا ہی علم کو آہ کے
اوٹھ نہین سکتا کسی سے اس علم کا بوجھ ہے

مثل قارون جائیگا تخت الثریٰ کو وہ بخیل
جسنے رکھا سر پہ دینار و درم کا بوجھ ہے

اپنا سر دینے کی عاشق نے جو کھائی تھی قسم
وہ اوتارا چاہتا سر سے قسم کا بوجھ ہے

لکھین حال دل ظفر پر باعث بیطاقتی
کب سنبھلتا ہاتھ سے اپنے قلم کا بوجھ ہے

یون ترے لب سے خط مشک نشان اوپر ہے
ہوتا جس طرح سے آتش کے دھوان اوپر ہے

اے مہ زہرہ جبین مانگ کا ہے تیرے عکس
یہ فلک کو جو خط کاہکشان اوپر ہے

کان تک تیرے رسائی نہین اے مہر لقا
پہونچی نہ چرخ سے گو میری فغان اوپر ہے

بیٹھی ناگن ہے لیے پیٹ کے نیچے بیضے
کان کے موتیون کے زلف کہان اوپر ہے

دم نکلجائے بلا سے کہ ترے ہاتھ سے روز
صدمہ اک جان کو اے آفت جان اوپر ہے

یہ چراغ سر تربت نہین جو داغ جگر
ہے نہ یہان خاک نہان اوسکا نشان اوپر ہے

چشم کا گریہ سے یہ حال ظفر ہے گویا
کشتی نیچے ہے کوئی آب روان اوپر ہے

کس حال سے ہین دیکھ ترے دل جلے پڑے
سر تا قدم پھپھولون سے ہین سب پھلے پڑے

بلبل کا کیا رہا ہے چمن مین صبا نشان
دو چار ہونگے پر کسی گلبن تلے پڑے

پھیلائین پانون کنج قناعت مین بافراغ
کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جاے ہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جاے ہے

جو خاکسار عشق ہین اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جاے ہے

تربت پہ شامیانۂ ابر سیاہ ہے
صحرا مین قبر پوش غریبان گیاہ ہے

جبتک کہ دم مین دم ہی ہمدم ہی اپنا دم
ہی دم کو ہمسے راہ ہمین دم سی راہ ہے

آہ و فغان کچھ آپ سی کرتے نہین ہین ہم
پردی مین کوئی چشم کی اب دادخواہ ہے

جس دم گئے یہان سے نہ ہی شاہ نے گدا
جبتک یہان ہین کوئی گدا کوئی شاہ ہے

سمجھے ہین دل مین جو بخدا اوس صنم کو ہم
کہنا اوسے نچاہیے کہنا گناہ ہے

پردہ دوئی کا بیچ مین حائل اگر نہو
کیجے جدھر نگہ وہی پیش نگاہ ہے

کیون شاید اپنی حال کی ہم ڈھونڈین اے ظفر
یہ ہے جو بیکسی یہی اپنا گواہ ہے

اگرچہ سامنی برقع سی منھ کو ڈھانک لیتا ہی
مگر برقع کی جالی سی وہ مجکو جھانک لیتا ہی

تری دیوانہ کی جو پھانکنی ہی خاک قسمت مین
گلی مین تیری آکر اے پری رو پھانک لیتا ہے

بدولت آنسوون کی سوزن مژگان سی یہ عاشق
گریبان مین در خوش آب اپنی ٹانک لیتا ہے

کرے ہی تربیت کیا خاک شیخ اپنی مریدونکو
مگر یہ گاؤدی یونہین گدھی سی ہانک لیتا ہے

جلدی

جلدی کہین وہ آئے کہ بن اوسکی اے ظفر
مجکو تو ایک دن بھی برابر ہے سال کے

اوس کوچے سے جب عاشق روتا ہوا آتا ہے
دریا ہے کہ آنکھون سے اُمڈا ہوا آتا ہے

لاتا ہے جواب خط قاصد مگر اب دیکھین
کیا پیش نصیبون کا لکھا ہوا آتا ہے

اوس زلف کے کوچے سے جھوکا جو ہوا کا شب
آتا ہے تو خوشبو سے مہکا ہوا آتا ہے

آنکھون میں ہے دم اوسکو ہم دیکھ تو لین یکدم
اس دم وہ مسیحا دم اچھا ہوا آتا ہے

اوس زلف پریشان کا جب باندھتا ہون مضمون
جو لفظ کہ آتا ہے اولجھا ہوا آتا ہے

دل مین تو کشیدہ ہے مجھسے صنم سرکش
کھنچکر کشش دل سے وہ کیا ہوا آتا ہے

منھ اپنا چھپا لیتے ہین شرم سے سب غنچے
گلشن مین ظفر جب وہ ہنستا ہوا آتا ہے

یہ بزم مین نہین ساقی شراب اوڑتی ہے
ہماری دولت عمر شباب اوڑتی ہے

عرق فشان گل رخسار آج ہین کسکے
صبا چمن مین جو بوے گلاب اوڑتی ہے

بھبھوکا اوس لب لعلین پہ یون ہے سرخی پان
کہ جیسے آگ پہ گر کر شراب اوڑتی ہے

کرے ہے قتل ہزارون کو تیری تیغ نگاہ
نہ اسکا مٹتا ہے جوہر نہ آب اوڑتی ہے

تجھے سناتا ہون مین اپنا گر فسانۂ غم
تو نیند ابھی تری اے مست خواب اوڑتی ہے

جلایا تو نے جگر کس کا شوخ آتش خو
تری جو بزم مین بوے کباب اوڑتی ہے

جان ہی میری نکلجائیگی اے آفت جان
تو نے جانیکا اگر حرف نکالا منھ سے

تلخ کامی کا کیا میرے جو کچھ تم سے بیان
زہر کیا کیا نہ عدو نے مرے اوگلا منھ سے

ہم ہوے جسکے لیے ایک زمانے سے بُرے
وہ بھی کہتا نہین ہمکو **ظفر** اچھا منھ سے

بیٹھکر غیر وہین تم نے وہ جو کل کی بات ہے
کیا کرین اوسکی شکایت ہم کہ ہلکی بات ہے

ہوکے سرکش یون جو بل کرتی ہے تیرے زلف یار
یہ سراسر اپنی ہی قسمت کی بل کی بات ہے

دیتی ہے جب چشم تیری حکم قتل عام کا
پوچھتا پھر کون ہے قاتل اجل کی بات ہے

بھیجتے غیر وہین کو ہو تم صلح کا پیغام روز
اور ہمسے جب ہے اک جنگ و جدل کی بات ہے

گر محل پر وہ کا دیکھا پردہ ہی مین کچھ کہا
ہنسنے اے پردہ نشین کب بے محل کی بات ہے

ہے ہمارا نامہ وہ مجموعۂ اعمال بد
ایک بھی جسمین نہین حسن عمل کی بات ہے

منھ پہ کچھ دل مین ہے کچھ حاضر مین کچھ غائب مین کچھ
اے **ظفر** کیا سنتا یاران دغل کی بات ہے

آیا نہین ہے وہ جو صنم چار روز سے
مضطر ہے دل خدا کی قسم چار روز سے

ہے مہ جبین یہ تیری جدائی کی ایک رات
ہمکو نہین ہے حشر کے کم چار روز سے

رخصت نہین ہے اتنی کہ جاوین وہان تلک
کرتے ہین روز قصد یہ ہم چار روز سے

اپنے مریض ہجر کی تو جلد لے خبر
اٹکا ہوا ہے آنکھو مین دم چار روز سے

مطلع ثانی

جب شہ نشین مین ہمکو بٹھا کر وہ چل دیئے
گویا کہ زیر ابر ہے پوشیدہ آفتاب

پھر کودے ہم بھی پانون جما کر غضب تلے
عارض ہے تیرا زلف دوتا کر غضب تلے

کچھ کہدیا جو کان مین ہمنے تو وہ ظریف
کوٹھے سے اوترے کان دبا کے غضب تلے

ٹیک ہے یا بدے ہے سچی ہے کہ جھوٹی بات ہے
ہمسے دنیا مین نہین کوئی بھی چھوٹی بات ہے

جی ڈرے ہے ہو نہ رسوائی الٰہی خیر ہو
دل کے پوشیدہ ہماری سب مین چھوٹی بات ہے

غم سے رہتی ہے زد و کوب ایسی جان خستہ پر
کہتے ڈرتے ڈرتے کچھ جو ماری کوٹی بات ہے

زلف گو ہے منھ سے تو سر کا کہ تیرے کان مین
کہتی کیا جھجکجھک کے یہ کالی کلوٹی بات ہے

کیا ڈھٹائی اور درشتی سے وہ کرتے ہین کلام
جن سخن سازون کی یان سو بار ٹوٹی بات ہے

سبزۂ خط و لب عارض کا یہ دل جانے ہے بھید
ہے یہ نقمان اس سے کرتی بوٹی بوٹی بات ہے

کہتا ہے جو دل اوسکے خط سبز کی اوصاف
کیا کہا ہے ظفر زہر اوگلنا مری آگے

مجھے ای دوست جسکی محبت حد سے باہر ہے
قسم ہے میرے ساتھ اوسکی عداوت حد سے باہر ہے

مطلع ثانی

کسی وحشتی نگہ کو دل کو الفت حد سے باہر ہے
تعجب کیا مجھے گر جوش و وحشت حد سے باہر ہے

نہین عاشق کو تیرے کچھ بھی اندیشہ قیامت کا
پر اوسکو تیرا ڈر اے سرو قامت حد سے باہر ہے

مقابل ابر دریا بار کیا ہو چشم گریان سے
کہ اسکے گریہ مین بارش کی شدت حد سے باہر ہے

کریگا برگ دعوی اسکے آگے نازکی کا کیا
لب نازک مین تیرے تو نزاکت حد سے باہر ہے

الٰہی مینے دیکھا کسکے روے حیرت افزا کو
کہ مجکو صورت آئینہ حیرت حد سے باہر ہے

زبان سے مین نہین کہتا تو کیا لیکن مری چتون
بھری اے تند خو تیری شکایت حد سے باہر ہے

چمک کر برق اپنی اچپلاہٹ کیا دکھاتی ہے
اوس آتش خو مین شوخی و شرارت حد سے باہر ہے

ظفر ہر چیز کی حد ہے مگر عشق و محبت کی
جہان مین ہمنے دیکھی جو مصیبت حد سے باہر ہے

جابجا ہم نہ اگر تیری تلاشی پھرتے
تو نہ ہوا کر بھی سوی مکہ و کاشی پھرتے

ہوتی برگشتہ جو قسمت نہ مری تو مجھسے
نہ وہ پھرتے نہ کبھی اونکی قواشی پھرتے

عشق کی راہ مین جون بانگ جرس گروان
ہین بہت قافلے اور قافلہ باشی پھرتے

لب فریاد وا کرتے ہین ہم بھی آج گلشن مین
غنیمت جان ای مینائی مے تو بزم عشرت مین

اگر منقار نالہ تیری اے بلبل کشادہ ہے
کوئی دم گر وہان خندۂ قاقل کشادہ ہے

مظفر چشم کشادکار رکھہ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کی عقدہ کل کشادہ ہو

دیگر

پہلے یہ بت دین اور ایمان کی پیچھے پڑے
کرتے سرگوشی ہین ای کان ملاحت تجھسے کیا

لیکے جب دین و ایمان جانکے پیچھے پڑے
بال جو یہ زلف کے ہین کان کی پیچھے پڑے

خوب کھڑکائین اوسی لیکن ہمین ہے تیز اڈر
محتسب تو کی خراب آکر دکان میفروش

تو کہے گا کیون مری دروازے کے پیچھے پڑے
شیشے ہین ٹوٹی ہوئی دو کان کی پیچھے پڑے

لاتے ہین کیا دیدۂ گریان خرابی دیکھیے
ہین یہ میرے کلبۂ احزان کے پیچھے پڑے

کرتی ہین دست تطاول زلفین اوس رخ پر ظفر
دیکھو ہندو ہین کیا قرآن کی پیچھے پڑے

کی جو باتین تمنے شب غیرون سے ای پردہ نشین
ہم وہ سب سنتے رہے الان کی پیچھے پڑے

چاہتے ہین سب نکلجاے جگر سے اوسکا تیر
دوست میرے ہین مری مہمان کی پیچھے پڑے

سہل ہے پیچھا چھوڑانا دست نیرنگ سے
پر نہ انسان اے ظفر انسان کی پیچھے پڑے

دیگر

ساقی ہمارے واسطے دو چار خم تو ہون
سیراب ہمکو اک قدح مل نکر سکے

عارض سے کر سکے نہ ترے گل برابری
زلفون سے ہمسری تری سنبل نکر سکے

ہے مرغ روح و طائر دل ایسا کونسا
جسکو اسیر دام وہ کاکل نکر سکے

اتنا تو عشق دے کشش دل مین تو اثر
آنے مین اس طرف وہ تامل نکر سکے

دل اوس ستم شعار پہ ہو کیون فریفتہ
جسکے ستم پہ صبر و تحمل نکر سکے

دو چار مین سناؤن اگر نالے اے ظفر
گلشن مین عندلیب ذرا غل نکر سکے

وہ سو سوا ٹھکھٹونسی گھر سی باہر دو قدم نکلے
بلا سے اوسکی گر اسمین کسی مضطر کا دم نکلے

مطلع ثانی

کہان آنسو کی قطری خون دل سی ہین بہم نکلے
یہ دل مین جمع تھی مدت سی کچھ پیکان غم نکلے

مری مضمون سوز دل سی خط سب جلگیا میرا
قلم سے حرف جو نکلی شرر ہی یکقلم نکلے

نکال ای چارہ گر تو شوق سی لیکن سر پیکان
اودھر نکلی جگر سی تیر ادھر قالب سی دم نکلے

تصور مین لب لعلین کی تیری ہم اگر رو دین
تو جو لخت جگر آنکھون سے نکلی اک رقم نکلے

نہین ڈرتی اگر ہون لاکھ زندان یار زندان سے
جنون اب تو مثال نالۂ زنجیر ہم نکلے

جگر پر داغ لب پر دود دل اور اشک دامن مین
تری محفل سی ہم مانند شمع صبحدم نکلے

اگر ہو تازیانہ گیسوی شبرنگ کا تیرے
مری شبدیز سودا کا زیادہ تر قدم نکلے

دیگر

نمود باندھتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ پڑے
الٰہی جان پہ جھوٹونکے قہر ٹوٹ پڑے
جو پٹکے دیدۂ داغ جگر سے سب آنسو
تو دل کے آبلے بھی ساتھ اوسکے پھوٹ پڑے
قلق سے تیری جدائی کے ہے یہ حال اپنا
کہ غش مین رہتے ہین چھاتی کو کوٹ کوٹ پڑے
یہ روز مشورہ کیا ہے کوئی تو پھوٹی بات
خدا کرے کہ کہین دشمنون مین پھوٹ پڑے
ہمیشہ رکھتے ہین جھوٹونسے آپ سرگوشی
تمھارے کان مین کیونکر نہ بات جھوٹ پڑے
ہم اوسکی چشم کو دین کیونکہ اپنا شیشۂ دل
کہ ہے وہ مست کہین ہاتھ سے نہ چھوٹ پڑے
ظفر وہ نازونکہ ہے بلا لٹیری فوج
شکیب و صبر کی دل مین نکیونکہ لوٹ پڑے

تیری در پر جو عاشق کو محبت لیکے آئی ہے
اوسی تقدیر نے بھیجا ہی قسمت لیکے آئی ہے

لبون پر جان آئی ہے جو میری ہجر مین تیرے
تو اپنے ساتھ کیا کیا رنج و حسرت لیکے آئی ہے

معطر کر دیا ساری چمن کو ایک جھونکے مین
خدا جانے صبا کس گل کی نکہت لیکے آئی ہے

جلا پروانہ ایسا شمع کی شب سوز الفت سے
کہا اوٹھ جا کہان کا سوز الفت لیکے آئی ہے

الٰہی کیون دراز اتنی ہوئی ہے رات فرقت کی
یہ اپنے ساتھ کیا روز قیامت لیکے آئی ہے

بلایا ایک مجکو ہی شہادتگہ مین قاتل نے
ہزارونکو تمنای شہادت لیکے آئی ہے

ظفر دل تو ہمارا پیچ مین اوس زلف پیچان کی
کبھی ہرگز نہ آتا لیک شامت لیکے آئی ہے

گل رخسار پر تیری کھلی زلف دوتا یون ہے
کہ گلشن مین کبھی دیکھی نہین کالی گھٹا یون ہے

کرین کیون بت پرستی محو صورت ہو کے اوس بت کی
مگر ہم کیا کرین زاہد کہ منظور خدا یون ہے

صفائی دل کی گر درکار ہی تو خاکساری کر
کہ بی خاکستر آئینہ کو ہے ہونا صفا یون ہے

بجا ہی وہ جو کچھ لکھتی ہین خط مین مجکو ای قاصد
خطا اونکی نہین قسمت ہی مین میرے لکھا یون ہے

نہین گر دل خراش ای گل چمن مین نالہ بلبل
تو کیون سینہ سراسر چاک تیرا ہو گیا یون ہے

کہی ہے دل چل اوس کوچے کو ناصح منع کرتا ہی
ادھر یہ کہہ رہا یون ہی اودھر وہ کہہ رہا یون ہے

خدا جانے کیا کیا سحر اوس چشم پر افسون نے
ظفر جو دل تمھارا بس مین اوسکے آ گیا یون ہے

دیگر

جلد چہارم دیوان ظفر

اگرچہ ماہ فلک پر کمال کو پہونچے
مگر نہ یار کے حسن و جمال کو پہونچے
نہ کھینچ شانہ سے اسطرح زلف کو اپنی
کہ صدمہ اس دل آشفتہ حال کو پہونچے
گئے جہان سے ناکام مین ترے مہجور
کبھی نہ ہاے مراد وصال کو پہونچے
جو پھیر کے مرغ گرفتار اک ذرا صیاد
چمن مین توڑ کے یا تیری جال کو پہونچے
نہ خال کو پہونچے نہ خال کو پہونچے
نیاز مشک کرے اپنی رنگ و بو پر ناز
کہ تیری زلف کو پہونچے نہ خال کو پہونچے
ہمیشہ میرے دل پر ملال کو پہونچے
اوٹھاؤ ہاتھ نہ سودے سے تم محبت کے
ظفر اگرچہ ضرر جان و مال کو پہونچے

دیگر

کیا کیون شب کو مری گریہ کی حالت اور تھی
روکنے سے آنسوونکی ہوتی شدت اور تھی

بزم

بزم یاران گذشتہ کی نپوچھو دل لگی
تھے وہ جیسے اور یارو اور وہ صحبت اور تھی

کرتا کیا دیوانگی مین مجھسے مجنون ہمسری
مجکو وحشت اور تھی اور اوسکو وحشت اور تھی

نزع مین تھی آرزو مجکو تو وصل یار کی
کچھ سوا اسکے نہ میری دل مین حسرت اور تھی

عشق مین شیرین کی جو تلخی گوارا ہو گئی
پائی کچھ فرہاد نے اسمین حلاوت اور تھی

غمزہ و ناز و ادا سی مجھپہ جو گذری نہ پوچھ
دمبدم میری لیے آفت پہ آفت اور تھی

اے ظفر اچھا کیا تمنے کہے اسرار عشق
ورنہ تھی انکے چھپانیمین قباحت اور تھی

نظر پہ تو ہی بس ای میری جان چڑھتا ہی
ترے سوا نہین کوئی یہ دھیان چڑھتا ہے

نظر سے خلق کی گر جای ہے فلک پہ قمر
جو وقت شام وہ کوٹھے پہ آن چڑھتا ہے

اگر برا نہ کہے ہووے کیون برا مشہور
تو اس زبان سی سبکی زبان چڑھتا ہے

کوئی اوترتا ہے دریاے عشق یہ اپنا
زیادہ دمبدم اے مہربان چڑھتا ہے

ضرور عشق حقیقی کو ہے مجازی عشق
کوئی بھی بام پہ بے نردبان چڑھتا ہے

ہمارا نالۂ پر درد آسمان کے تلے
بنایا ایک سی اک آسمان چڑھتا ہے

ظفر عجب نہین گر چرخ پیر ہو پامال
سمند ناز پہ پھر وہ جوان چڑھتا ہے

اون لب و دندان کو ہم ہین لعل و گوہر جانتے
اور زلف و خال کو ہین مشک و عنبر جانتے

جانہ اس دنیاے مکارہ کو تو اقرار پر — آج کی کل کرتی یہ بدذات کل کی آج ہے
آپ نے بھیجا تھا کچھ تحفہ جو کل میرے لیے — آئی میرے پاس وہ سوغات کل کی آج ہے
کیا بھروسا کل کا غافل آج ہی کر لے نہ چوک — تجھسے ہو سکتی اگر خیرات کل کی آج ہے

آج جو کچھ کر سکے کر کل کی کل پر رکھ ظفر
فکر کیا اے مرد خوش اوقات کل کی آج ہے

ہوے جہان مین تری شیفتہ ہزار آگے — پر ایک بھی نہوا مجھسا جان نثار آگے

مطلع ثانی

بندھا تھا کب مری رونیکا ایسا تار آگے — کہان تھے یون مرے آنسو گلے کے ہار آگے

مطلع ثالث

دل ایک بوسہ پہ کھدونگا لاکے یار آگے — تجھے ہی لینے نہ لینے کا اختیار آگے
قدم اوٹھاکے تو آندھی سی بھی بیابان مین — اوڑاتا خاک چلے تیرا خاکسار آگے
رہیگا عمر بھر آئینہ آب شرم مین غرق — ہوا وہ آکے ترے ایسا شرمسار آگے
کہان مجال کہون سنلو میری دو باتین — کہ ایک کہہ کے ابھی سن چکا ہون چار آگے
یہ حال اپنا ہی اوس زلف کے تصور مین — اندھیرا آئی ہے آنکھون کے بار بار آگے
نکرتے گریہ نہ یون کھوتے آبرو اپنی — یہ آیا اپنا کیا چشم اشکبار آگے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائی
کہ برہم آج وہ زلفِ دوتا بہت سی ہے

کہون مین کیا کہ گذرتی ہے دل پہ کیا تجبن
یہ داستان غم ایدل ربا بہت سی ہے

کبھی ہمارا بھی خون ملکو دیکھو ہاتھون مین
لگائی آپ نے یون تو حنا بہت سی ہے

پلائیگا کوئی جام مے مجھے ساقی
طبیعت آج مری بے مزا بہت سی ہے

کہو شرار سے ہنستا ہے کیا شرارت سے
کہ تیری ہستی پہ ہنستی فنا بہت سی ہے

حیات عشق مین کرنی بسر ہمین اپنی
ظفر اگرچہ ہے تھوڑی سی یا بہت سی ہے

آتا اس غم پہ گمان ایک تو دل مین یہ ہے
کہ بڑا دشمن جان ایک تو دل مین یہ ہے

خواہشین اور بھی ہین پر ترا لیلون بوسہ
ہوس اے غنچہ دہان ایک تو دل مین یہ ہے

ہے جہان جان وہان تو ہو مکین ایجانان
تیرا رہنے کا مکان ایک تو دل مین یہ ہے

کہین دل سوختہ کیا دیکھا داغ دل کو
سوز الفت کا نشان ایک تو دل مین یہ ہے

مین گیا جان سے اور تو نہ یہانتک آیا
حسرت اے آفت جان ایک تو دل مین یہ ہے

کیون ہون منت کش دنبالہ مژہ کا فی ہے
کہ کھٹکنے کو سنان ایک تو دل مین یہ ہے

ہین ارادے تو بہت پر ظفر انکے آگے
کیجے سب حال بیان ایک تو دل مین یہ ہے

دوستی ہمکو بہت ہوش ربا سی یون ہے
کہ نہ جائے کبھی امید خدا سی یون ہے

یون بھی ہوتا ہے

کہ اسکا بے سبب گھبرانا کیون جی

جو اتنی گھبراہٹ ظفر ہے کچھ تو باعث دل کو ہے

یون بھی ہوتا ہے

تمھین غیرون سے وہ پڑھوانا کیونجی

راز پوشیدہ

ہمین تو خط مین اپنے تمکو لکھنا

دیگر

جس پہ راز شش جہت کی مے سے چھلک کے کھل گئے
عشق کی بازی مین ساقی اونکے چھلکے کھل گئے
پہلے تو کھلتی ہوئی باتون مین ہنسے دیر تک
وہ جھجکتے ہی رہے یارے جھجک کے کھل گئے
رات کو گھر کے کواڑونکے نہ کھل سکتے مگر
اور الفت سے دیئے ہمنے جو دھکے کھل گئے
ہو رہے تھے بند گلشن مین جو غنچون کے دل
زلف وہ کھلتے ہی خوشبو سے مہک کے کھل گئے

جلد چہارم دیوان ظفر

بچھے جاتے ہین پاؤن مین تیرے فتنے
قدم تیرے اے فتنہ گر لیتے لیتے

بندھا زلف کا تصور تو گذری
بلائین ہمین رات بھر لیتے لیتے

خبر دل کی کچھ اپنے لینے نپائے
ہوے بیخبر ہم خبر لیتے لیتے

کہان بستر گل گذرتی ہے ہر شب
مجھے کروٹین خاک پر لیتے لیتے

گیا تھا دل اوس زلف سے لینے سودا
الٰہی گیا وہ کدھر لیتے لیتے

لیا ہمنے ڈر کر نہ قاصد سے اپنے
خط اوس تند خو کا ظفر لیتے لیتے

کسیکا مفت دل لیجانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
جو بوسہ مانگے تو جھنجلانا کیونجی یون بھی ہوتا ہے

کبھی خط لکھ کے بلوانا کبھی خط کے بھی لکھنے کا
مچلکا ہمسے اک لکھوانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

جو شانہ زلف سے اولجھے تو سلجھانا اوسے لیکن
دل صد چاک کو اولجھانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

کنارہ کرنا عاشق سے نہین اتنا کہ پھر اوسکو
کنارہ گور کے پہونچانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

کچھ ایسی بات کہدینا بنا کر اور کچھ آپ ہی
پکڑ کر غصہ پھر فرمایا کیونجی یون بھی ہوتا ہے

دیگر

یان آیا ایک پرچہ جب چند روز گذرے
اور وان مری طرف سے سو بند روز گذرے
آئے کبھی ادھر تو رنجیدہ ہی گئے وہ
اور غیر کی گلی سے خرسند روز گذرے
بیمار غم نکیون کر ہو شائق رخ و لب
نسخہ مین جب نظر سے گلقند روز گذرے
ناصح سنین کہانتک بس ہو چکی نصیحت
کتنے ہی ہمکو سنتے یہ پند روز گذرے
سوگندونکی زبان سے گندی زبان ہے اوسکی
جسکو کہ کھاتے جھوٹی سوگند روز گذرے

ہاتھون سے

ہاتھون سے گر جنون کے ٹکڑے ہون پیرہن کے
بخیہ گرونکو کرتے پیوند روز گذرے

اندیشہ شب غم جاے ظفر نہ دل سے
عیش و طرب مین اپنا ہر چند روز گذرے

رکھتا ہے محبت دل ناشاد تمھاری
کیا ذکر کہ بھولے یہ کبھی یاد تمھاری

مطلع ثانی

ہم سہتے ہین بیداد پہ بیداد تمھاری
لیکن نہین کرتے کہین فریاد تمھاری

حیران ہین صورت تصویر جو دیکھین
تصویر ذرا مانی و بہزاد تمھاری

اے غافلو مانند حباب ایک نفس مین
مٹ جاؤگے تم کچھ نہین بنیاد تمھاری

سمجھا نہ تمھین حضرت دل اوسنے ہوا خواہ
محنت ہوئی ساری یونہین برباد تمھاری

کٹجاے ابھی از رہ غیرت سے چمن مین
سج دھج یہ اگر دیکھ لے شمشاد تمھاری

اے بلبلو اتنا نکرو غل کہ مبادا
دشمن ہو سوا جان کا صیاد تمھاری

مجنون سے کیا ہمنے جو ذکر اپنے جنون کا
کہنے لگا کیا بات ہے اوستاد تمھاری

منھ دیکھے ہے جو آئینہ حسرت سے ہمارا
ہم جس سے ظفر کہتے ہین روداد تمھاری

کیا قتل آج اوسنے یہ خبر دو تین دن سے تھی
جو پیش آئی ہے وہ پیش نظر دو تین دن سے تھی

کیا ہے آخرش اوسنے جلا کر مجکو خاکستر
جو دل مین آگ میرے شعلہ زن دو تین دن سے تھی

ہے قاعدہ یہان کا یہی پستی و بلندی
ہین سوچ مین ناوان زبر و زیر کی بیٹھے

چین کیون تری ابرو پہ ہی یہ ہمنی نیونچا
دیکھا کیے جوہر تری شمشیر کی بیٹھے

یہ سوزش دل سی ہی مری خاک مین گرمی
کیا تاب کوئی پاس مرے ڈھیر کی بیٹھے

گردش سی بھلا چشم سپہر کوئی کیونکر
آرام سے اس دور مین اندھیر کی بیٹھے

اوٹھ بھاگتا ہے سامنے سے مرد کی نامرد
روباہ مقابل یہ ظفر شیر کی بیٹھے

الٰہی شکر ہے ہم ہین تو نکو بیوفا گنتے
اگر ہوتی وفا انمین تو پھر کیا جانی کیا گنتے

جگہ ہے ڈوب مرنیکی جنھین ہم آشنا سمجھی
وہ ہین اس آشنائی پر ہمین نا آشنا گنتے

شب فرقت مین اپنی آنکھ اک لحظہ نہین لگتی
گذرتی رات ہی تاری ہمین ای مہ لقا گنتے

تری بیمار ای عیسی نفس یان ہی کہان جاتے
گلی کو تیرے اپنے حق مین ہین دار الشفا گنتے

بہایا کیون نہ خون کشتونکا تو زیر پا اپنے
کہ اے سفاک وہ اپنا اسیکو خون بہا گنتے

ہوی ہم خاک جسکے واسطے راہ محبت مین
ستم یہ ہی نہین وہ ہمکو اپنا خاک پا گنتے

تمامانجم افلاک کر سکتا اگر کوئی
تو ہم بھی اپنے دل کے داغ سب ای دلربا گنتے

تماشا ہو کسی صیکش سی لگجاؤ تمھارا دل
شکست شیشۂ دل کی ہمین اپنی اک صدا گنتے

بہت ہی آپکو تم اے ظفر ہو پارسا گنتے

دیگر

مری اونکے ہی جو کچھ مہر و محبت رہ گئی
ہے فقط اک دور کی صاحب سلامت رہ گئی

جو کہی ہمسے حقیقت وہی اونسے غیر ہے
فی الحقیقت اب ہماری کیا حقیقت رہ گئی

وعدہ آنیکا کیا آیا نہ وہ محشر خرام
آتے آتے سر پہ عاشق کے قیامت رہ گئی

اوٹھ گئے منعم جہان سے چھوڑ کر قصر و محل
عاقبت یانکی یہین ساری عمارت رہ گئی

منھ کو کیا پھیرے پڑا ہی آکے گلے لگجا مری
رات کچھ تھوڑی سی ہی ای ماہ طلعت رہ گئی

سخت جانی نے مرے توڑی تو اوس قاتل کی تیغ
اے ظفر دل مین تمنائے شہادت رہ گئی

شوق پابوس مین ہم دور سے دوڑے آئے
چومنے کو یہ قدم دور سے دوڑے آئے

صید افگن جو ہوا وہ صنم کافر کیش
سیکڑون صید حرم دور سے دوڑے آئے

دیکھکر ظلم تری پاس سے سب بھاگ گئے
ہم اوٹھانیکو ستم دور سے دوڑے آئے

اس قدر ہو گئے عرق آئے جو یہ طفل سرشک
شاید ای دیدۂ نم دور سے دوڑے آئے

ساقیا جام کو بھر جلد کہ کیا کیا بادل
دیکھ تو ہین سر نم دور سے دوڑے آئے

تری الفت ہمین لائی نہین ہم آپسے آپ
تیری الفت کی قسم دور سے دوڑے آئے

جب رہا پاس مظفر کوئی نہ اپنے غمخوار
سنتے ہی حضرت غم دور سے دوڑے آئے

دیگر

جان میری تن مین ای قاتل تڑپتی چھوڑدی
اور اک تو نے نہ کیون تیغ دو دستی چھوڑدی

بیٹھتے تھے دل کو اک پوسہ پہ تیری ہاتھ ہم
تو نے کیون یہ بات ایسی جنس سستی چھوڑدی

تک آیا ہاتھ سے وحشت کی مجنون اس قدر
جا لیا دیرانہ مین وہ اونسے بستی چھوڑدی

جو کہ سمجھا منزل رفعت وہ آسمین رہ گیا
جسنے دیکھا ہے تہ دنیا جای پستی چھوڑدی

کیا لیا ہنسکر شرارت سے جہا نمین ای شرر
ہنستے ہنستے تو نے آخر اپنی ہستی چھوڑدی

چھا گیا گلشن مین گویا ایک ابر نو بہار
زلف عارض پر جو اونسے وقت مستی چھوڑدی

خود پرستی بت پرستی سے نہین کم ای ظفر

جسنے چھوڑی خود پرستی بت پرستی چھوڑدی

کرون کیا یاد زلف دلبر جانی نہین جاتی
نہین جاتی مری دل کی پریشانی نہین جاتی

مہ نو ابروی خم کی ہم مین پر کسی سے بھی
نہ آئی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہماری عشق کی پوچھین تو کیا پوچھے
کہ وہان تک ناصحونکی عقل دیوانی نہین جاتی

ہوئی برباد میری خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر تیری جولانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا محمد احسن بانو لوگی
نہین یہ بات کچھ ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

نہین پہونچاتی ہم تا گوش نازک خوش بانو تک
کہ جب تک بات کوئی خوبسی چھانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہو گیا ہے میر اسودای محبت مین
مری صورت مری یارون سے پہچانی نہین جاتی

ملتا نہین ہے یار کے گھر کا کہین پتا
قاصد مرا خراب ظفر تین دن سے ہے

جو مری قتل کو شمشیر ہے صورت رکھتی
وہی اوس سرمہ کی تحریر ہے صورت رکھتی

تیری صورت کو کہان پہونچے پریکی صورت
ایسی وہ کاہیکو تصویر ہے صورت رکھتی

قید کرنیکو ہمارے دل سودائی کے
زلف وہ ہمسر زنجیر ہے صورت رکھتی

گردش چشم کی جو تیری وہان ہے صورت
وہی یان گردش تقدیر ہی صورت رکھتی

دیکھکر مارسیہ بھی جسے ڈر جاتے ہے
وہ بلا زلف گرہ گیر ہے صورت رکھتی

ویسی ہی دلکی بھی صورت نظر آئی جیسی
خانہ کعبہ کی تعمیر ہے صورت رکھتی

اے ظفر جس سے بنے یار کی کچھ صورت وصل
ایسی کوئی نہین تدبیر ہے صورت رکھتی

ہمنے دیکھے عجب اس بحر جہان کے دھوکے
وے ہی یان ریگ وان آب وہان کے دھوکے

ہستو ہین آپ پڑی جان کے پیچھے اپنے
ہاتھ اب عشق مین اوس آفت جان کے دھوکے

دہن زخم جگر مین مرے پیکان تیرا
ای ستم کیش مجھے دے ہے زبان کے دھوکے

نہوا فائدہ بیمار محبت کو ترے
گرچہ تعویذ پیے ایک جہان کے دھوکے

قصر خلد و محل عدن سے کیا کیا ہمنے
کھائے اے حور لقا تیری مکان کے دھوکے

دسترس دیر مغان تک ہو اگر زاہد کو
تو پیے پانوں ابھی پیر مغان کے دھوکے

گذری جو بخت مصیبت سے گھڑی پاؤ گھڑی
تو وہ ہو روز قیامت سے بڑی پاؤ گھڑی

ایک عالم سے رہی اسپہ لڑائی برسون
آنکھ اوس شوخ سے میری جو لڑی پاؤ گھڑی

دم نکل جائیگا گھبرا کے اگر یوں نہیں رہی
آہ سینہ مین مری اور اڑی پاؤ گھڑی

شعلہ جو دیکھے اگر جلوۂ قامت کوترے
تاب کیا پھر جو رہی شمع کھڑی پاؤ گھڑی

ہاتھ مین درد نزاکت سے کئی روز رہا
لی اوٹھا اوسنے جو پھولونکی چھڑی پاؤ گھڑی

کر خجل باغ مین سوسن کو دکھا کر اے گل
اپنی ہونٹونپہ تو مسی کی دھڑی پاؤ گھڑی

جلد آ اور ابھی زندہ ہے بیمار ترا
وہ گھڑی ایک گھڑی آوہ گھڑی پاؤ گھڑی

آج آیا نہ مری پاس جو وہ راحت جان
تو نہیں اوسکے مجھے کل نہ پڑی پاؤ گھڑی

شیخی جھڑجا ابھی ابر بہاری کی طرح
باندھون اشکون کی جو آنکھون سے جھڑی پاؤ گھڑی

چشم کا رنگ مین اک انداز پایا جاے ہی
پر کہان وہ غمزہ اور انداز پایا جاے ہے

اشک سونالہ سے اور چہرہ کا رنگ زرد ہے
الفت پنہان کا اپنے راز پایا جاے ہے

اے دل بیمار خوش ہو اوس لب جانبخش مین
حضرت عیسیٰ کا سا اعجاز پایا جاے ہے

دم دلاسے پر ترے دی ہی جو دم سارا جہان
کچھ تو اسمین لطف اے دمساز پایا جاے ہے

کرتا ہی رسوا مجھے لاتا ہی منہ پر دل کی بات
صاف طفل اشک تو غماز پایا جاے ہے

تیرا مضمون کر گرہ ہے جو عنقا کی طرح
کوئی ڈھونڈھے سے وہ اے طناز پایا جاے ہے

ہ دیکھین نزع مین ظالم تری ہم تابکے	جلد آ اٹکا ہے آنکھون مین یہان دم تابکے

مطلع ثانی

یھین یہ گلشن مین ہی جا شادی و غم تابکے	گل ہین خندان تا کجا گریان سی شبنم تابکے
ر تو سو بار برسا اور برس کر کھل گیا	شدت گریہ ہوا اپنی دیکھیے کم تابکے
سن پر نازان جو ہی ای عالم تصویر تو	ہم بھی دیکھین یہ رہیگا تیرا عالم تابکے
ل کو رکھتا ہی مری ہر رات پیچ و تاب مین	دیکھیے تیرا خیال زلف پر خم تابکے
نہ مرہم جائین گی ہوگا نہ پر یہ زخم دل	تم بھروگے چارہ ساز و اسمین مرہم تابکے
یکھیے تجھ بن نظر مین اپنی ای رشک چمن	ہووی ہر گلبن چمن مین نخل ماتم تابکے
خطا ہمنے کہ چھیڑا زلف مشکین کو تری	دیکھیے اسیر رہی تو ہمسے برہم تابکے

رات دن چشمون سی جاری ہی ظفر دریای اشک
پر خدا جانے بجھے گی آتش غم تابکے

وا میرے یہ الفت کی نشانی کسکی منھ پر ہے	کہ منھ زرد اور آنسو ارغوانی کسکے منھ پر ہے
ارے بخت خوابیدہ بجاگین ہین بجاگین گے	چھڑکتا دیکھ تو ای گریہ پانی کسکے منھ پر ہے
وا خجلت سی چہرہ زرد کیون خورشید تابان کا	دوپٹا اسنی دیکھا زعفرانی کسکے منھ پر ہے
ار روی گل شبنم بھی ہی گلشن مین ای گلرو	پسینے سی مگر یہ درفشانی کسکے منھ پر ہے
بان شمع کو کیون بزم مین ناحق جلاتی ہین	الٰہی اسنی کی آتش زبانی کسکے منھ پر ہے

تم یہ سمجھو کہ نصیب اسکے ہوے برگشتہ
دیکھو جس وقت ظفر نیت انسان پھرتی

کیا کہون اوسکو نہین دیکھا بہت دن ہو گئے
اوسنے تو خط بھی نہین بھیجا بہت دن ہو گئے

اب کیے گر ضبط اشک و آہ تو کیا فائدہ
ہم تو سب ہین ہو چکے رسوا بہت دن ہو گئے

گرچہ عرصہ مین حیات بیروزہ کی کوئی
رہ گیا دو تین دن تو کیا بہت دن ہو گئے

مر گیا ای عشق جیسے پھوڑ کر سر کوہکن
پھر کسی کا سر نہین پھوٹا بہت دن ہو گئے

اب وہ مجھسے پوچھتے ہین کہہ ترا کیا حال ہے
کام ہی یان ہو گیا میرا بہت دن ہو گئے

جلوۂ قامت دکھا دی تو کہ سنتے سنتے ہی
نام ہمکو تو قیامت کا بہت دن ہو گئے

کردے پروا شوق سے میرے کہ مجکو دام مین
اے صیاد بے پروا بہت دن ہو گئے

کیا کہون تجھہ بن گذاری کسطرح سے یہ رات
ایک لحظہ بھی اگر گذرا بہت دن ہو گئے

تو ظفر کو صورت اکدن اوس بت ہی مہر کی
اتبو دکھلا دی خداوندا بہت دن ہو گئے

حلاوت لب شیرین کو کیا بات لگے
کہ جسکی جان سے زیادہ ہو اوسکی بات لگے

مطلع ثانی

کہان نصیب یہ دولت ہمارے ہات لگے
کہ مثل سایہ پھرین اوسکے سات سات لگے

یہ غم ہے لگ کے گلے سو ہے آپ غیر کے ساتھ
اور اپنی آنکھہ نہ اوس بن تمام رات لگے

شب وصل دم اپنا ہوتا ہے آخر
کہ جون جون ہے پیارے سحر ہوتی جاتی

دم قتل اوس تیغ کے ٹوٹنے سے
شکستہ ہے اپنی کمر ہوتی جاتی

نہین کرتے ہان وعدۂ وصل پر تم
نہین پر نہین ہے مگر ہوتی جاتی

گئی پھر بھڑک عشق کی آگ دل مین
کہ ہے آہ کچھ شعلہ ور ہوتی جاتی

رقیبون سے تو آنکھ لڑتی ہے اونکی
مگر ہے ادھر ہی نظر ہوتی جاتی

یہ باتین فریبندہ سن سن کے اوسکی
تسلی ہے دل کو ظفر ہوتی جاتی

غضب تیری نگاہ چشم غارتگر کی تیزی ہے
پہونچتی اسکی تیزی کو کہان خنجر کی تیزی ہے

جلاویگا جہان کو ایک شعلہ آہ کا اوسکی
یہی گر آتش دل مین تری مضطر کی تیزی ہے

لکھون کیونکر نہ خط آنکھون سے مین اوسکو کہ دکھلاتے
مجھے تو خامۂ مژگان چشم تر کی تیزی ہے

سخن اوس لعل میگون کا رکھے ہے وہ بلا تیزی
کہ اوسکے روبرو کیا بادۂ احمر کی تیزی ہے

اگر جوش جنون مین فصد کی حاجت ہے مجنون کو
تو نوک خار صحرا مین سر نشتر کی تیزی ہے

خدا جانے کہ ایسا تیز ہو کر کیون وہ آیا ہے
کہ جوہر بات مین آج اوس بت کافر کی تیزی ہے

کرے سوراخ وہ دل مین ظفر کیون کر نہ عاشق کی
کہ برمے سے سوا مژگان مین اوس دلبر کی تیزی ہے

تڑپنا زیر خاک اب تک دل اندوہگین یون ہے
کہ جسکے زلزلہ سے کانپتی ساری زمین یون ہے

کس کس کا افسوس کریں ہم آگے سے ان آنکھونکے
اوٹھ گیا ایدل دیکھا کیا عالم مین سے عالم ہے

ہے ایک اونے عرصہ جولان صرے آہ و نالہ کا
وہ جو اعلے عالم بالا عالم مین سے عالم ہے

کیا کہون رنج و غم کے عالم مین جو اوسکی دوری مین
عشق دکھاتا مجکو میرا عالم مین سے عالم ہے

آئے عدم سے ہستی مین ہستی سے عدم کو جاتی ہین
رکھا کیا ہی سیدھا رستا عالم مین سے عالم ہے

گاہے پری کا عالم ہے وہ گاہے حور کا عالم ہے
جنکا عالم اوسکے دکھاتا عالم مین سے عالم ہے

ہر دم ایک نیا ہے عالم دیکھتے ہین ہم عالم مین
دیکھ ظفر کیا پیدا ہوتا عالم مین سے عالم ہے

جو دل مین ہو وہ ہی منہ سے کہو خدا کے لیے
اوسے تو رہنے ہی دو گو مگو خدا کے لیے

کبھی کبھی تو قدم رنجہ کیجیے یان بھی
ملاپ ترک نہ بالکل کرو خدا کے لیے

ہمیشہ غیرون کی تو ساتھ پھرتے چلتے ہو
کبھی ہمارے بھی گھر تک چلو خدا کے لیے

ہے اختیار تمھین مانو یا نہ مانو پر
جو ہم کہین اوسے تم سن تو لو خدا کے لیے

کبھی گلشن کی طرف چاک قفس سے جھانکین
ہم اسیرونکو نہین اتنی بھی رخصت ملتی

بوسہ دو چار ملین ایسی کہان اپنی نصیب
ایک گالی بھی ہو وہان ہمکو بہت ملتی

کیونکہ ملجائین ہم ای یار تری یارون سے
کہ نہ خو ملتی ہی اونسے نہ ہی خصلت ملتی

خاک مجنون کی بگولے مین ہے کھاتی چکر
عشق مین خاک بھی ہو کر نہین راحت ملتی

یار جو ملتے ہین اغیار ہی ملتے ہین ظفر
کیا ملین اون سے نہین اپنی طبیعت ملتی

محبت سے نہ کہتا ہون نہ الفت سے بہت خاصی
نہ دیکھی کوئی صورت تیری صورت سے بہت خاصی

اگر بخت رسا پہونچائین وہان ای حور وش ہمکو
تو ہی تیری گلی گلزار جنت سے بہت خاصی

نہ کھائین زخم تیغ عشق کیونکر ہم حلاوت سے
نہین کوئی حلاوت سے حلاوت سے بہت خاصی

شرارت ہی تری ای شوخ شوخی سے بہت بہتر
تری شوخی ہی ای ظالم شرارت سے بہت خاصی

ہیچ ہی ناصحو ہی عشق مین تکلیف سرتاسر
مگر تکلیف ہی یہ بیکو راحت سے بہت خاصی

ترے بیداد کی بیداد گر کیا داد دے کوئی
ہمین ہین یہ جو کہتے ہین محبت سے بہت خاصی

بڑی بات ای ظفر کوئی نہو گر خوب ہو قسمت
بری سی بھی ہی تو ہو جاے قسمت سے بہت خاصی

ناز و غمزہ جو ہی اوس کافر ادا کا زیور ہے
دل چورا لینے کو یہ اک اک بلا کا زیور ہے

دیکھکر جسکو ید بیضا خجل ہو ای نگار
وہ تری دست حنائی مین حنا کا زیور ہے

خیال اوس ابروی خمدار کا دل سے نہ جائیگا
اگر ہم زیر آرہ اوسکو دھر کر چیر ڈالین گے
کوئی کرتے ہین دعوی خون کا ہم اپنی قاتل ہے
اگر آجائیگا ہاتھہ اپنا مخضر چیر ڈالین گے

نہ نکلے گا ظفر دل سے مرے پیکان تیر اونکا
اگر وہ سارا سینہ کیکے خنجر چیر ڈالین گے

مطلع ثانی

دی جو اوس سفاک کو تحریر اپنے ہاتھہ کی
ہنسے اپنے قتل کی تدبیر اپنے ہاتھہ کی

مار کر فرہاد تیشہ سر پہ کہتا تھا کہ آپ
چوٹ کھائی ہنسے ای تقدیر اپنے ہاتھہ کی

ہاتھہ نازک ہین تری لاکاٹ دون اب اپنا سر
تو حوالی کر مرے شمشیر اپنے ہاتھہ کی

سیر ہر آنسو پہ نچھہ کرتا ہی کیون تو اے گا
سرخی رنگ حنا تغییر اپنے ہاتھہ کی

کھینچکر پانی تری تصویر کہتا ہے بناز
دیکھنا ہے واہ کیا تصویر اپنے ہاتھہ کی

ہاتھہ کیون کٹتا اگر لگتا نہ اوس دامن کو ہاتھہ
ہنسے ثابت آپکی تقصیر اپنے ہاتھہ کی

خانۂ دل یہ عمارت ہی خدا کے ہاتھہ کی
دیر و کعبہ ہے ظفر تعمیر اپنے ہاتھہ کی

کیا لعل پارۂ دل اسنے کیا تلف ہے
یہ طفل اشک اپنا ابتر ہی ناخلف ہے

سو فارو ار ہنستا ہیز خم ہے خوشی سے
تیر نگہ کا کس کر یہ دل ہوا ہدف ہے

ہین چشم و اشک ہمکو مانند جام و صہبا
آہ و فغان بجا ہے آواز چنگ و دف ہے

ہم یار کسکو سمجھین کس کا کرین بھروسا
ہے دل جو دوست اپنا وہ بھی تری طرف ہے

دیگر

واہ کیا طرز ستم تجکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہی تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے ای دل کوئی کالی کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھسے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجکو ایک بھی ای جان مضطر یاد ہے

مین ہون اور دن رات ہی اوس چشم میگون کا خیال
مے نہ مجکو یاد ہی ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نہ کیونکر پیچ و تاب
مجکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنیکا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو ہو جاتا مضمون سارا سنکر یاد ہے

وان بھلائی اپنی گر دو تین کے منھ سے سنی
تو برائی بیشتر دو تین کے منھ سے سنی

آئین وہ اب یا نہ آئین پر یقین سا آگیا
اونکی آمد جو ادھر دو تین کے منھ سے سنی

حسن کی تعریف تیری شہر مین روز اک سوا
ہمنے اے رشک قمر دو تین کے منھ سے سنی

کیا مزا آیا جو اوس نے ایک میری داستان
سو طرح سے رات بھر دو تین کے منھ سے سنی

وان نہ بات اچھی سنی ہمنے زبان سے ایک کی
ہان کوئی گالی مگر دو تین کے منھ سے سنی

سر اوڑایا آج اوس قاتل نے پھر دو چار کا
ہے یہ اوڑتی سی خبر دو تین کے منھ سے سنی

ایک کے آگے نہین منھ سے نکالی ہمنے بات
اوسنے کیونکر اے ظفر دو تین کے منھ سے سنی

دیگر

کیا جانے کیا بلا نگہ شوخ و شنگ ہے
جاتی دل و جگر سے گذر جون خدنگ ہے

شمشیر تیرے ہاتھ مین حاضر ہے سر مرا
منظور اگر ہے قتل تو پھر کیا درنگ ہے

آنکھین تری کہین اسے وحشی بنا نہ دین
آتا نظر کچھ اور مجھے دل کا ڈھنگ ہے

کھو بیٹھا جسکے عشق مین مین ننگ و نام کو
اوس بیوفا کو نام سے بھی میری ننگ ہے

تیری نگاہ تیز کو سرمہ سے کیا غرض
تو کیون لگاتا خنجر مژگان کو زنگ ہے

آتا ہے ذکر جب ترے تن تنگ کا ترے
ہوتا چمن مین قافیہ غنچون کا تنگ ہے

کرتے نشانہ کیون نہ مجھے ترک چشم یار
دنبالہ سرمہ کا مری حق مین تفنگ ہے

کچھ ہوتا آہ و نالہ کا میرے نہین اثر
کیا جانے دل ہی یار کا آہن کہ سنگ ہے

باغ و بہار کیون نہو بزم اپنی اے ظفر
ساقی ہے سبزہ رنگ تو ہی لالہ رنگ ہے

نہ کھانے دیتے غمخوار و نکو غم کھاتے تو ہم کھاتے
بہت کھاتے تو ہم کھاتے جو کم کھاتے تو ہم کھاتے

قسم ملنے کی کھائی تو نے کیون ہم باوفاؤن سے
ارے او بیمروت گر قسم کھاتے تو ہم کھاتے

نشانہ ناوک مژگان کا ہوتا کون پر دے پر
ترے یہ تیر ظالم بیقلم کھاتے تو ہم کھاتے

ھر کا پتا کہین او سکے نپایا کتنے ہی قاصد میرے گئے
اولٹے ہی میرے گھر کی طرف ہر راہ گذر مین پھر کر آئے

ہالہ مین آیا ماہ فلک پر شب کو نظر سو بار مگر
تم نہ کبھی اے رشک قمر آغوش ظفر مین پھر کر آئے

ری جی مین ہے پونچھون انجان بنکے
چلے کس کو گھر آج مہمان بنکے

نین وصل جانان جو قسمت مین اپنی
بگڑ جائے ہے سارا سامان بنکے

ری صورت آئینہ سان جسنے دیکھی
وہ بس رہگیا صاف حیران بنکے

مان جائیگا دل مرا تیرے گھر سے
کبوتر کے مانند گردان بنکے

رے ہے ہر اک اشک سینہ مین رو کر
تری ناوک غم کا پیکان بنکے

سی ملکے کاجل لگا کر چلے ہو
کہان تم دھوا ندھارا ایجان بنکے

سکنے نہ دین غیر کو گھر مین تیرے
اگر بیٹھین ہم در پہ دربان بنکے

رادل ہے یک قطرۂ خون پہ اکدن
ڈبو دیگا عالم کو طوفان بنکے

ظفر ہے وہی اپنے نزدیک دانا
رہے ہے جو دنیا مین نادان بنکے

ھولا تو نے راز مرا اے دیدۂ پر نم سارا ہے
ہو گیا واقف حال سے میرے اب تو عالم سارا ہے

چڑھایا تو زبان پر بلا ہی کا نے سر
ترا شہید محبت مین سرفراز تو ہے

کنارہ کش ہے جو ہم سے جہان تو ہوتے دو
ہمارے ساتھ ظفر وہ جہان نواز تو ہے

کان مین جب مری نالہ کی کڑک جاتی ہے
دی ہے وہ داس ترگان کو جو اپنی جنبش
ہو نہ جنگ تری کوچہ مین قاتل لیکن
باؤلا دولت دنیا کی ہے خواہش مین ترے
زلف کے کوچہ سے بہتر ہے دلا مانگ کی راہ
شوخی ناز تری دیکھ تڑپ جاتی ہے دل

ابر مین رعد کی چھاتی سی دھڑک جاتی ہے
آتش دل مری سینہ مین بھڑک جاتی ہے
ڈھال تلوار تو وان روز کھڑک جاتی ہے
سگ دیوانہ سے یہ کوئی سڑک جاتی ہے
او سمین سو خم ہین یہ اک سیدھی سڑک جاتی ہے
دیکھ نتھنون کی پھڑک جان پھڑک جاتی ہے

آہ سوزان مری دل سے نکلتی جب دم
اے ظفر کیا کہون بجلی سی کڑک جاتی ہے

وہ نہین ہین گھر مین آج اونکا مکان پر قفل ہے
اے زیادہ گو نہین ہے تجکو خاموشی کی قدر
زلف کے عقدے نے تیری ہی لگایا ای پری
ہے ہوس کیا کیا نہین منہ سے نکلتا ایک حرف
مین وہ عاصی ہون کہ رضوان دیکھتا ہے مجھے

او جہان مین کیا بتاؤن نہین زبان پر قفل ہے
یہ تری گنجینۂ راز نہان پر قفل ہے
خوب ہے زندان خانۂ دیوانگان پر قفل ہے
ہو گیا یوسف ترا سیری دہان پر قفل ہے
وہ لگا دیتا در باغ جنان پر قفل ہے

کوئی لحظہ زیر فلک تو جاگ لے خواب غفلت سے
پھر تو زیر زمین اے غافل آخر تجکو سونا ہے

رو رو کر گر چشم سے دریا بہنے بہائے حاصل کیا
وہ جو دل کا داغ ہے اپنے مشکل اوسکا دھونا ہے

دل کو ہم دیوانہ بناتے پر یہ نہین معلوم ہمین
کرتے تیری چشم فسونگر جادو ہے یا ٹونا ہے

یاد کر اوسکے نوک مژہ کو میری بلا سے مجکو کیا
دل مین ظفر گر اپنے تجکو نشتر کوئی چبھونا ہے

جان جسکی زخم شمشیر محبت کھائیگی
لاش اوسکی خونمین غوطے تا قیامت کھائیگی

کیسے ہی طرار ہو پر جائے کے اوسکے روبرو
جب کہین کر کچھ زبان بازونکی لکنت کھائیگی

چشمۂ خورشید مین لہرائے گا مار سیاہ
بل جو تیری زلف اے مہر طلعت کھائیگی

تلخ باتین گر کہی گا تو تو مین اے سبزہ رنگ
مین ہی کیا سن سن کر یہ زہر ایک خلقت کھائیگی

چاٹ سوا اس عشق کی کس کس مزے سے دیکھنا
غم کو ہم کھائین گر تجکو تیری فرقت کھائیگی

رکھتے راہ عشق مین ہم کیون قدم ڈر جائے
ٹھوکرین ہر گام پر یان تاب و طاقت کھائیگی

اے ظفر یہ جائیگی ساری کدورت کی بنا
ایک بھی اشکون کا منہ گر یہ عمارت کھائیگی

دیگر

دیکھنے وہ مجھے بدبین جو برا دیکھتا ہے
مین برا ہون کہ بھلا اسکو خدا دیکھتا ہے

جو ترا طالب دیدار ہی اے مہر لقا
ماہ کو بھی نہین وہ آنکھ اوٹھا دیکھتا ہے

چل بسا ہو تا مریض غم فرقت کب کا
پر تری راہ وہ ای ہوش ربا دیکھتا ہے

گھر مین تجکو نہین جب دیکھتا عاشق تیرا
در و دیوار کو حیرت سے پرا دیکھتا ہے

دل مین آتا ہی اوسی شخص کے عکس رخ دوست
جس کا دل صورت آئینہ صفا دیکھتا ہے

ہوتا ہی حسرت پابوس سی دل خون کیا کیا
پانؤن مین جب وہ تری رنگ حنا دیکھتا ہے

اب کوئی دم ہی مین آخر ہی یہ کہدو کہ طبیب
نبض بیمار محبت کی تو کیا دیکھتا ہے

جسکو دل چاہتا ہی ہوتا ہی مفتون وہ اسیر
نہ برا دیکھتا ہی اور نہ بھلا دیکھتا ہے

اوس شکر لب سی جو کرتا ہے محبت کوئی
اے ظفر خوب محبت کا مزا دیکھتا ہے

ترا بوسہ دل و جان بیچکر لیتے تو ہم لیتے
یہ سودا کون لے سکتا اگر لیتے تو ہم لیتے

پڑی تھی کیا غرض اوسکو جو آتا وہ عیادت کو
دل بیمار کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے

حنا تیری ہوئی پابوس کیون رشک آئی ہی مجکو
اگر تیرے قدم ای فتنہ گر لیتے تو ہم لیتے

وہ غمزے مجھسے کہتے ہین ترا دل کون لے سکتا
خوشی سے لیتے اور یا چھین کر لیتے تو ہم لیتے

نکلتا کام کیا اور تو کسی کے کام کیا آئے
مگر کچھ کام ای آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق مین — یہ آنسو ونکے تار ہین تار آستین کے

عاشق ہوئے جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر نہ رہے وہ نہ دین کے

عجب حالت سے تیرا خاکسار اوٹھتا زمین سے ہے
کہ گویا ناتوان سا اک غبار اوٹھتا زمین سے ہے
غبار اوٹھتا کہان ہے خاک سے ہم تفتہ جانون کے
کوئی اوٹھتا ہے شعلہ یا شرار اوٹھتا زمین سے ہے
ترے کوچہ مین تیرا خاکسار اب تو ہے آ بیٹھا
مثال نقش پا کب ای نگار اوٹھتا زمین سے ہے
وہ جذب کہربا ہے آبلہ مین پانؤن کے میرے
کہ اس سے جیسے تنکا خار خار اوٹھتا زمین سے ہے
بگولا دو دل کا خاک سے زلفون کی یارون کے
اوٹھایون جیسے چوٹی دار مار اوٹھتا زمین سے ہے
ترے کوچے مین اگر پانؤن ایسے پھول جاتے ہین
قدم اپنا نہین اے گلعذار اوٹھتا زمین سے ہے

تپ غم سے کوئی زیر زمین ہے جل رہا عاشق — ظفر باعث یہی ہے جو بخار اوٹھتا زمین سے ہے

لب نوشین پہ یہ زیبا نتھی تجکو ترش روئی
کہون کیا زاہد افسردہ دل کا حال سردی سے

کیا شفتالو سے شیرین ہی کیون پیوند کو لاہے
روئی مین رہتا وہ لپٹا ہوا جیسے بنولا ہے

ظفر ہمکو کہ تنہا ہین پر امکان کیا جو گھبرائین
اگرچہ ہر طرف رنج و غم و حسرت کا رولا ہے

آج کیا جانین کہ میخانہ پہ کیا پتھر پڑے
کیا غضب چمکی ہے اوس قاتل کی شمشیر نگاہ

کرکے پرسون کل کا وعدہ آج تک آئی نہ وہ
سبزۂ خط نے تری جنکو کیا بیہوش وہ

اوسکی چین ابروی پر خم مبصر دیکھکر
ہوگئی اشکون کی دولت اسقدر ہم سر پہ خشم

کیا کہین کس شغل مین گذری ہین فرقت کی رات
ہوگا کیا حاصل جو ہوگی آبرو میری خراب

یار کیا جانے کہ ہے کیسی مصیبت عشق کی
شاہد خسرو پہ سر پھوڑی ہے یہ مسکین گدا

کوے قاتل مین قدم رکھنا سنبھلکر اے ظفر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین لاکھون سر پڑے

ہین کہین ٹوٹی ہوئی شیشے کہین ساغر پڑے
دیکھیے بجلی یہ کسپر اے دل مضطر پڑے

ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے
تو روز محشر سے نہ چونکے تنک یہ پیکر پڑے

کہتے ہین کیا اس صفا ہانی مین ہین جو پڑے
آنکھ اوٹھاکر بھی نہ دیکھی ہون اگر کوثر پڑے

کرتے تھے اختر شماری بستر غم پر پڑے
دیدۂ تر میرے پیچھے ہاتھ کیون دھو کر پڑے

اسکو جانی تو وہی جانے کہ یہ جسپر پڑے
کوہکن کی عقل پر کیا جانی کیا پتھر پڑے

کوئی دوا نہین بیمار ہجر کی تیرے
سوای زہر سو ملتا نہین دوا کی لیے

لیے نہ بوسے کبھی دل ربا کی چوری سے
ہمیشہ ہنسے تو اوسکو جتا جتا کی لیے

نچھوڑا تو عمل نیک دیکھ ای غافل
یہ ہی اثاثہ تیرے خانۂ بقا کے لیے

بجاے آب ہی پینے کو اشک خون میرے
کباب لخت جگر ہے میری خدا کی لیے

چمن مین تا نہو گلچین گلو نپہ دست انداز
اوٹھاتی ہاتھ ہی ہر شاخ گل دعا کی لیے

ہلال عید کو حسرت رہی فلک پر بھی
کہ بوسے جھک کی نہ اوس نعل کفش پا کی لیے

سنائے مدعی اونکو ظفر کئی دفتر
نہ یاد ہووے ہمین ایک مدعا کی لیے

بادۂ عشق اور ہی اسکا خمار اور ہے
اسکا چڑھاؤ اور ہے اوسکا اوتار اور ہے

بازی عشق پا سکے کیونکہ اک قمار باز
اسکی تو جیت اور ہے اوسکی تو ہار اور ہے

غمزہ کرے ہی صید دل ناز کری ہی صید جان
اسکا شکار اور ہے اوسکا شکار اور ہے

گل کو ہو کیا مشابہت اوس رخ لالہ رنگ سے
اسکی بہار اور ہے اوسکی بہار اور ہے

پیار محبت آپکو یون تو سبھی سی ہی مگر
ہمسے محبت اور ہی غیر سے پیار اور ہے

نام و نشان ہی مدعا دونون سی گرچہ ظاہرا
لوح طلسم اور ہے لوح مزار اور ہے

یہ جو ہی ننگ و عار اونھین ہم بھی ہین خوب جانتے
موجب ننگ اور ہی باعث عار اور ہے

دیکھیے اون سی چاہ کا ہووی نباہ کس طرح
اپنا طریق اور ہے اونکا شعار اور ہے

اے ظفر کھینچتا ہی دل یون ہی کسیکی جانب
تا ادا کرکے وہ الفت کی یہ رسمین کھینچے

آسمان کی ہاتھ سی کیا اک جہان گردش مین ہے
اب یہی رہتا ہمیشہ آسمان گردش مین ہے

کھا رہی گردش زدونکی خاک ہی چکر صدا
جانب صحرا بگولا یہ کہان گردش مین ہے

چشم مست یار کی آئی ہی گردش مجکو یاد
ساغر می جبکہ آتا ای مغان گردش مین ہے

دل کی بیتابی نے میری یہ بھلایا کوہ کو
آسیا کی طرح ہر سنگ گران گردش مین ہے

آشنا گردش زدون کی ساتھ ای نادان نہو
کیا بھنور سی ملکے دیکھ آب روان گردش مین ہے

مثل تصویرات فانوس خیالی زیر چرخ
کون ہی آرام سی جو ہے میان گردش مین ہے

لکھتا ہون گردش نصیبون کی جو اپنی اے ظفر
میرے ہاتھون سی قلم بھی ہر زبان گردش مین ہے

کلام اون کو ہر طرح فرمانے ٹیڑھے
جو سیدھی بھی ہون تو کوئی جانی ٹیڑھی

یہ سیکھی تری زلف سے کج ادائی
جو سب سی رہے تیری دیوانے ٹیڑھی

عجب انقلاب آج ہے میکدی مین
کہ شیشے ہین اولٹے تو پیمانے ٹیڑھی

نظر تیری جس سی نظر آئے ٹیڑھی
ہوئی اوس سی سب اپنی بیگانے ٹیڑھی

یہ برگشتگی میری قسمت کی سمجھو
جو ہون سنکے وہ میری افسانی ٹیڑھی

کرون شانہ مژگان سی زلفون مین تیری
جو اس شانہ کے ہون نہ دندانی ٹیڑھی

ظفر کی کچھ تو شرح غم نے تاثیر
کہ رحم آنے لگا ہے دل مین اونکے

تو ایک بار اوسکو دلا دیکھ تو سہی
کرتا ہے تیرا حال وہ کیا دیکھ تو سہی

ہے رقص بسمل اس تری بسمل کا اضطراب
تو بھی تماشا آکے ذرا دیکھ تو سہی

کھائی ہے بولنے کی جو تو نے قسم نہ بول
لیکن ادھر تو آنکھ اوٹھا دیکھ تو سہی

زخمون پر وہ چھڑک کے نمک کہتے ہین مجھے
تو ان جراحتون کا مزا دیکھ تو سہی

کہتا ہے ای رقیب مجھے روز تو برا
سمجھون گا ایک روز بھلا دیکھ تو سہی

اتنی نہ پھیر آنکھ ستمگر خدا سے ڈر
کیا حال ہو گیا ہے مرا دیکھ تو سہی

دیکھے گا دیر و کعبہ مین کیا جا کے دل مین دیکھ
وہ تو نہین ہے جلوہ نما دیکھ تو سہی

کہتا ہے دل ندی اوسی مین کسطرح ندون
ناصح تو اوس کے ناز و ادا دیکھ تو سہی

رنگین ہین یہ جو گل چمن دیر مین ظفر
ہے بھی کسو مین رنگ وفا دیکھ تو سہی

بارے شب فراق بسر ہو گئی تو ہے
جون شمع روتے روتے سحر ہو گئی تو ہے

بیچین ہونگے وہ بھی کہ ہے دل سے دل کو راہ
میری قلق کی اونکو خبر ہو گئی تو ہے

کی ہے دل و جگر کی طرف تو نے جب نگاہ
برچھی سی ایک ادھر سے ادھر ہو گئی تو ہے

کیا جانے کسکو ذبح کیا تو نے مست ناز
تر خون مین آستین تری ہو گئی تو ہے

تیری چشم مست کی گردش کو ساقی دیکھکر
رکھہ سکین کیا ہاتھہ مین ہم جام صہبا تھام کے
اب تو تھامے ہے دل بیتاب تھم سکتا نہین
تھم سکا جب تک یہ ہمسے ہمنے رکھا تھام کے

عشق کے کوچے مین قدم رکھتے تو ہوا اپنا قدم
اے ظفر لیکن ذرا یان پانوں کو رکھا تھام کے

مرض عشق مین کچھہ ایسی ابدل بنجائے
کہ علاج اوسکا نہ پھر ہو سکے مشکل بنجائے

گرم اشکون سے مرے تپ جو چڑھی دریا کو
شکل بنجائے حباب لب ساحل بنجائے

کیا تماشا ہو اگر دیدۂ مشتاق کا تل
تیرے رخسار کا اے آئینہ رو تل بنجائے

ہے ستم ہای غضب دست بنون مین جسکا
میر بنجائے وہ دشمن مرا قاتل بنجائے

رنگ خوبی طلبگار ہے عارض سے ترے
کیون نہ گل کاسہ بکف صورت سائل بنجائے

کیا عجب تیری تصور مین اگر زیر نگاہ
اپنی پرچھائین پڑے حور شمائل بنجائے

وصف اوسکے رخ روشن کا ظفر ہو نہ رقم
تا نہ قرطاس مصفا مہ کامل بنجائے

کہان وہ دور عیش افزا جہان ہم تھے وہان تم تھے
نہ رہتے تھے کبھی تنہا جہان ہم تھے وہان تم تھے

عجب عالم تھا جب وہ زیب افزا بزم عشرت مین
برنگ ساغر و مینا جہان ہم تھے وہان تم تھے

مثال شمع دیدہ وانہ ہم سر لام دلعہ
بوزی ایجنٹ ایجن ارا جہان ہم تھے وہان
ما تھے ایجنٹ ایجن ہم تھے لیکن باغ
الفت مین ہم خاص تھے ہم تھے اصلا جہان ہم تھے
جدا ہوتے نہ تھے اور ہم
وہان تم تھے
بلا سے کہ جو ہم روتے تھے اور
ہمیشہ ہنستے تھے
ولیکن ایسے ویسے اسا جہان ہم تھے
وہان تم تھے
جدائی بھی جو ہوتی تھی تو صدمے
اسی تصور سے
اوٹھاتے آنکھہ جب دیکھا جہان ہم تھے
وہان تم تھے
نہ وہ صحبت نہ وہ جلسے نہ وہ
وصل کا عالم
ظفر کہتا ہے اب بیجا جہان ہم تھے
وہان تم تھے

کہان ہے لالہ کہسار سوز عشق کی شیرین
مگر یہ قبر پوش کوہکن مین آگ لگتی ہے

ظفر آہ سحر کی شعلہ باری سے شفق کی جا
سحر کے روز چاک پیرہن مین آگ لگتی ہے

جب وہ تشریف ادھر لاتی ہین چلتے پھرتے
ٹھہرتے پاس نہین دور سے وہ ماہ کیطرح
ناتوان اوٹھ کے ترا خاک چلے خاک پھرے
ہون وہ دل تفتہ کہ دود جگر کے بادل
جلتے جو دشت جنون کو ہین ہوا کے مانند
ہمکو ہوتی ہے کہان اونسے ملاقات نصیب

گالیان ہمکو سناجاتے ہین چلتے پھرتے
صورت اپنی مجھے دکھلاتی ہین چلتے پھرتے
پانوٗ تو ضعف سے تھراتے ہین چلتے پھرتے
ہر طرف آگ سی برساتی ہین چلتے پھرتے
ٹھوکرین کاہیکو وہ کھاتی ہین چلتے پھرتے
پر کبھی رستہ مین ملجاتی ہین چلتے پھرتے

فکر مین بیٹھ کے کہہ سکتا نہین کوئی ظفر
آپ جو شعر کہ فرماتے ہین چلتے پھرتے

کعبہ و دیر سے گر شیخ و برہمن اٹھے
جو کہ ہین صید محبت تری اے صید فگن
راز دل کیونکہ کہون تجھسے کہ اک لحظہ بھی
بوسہ تیری گل رخسار کا لین ہم کیونکر
مجھسے یان تک حذر اونکو ہی جو آتی ہین ادھر

تیرے کوچے سے نہ ہم اے بت پرفن اٹھے
زیر خنجر نہین رکھنے سے وہ گردن اٹھے
نہین اے دوست ترے پاس سے دامن اٹھے
رخ سے گیسو نہین اے غیرت گلشن اٹھے
خاک سے میری بچا کر ہین وہ دامن اٹھے

دیگر

مصور نے ترا سب چہرۂ مقبول کھینچا ہے
مگر اک زلف ہی کو کھینچنے مین طول کھینچا ہے

جہان مین سبکو عبرت ہو گئی جسدن سے ای قاتل
سر بازار تو نے لاشۂ مقتول کھینچا ہے

ہزارون بیگناہون کو ستمگر عشق مین تو نے
یہان سولی پہ بے دستور بیمعمول کھینچا ہے

چھوڑاتا ہی جو دامن زاہد اپنا چھوڑ دو رندو
کہ تمنے اس گدھی کو کیون پکڑ کر جھول کھینچا ہے

جو کھینچا رنج ہی ہمنے جہان مین تیری ہاتھون سے
تو وہ کر کر دل رنجیدہ کو مشمول کھینچا ہے

عرق رخسار کا تیری ہی خوشبو اسقدر گویا
گلاب ای رشک گل لیکر ابھی کچھ پھول کھینچا ہے

ظفر قربان جاؤن اپنی مین کلک تصور کے
کہ اس کا نقشہ اسنے واہ کیا معقول کھینچا ہے

کیا فسون یہ شراب کرتی ہے
جو اوسے بے حجاب کرتی ہے

قتل کس کس کو دیکھیے تیری
نگہ پر عتاب کرتی ہے

روز طوفان بپا مرے سر پر
میری چشم پر آب کرتی ہے

اونکی خدمت مین دیکھیے تقدیر
کب مجھے باریاب کرتی ہے

آتش عشق میرے سینہ مین
جگر و دل کباب کرتی ہے

بزم عالم مین دخت رز تجکو
تیری مستی خراب کرتی ہے

تاب رخسار تیری آئینہ کو
روکش آفتاب کرتی ہے

کبھی آگئے وہ جو یان چلتے پھرتے
تو دے کر ہوئے گالیان چلتے پھرتے

بچھاتے ہین ہم زیر پا اپنی آنکھین
تمھین دیکھتے ہین جہان چلتے پھرتے

ترے قد کو کیا سرو شمشاد پہونچین
وہ ہین اس روش سے کہان چلتے پھرتے

ملا دیتا ہی خاک مین سیکڑون کو
زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے

چلے آؤ بالین تک اس جان بلب کی
ذرا تم بھی ای میری جان چلتے پھرتے

صبا کی طرح دیکھ جائین گے ہم بھی
چمن کی بہار و خزان چلتے پھرتے

پڑے رہتے جون نقش پا خاک پر کیون
اگر ہوتے ہم ناتوان چلتے پھرتے

بسر عمر کی ہمنے بحر جہان مین
یو ہین موج و گرداب سان چلتے پھرتے

پڑا کنج مسجد مین تو کیون ہے زاہد
پہونچتا بہ دیر مغان چلتے پھرتے

ظفر منھ ہے کیا جو کہے اس طرح سے
غزل اب کوئی نکتہ دان چلتے پھرتے

نہین ای ابر ہم قائل کہ آنسو سر بسر ٹپکے
وہ کیا آنسو جو بے آمیزش خون جگر ٹپکے

گلون پر اوس سی پڑ جای پھر یکبار گلشن مین
عرق ای رشک گل رخسار سی تیری اگر ٹپکے

ہر اک آنسو کا قطرہ ہی جو دانہ کہربا کا سا
دم گریہ جگر کے آبلے کیا پھوٹ کر ٹپکے

ٹھہر کر میری مژگان پر گرا یون لخت دل آمیز
کہ جیسے پختہ ہو کر شاخ سے کوئی ثمر ٹپکے

حلاوت سی لب شیرین کی تیری کیا تعجب ہے
اگر وقت تکلم شربت قند و شکر ٹپکے

دیگر

مطلع ثانی

زبان پر میری جب دل سی خدا کا نام آتا ہے
تو جی کو ہر نفس کے ساتھ اک آرام آتا ہے

زبان پر اوس بت بیمہر کا گر نام آتا ہے
خدا جانے یہ کیا ہی دل کو اک آرام آتا ہے

تصور مین جو عالم ہے قیاس و وہم سی باہر
وہ آنکھون سی نظر تجھ مین بت خود کام آتا ہے

خیال

مطلع ثانی

خیال زلف و رخ سے دل نہین ہی ایک دم خالی
یقین ہی ابتو ہمدم یار صبح و شام آتا ہی

پڑھائی غیر نے پٹی ہی اوس نوخط کو کیا یارب
نہ کچھ آتا ہی خط وان سے نہ کچھ پیغام آتا ہی

گلون کے منھ پہ گویا اوس پڑ جاتی ہی گلشن مین
مے گلرنگ پیکر جب کہ وہ گلفام آتا ہی

لکھا تھا یان سے ایسا کیا جو اوٹا خط لیکے وانسے
ہمارا نامہ بر دیتا ہمین دشنام آتا ہی

جو کچھ کرنا ہی ای غافل تو کر لے یان کہ واں ہرگز
نہین کچھ کام آتا ہی یہی بس کام آتا ہی

رہا ہی کوئی دنیا مین نہ رہیگا یہان کوئی
کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہی

وہ بحر بیکران دریای الفت ہی نظر جنکا
نہ کچھ آغاز آتا ہی نہ کچھ انجام آتا ہی

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے مین کیا آوی
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہی

عشق مین دل کو نئی روز بلا سی چمٹی
پر بلا کوئی نہ اوس زلف دوتا سی چمٹی

درد دل سنکے مرا درد ہوا کیا سر مین
آج ماتھے پہ جو اونکی ہی دوا سی چمٹی

جی مین آتا ہی کہ نون اتنی چپٹکر بوسے
نرم ہے لب پہ مسی اونکی ذرا سی چمٹی

چشم مخمور تری سرخ اور اوسمین کاجل
واہ کیا ساتھہ شفق کی ہے گھٹا سی چمٹی

خاک کوچے کی تری تن پہ ہی میری زیبا
ایک تن زیب کی ہی تنگ قبا سی چمٹی

دیکھیے کیا ہو تری جنبش مژگان قاتل
جھاڑ نیچے مری پیچھے قضا سی چمٹی

ای **ظفر** توڑی گئی شیشہ مئی بزم مین رات
روح آکر کسی میکش کی جو پیاسی چمٹی

جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سی کبھی
ایسی ساعت سی تمھاری مبتلا پکڑی گئے

کیون ہنسی تھی ای صبا سنکر فغان عندلیب
کان گلشن مین گلون کی جو سدا پکڑی گئے

کیون وفا کی تمسی جو ایسی بلاؤن مین پھنسے
ہم کیے کو اپنی ہین ای بیوفا پکڑے گئے

ہمسے چوری کوے زلف یار مین جاتی تھے یہ
حضرت دل ای ظفر اچھا ہوا پکڑی گئے

بالون سی گر اوڑا دون چرخ کہن کی ٹکڑے
اوڑتی پھرین ہوا مین بادل سی بنکی ٹکڑی

کرتا برابری گر قد سے ترے تو کرتے
آرون سی چیر کر ہم سرو چمن کی ٹکڑے

ڈھونڈھا نشان جو ہمنی قاصد کا اوس گلی مین
کچھ پای سر کی ٹکڑی اور کچھ بدن کی ٹکڑی

اس جامہ زیب کی یہ دیوانہ ہی پھبن کا
گل نے کیی ہین اپنی جو پیرہن کی ٹکڑے

دامان دشت کی بھی اوڑ جائین گی کسی دن
ہاتھون سی اس ہماری دیوانہ پن کی ٹکڑی

ہووی نہ قطع ہرگز ظالم تری محبت
تیغ ستم سی گر ہون اس خستہ تن کی ٹکڑی

سنگین دلون سے اپنا دل ای ظفر لگانا
کرتے ہین پتھرون سے دُرّ عدن کی ٹکڑے

ہم جو ہین یاد ترا جلوۂ قامت کرتے
سر پہ ہین اپنی بلا آپ قیامت کرتے

مطلع ثانی

ہین بیمہر ہم اون سے ہین محبت کرتے
جنکو الفت نہین ہم اون سی ہین الفت کرتے

ظفر روح قیس آکے صورت مین میری
دیے پانوٗن ہے گی سلاسل مین پھرتی

باغ جہان مین تیرے ایدل نمود ہے
گل کو کہان یہ باغ مین حاصل نمود ہے

کس شمع رو کو بزم جہان مین ہی یہ فروغ
جو آج تیری غیرت محفل نمود ہے

برش سی جسکی ہوتا ہی عالم کا دل دو نیم
تیغ ادا کی تیرے وہ قاتل نمود ہے

اوس مہروش کی سامنے چمکیگا کیا کوئی
دیکھی ہوئی تری مہ کامل نمود ہے

رخسار آتشین تری وہ ہین کہ بیفروغ
شمس و قمر کی جنکے مقابل نمود ہے

کیا کیا تڑپ کی برش تیغ نگاہ کی
قاتل دکھا رہا ترا بسمل نمود ہے

اوس حور وش کو دیکھا نہین اسنے ای ظفر
کرتا جو اتنی ناصح عامل نمود ہے

مجکو وان کون اوٹھا کے لیجائے
گر یہ شاید بہا کے لیجائے

جب گرفتار دام زلف ہو دل
تاب کسکو چھوڑا کے لیجائے

دیکھیے کس اجل گرفتہ کو
آج قاتل لگا کے لیجائے

دل کو وہ تاڑلے ہی نظرون مین
لاکھ کوئی چھپا کے لیجائے

کس کا مقدور اوس کی دامن تک
ہاتھ اپنا بڑھا کے لیجائے

پھر وہ چوری سی دیکھتا ہے ادھر
دل نہ میرا چورا کے لیجائے

ڈرتا ہی جی کہ دیکھیے ہمکو دکھائی کیا نصیب
ہمنے تری شکایت کم نظری سنی تو ہی

دل کی مری نگین نے کچھ پایا ہی نام اور ہی
گرچہ نگین جم کی بھی نامور ہی سنی تو ہی

تیرا سا غمزہ دیکھیے ہی یہ کس مین یا نہین
اور پر پر خون مین بھی عشوہ گری سنی تو ہی

گو وہ نہ دیکھے آنکھ سے ہمکو پر اوسکے عشق مین
جو کہ مصیبت اے ظفر ہمنے بھری سنی تو ہی

نامہ بر کیا مراد ینے کو ہے آیا دھوکے
خط کسی اور کا جو مجکو دکھایا دھوکے

مین نہ چھوڑونگا ترا حشر کو دامن قاتل
تو نے گو خون کو دامن سے چھوڑایا دھوکے

پانون دھلوائی کب اوسنے کہ ادب سے ہمنے
پانون کو اوسکے نہ ہاتھ اپنا لگایا دھوکے

کون گلشن مین پیے گا مے گلرنگ جو گل
آب شبنم سے پیالہ کو ہے لایا دھوکے

گو مرے گریہ سے پانی مری سر سے گذرا
پر جو لکھا تھا جبین پر نہ مٹایا دھوکے

دیگا کیا اسکے سوا اور کہ دینے تجکو
یا فریب آئے ہین اے ہوش ربا یا دھوکے

ہے سیہ کار ظفر اسکے سیہ نامہ کو
کر سفید آب سے رحمت کے خدا یا دھوکے

تیرا بیمار غم سنبھل نہ سکے
سو جتن کیجے ایک چل نہ سکے

اوسکی چاہ ذقن مین حضرت دل
ایسے ڈوبے کہ پھر اوچھل نہ سکے

بستر غم پہ ناتوانی سے
کبھی کروٹ بھی ہم بدل نہ سکے

جو ہے مزے سے عشق کے واقف وہی گوارا کرتا ہے
کھاتا زخم خنجر کین ہے کون کسی کی خاطر سے

کھینچے ہے لیجاتا جسکو جذبۂ شوق وہ جاتا ہے
جاتا کسی کے در کے قرین ہے کون کسی کی خاطر سے

ہین یہ ہمین جو کرتے تیری نذر ہم اپنا گوہر دل
دیتا ایسا در ثمین ہے کون کسی کے خاطر سے

نام دری ہوا در کے خاطر سینہ خراشی اپنے لیے
کرتا کام یہ غیر نگین ہے کون کسی کی خاطر سے

لطف و عنایت مہر و مروت اے بت کافر کچھ تو ہو
کرتا حوالہ یون جل دین ہے کون کسی کی خاطر سے

تیر غم او سکا آئے ظفر گر کھینچکے لای دل کی کشش
ہوتا مکان دل مین مکین ہے کون کسی کی خاطر سے

عبث ہمکو قسم ای دشمن ایمان دینی ہے
نہین ہم جھوٹ کہنے کے خدا کو جان دینی ہے

دکھاوے ای پری رو اپنے دیوانون کو نزدیک اپنی
اگر منظور زنجیر در دندان دینی ہے

سر ہر گام کوی یار مین پڑتا ہی سر دینا
خبر کیا جانے وان ای قاصد آسان دینی ہے

لیا ہی بوسہ کسنے مفت کی بہتان باندھو تم
یونہین دیدو اگر گالی کوئی ایجان دینی ہے

لگانا تیر مژگان سیکھا ہے تو وہ کمان ابرو
بنا کر رکھدیا دل کو نشانا ہے تو ہمنے ہے

جو سر مانگا دیا سر جان مانگی جان حاضر کی
ترا گر حکم ای سفاک مانا ہے تو ہمنے ہے

زمانے مین اگر ہے دوستی تمسے تو ہمکو کیا
بنایا دشمن اپنا اک زمانہ ہے تو ہمنے ہے

ظفر ہے نازیون تو سبکو اپنی شعر گوئی پر
کہا پر کوئی شعر عاشقانا ہے تو ہمنے ہے

جو اپنے کوٹھے کے وہ مہ جمال اوپر جاے
تو پھر کسی کی نظر کیا مجال اوپر جاے

کرے نہ وعدہ یک مہ وہ سال بھر مین وفا
گذر نہ سال کی تا اور سال اوپر جاے

بغیر جان لیے چھوڑتی ہی کب وہ زلف
یہ وہ وبال نہین جو وبال اوپر جاے

کٹے چمن مین نہ کیون سرو دیکھکر اونکو
وہ اوڑھکر جو کوئی سبز شال اوپر جاے

رہو ہمیشہ جو بام غرور حسن پہ تم
تو کس طرح کوئی لے عرض حال اوپر جاے

تری خوشی ہے کہ دم رک کے میرا سینہ مین
نہ جاے نیچے نہ وقت ملال اوپر جاے

ظفر اوس ابروے پرخم کے سامنے اپنے
کبھی نگاہ نہ سوے ہلال اوپر جاے

بیان کرتا ہی واعظ جب کہ عالم قصر جنت کا
تو پھر جاتا مری آنکھون مین نقشہ اوسکی گھر کا ہے

وہ سر سی باندھ دی میری ڈوپٹا صندلی اپنا
علاج اوسکو اگر منظور میری درد سر کا ہی

خدا دی طاقت پرواز اور اس طائر دل کو
کہ اب تو کام کرتا یہ بھی مرغ نامہ بر کا ہی

نہین جای اقامت یان کہ ہر غنچہ نی پہلی ہی
لگایا دوش پر گلشن مین رخت اپنی سفر کا ہے

نہین خورشید محشر آسمان شاید اوٹھا لایا
کوئی اوترا ہوا پھایا مری داغ جگر کا ہے

معطر چاہیے اوسکا کفن ہو عطر فتنہ سی
کہ جو کشتہ ستمگر تیری چشم فتنہ گر کا ہے

نہ پردہ ہی نہ برقع ہی نہ ہی منھ پر نقاب اوسکی
نہ دیکھین ہم اگر اوسکو قصور اپنی نظر کا ہی

نہین ممکن کوئی پھیری عنان اختیار دل
ارادہ ہے ظفر اسکا جدھر کا ہی اودھر کا ہے

ہمپہ کیا کیا ہین وہ جفا کرتے
اسپہ بھی ہم ہین جان فدا کرتے

مطلع ثانی

بیوفاؤن سے ہین وفا کرتے
حضرت دل ہین دیکھو کیا کرتے

ہم دعا اونکے حق مین کرتے ہین
اور ہمین وہ ہین بد دعا کرتے

خاکساری سی ہین دل اپنا ہم
صورت آئینہ صفا کرتے

اے ستمگر مریض عشق ترے
کبھی اپنی نہین دوا کرتے

جو نہین چاہتے کسی کا بھلا
وہ برے ہین بہت برا کرتے

کرے جو ابرو و مژگان سی میری دل کو شکا
تو پھر غرض اوسے تیر و کمان سی کیا ہے

سوائے سینہ خراشی و رو سیاہی کے
نگین کو فائدہ نام و نشان سی کیا ہے

جو شکوہ ہی تو ہمین اپنے طالع بد کا
گلہ ستاری سے کیا آسمان سی کیا ہے

ظفر جو حال ہے تیرا وہ خوب جانتے ہین
نکر بیان اوسے حاصل بیان سے کیا ہے

یہ دنیا ہے او گھٹ گھاٹی پگ نہ بہت پھیلاؤ جی
اتنی ہی پھیلاؤ کہ جسکے سکھ سے دکھ نا پاؤ جی

اس دنیا کے جتنے دھندے سگرے گورکھ دھندے ہین
انکے پھندے جانہ پڑو تم انمین نہ من اوجھاؤ جی

یہ سنسار ہے مورکھ لوبھی سب ہی پر الجھا ہے
چاتر ہو تو اس مورکھ کو جیسے بنے سمجھاؤ جی

جس کاریج کا ہونا کٹھن تم من مین اپنے جانتے ہو
اوسکی دیا سے سہج وہ سمجھو اتنا ناگھبراؤ جی

عمر اکارت تمنے کھوئی کچھ تو اودھر کا دھیان کرو
بہت گئی اور تھوڑی رہی ہے یہ بھی نہ یون گنواؤ جی

سدھ بدھ دی کرتار نے تمکو سوچ سمجھ کر کچھ ناکچھ
ایسی کرنی مت کرنا جو کر کر پھر پچھتاؤ جی

کام نالون سے جو بیمار جدائی لیتے
تو خبر چرخ کی یہ تیر ہوائی لیتے

تم جو کہتے ہو بُرا ہمکو بجا کہتے ہو
گر نہ دل دیتے تو کاہیکو بُرائی لیتے

ان بتون سے مری نزدیک تو کچھ دور نہ تھا
ایک غمزہ مین اگر ساری خدائی لیتے

دیکھ دل اُس بت بدخو سے لڑائین آنکھین
ہم بھی ہر روز نہین ہون تو لڑائی لیتے

تیری ہاتھون سے ہین ناچار و گرنہ کب کی
راہ صحرا کی ہم اے آبلہ پائی لیتے

مار ہی ڈالتا صیاد ہمین پھڑکا کر
گر کبھی بھول کے ہم نام رہائی لیتے

وصف اوس دست نگارین کی جو ہم لکھتے ہین
تو ہین کاغذ بھی ظفر مول حنائی لیتے

کل جا کے ہم جو گھر مین اوس غنچہ گر کے بیٹھے
گھبرا کے اوٹھ گئے سب جو تھے اودھر کے بیٹھے

مطلع ثانی

کیا خاک جا کے کوئی پاس اوس بشر کے بیٹھے
محفل مین لوگ جسکی بانی ہون شر کے بیٹھے

اوٹھتے ہین کوئی واں سے جب تک نہ مر مٹین گے
جون نقش پا ہین در پر اوس سیمبر کے بیٹھے

وعدے پہ دو گھڑی کی غفلت شعار تیری
تکتے ہین راہ تیری یان دوپہر کے بیٹھے

بات ہی وہ بات کوئی بات جب ہم تم کہین
ہم کہین خاصی کہی تم بھی کہو خاصی کہی

نکہت گیسوی جانان ہمدمو کچھ اور ہے
مشک مین بھی کتھی ہووے اوسکی سی بو خاصی کہی

اور تو باتین تمھاری خیر خاصی تھین نہ تھین
ترک الفت کی مگر اے ناصحو خاصی کہی

جب کبھی کہتا ہون اک بوسہ عنایت ہو مجھے
منھ بنا کر کہتا ہے وہ تند خو خاصی کہی

جو کہی وہ بات منھ سے ہو اگر کیسی ہی بات
ہے یہی شرط ادب تم بھی کہو خاصی کہی

جب کہا دل نے کہ چلیے کوی جانان مین ظفر
ہمنے بھی دل سے کہا اچھا چلو خاصی کہی

جی کا ضرر دو دن سے ہے
درد جگر دو دن سے ہے

دل ہے جلا برساتی جو
آہ شرر دو دن سے ہے

اوسکو سکھاتا کیا کیا شہ
کوئی بشر دو دن سے ہے

لوٹتا عاشق بن ترے
دو دو پہر دو دن سے ہے

پھرتا ہے وہ ماہ کہان
خالی گھر دو دن سے ہے

اشک فشانی کرتی کیون
یہ چشم تر دو دن سے ہے

قطعہ

پھرتا قاتل تیغ بکف
آٹھ پہر دو دن سے ہے

بیٹھا عاشق مرنے پر
باندھے کمر دو دن سے ہے

ظفر

دل بلبل مین تھا نہ درد
وہ بھی درد آشنا ہمین سے ہوئی

کبھی شاید وہ ذرا جھانک تو لیتے مین سے
نہین ٹلتے ہم اس امید مین چوکھٹ مین سے

پیشوائی کے لیے دوڑتا ہی دل کیا کیا
جب صدا آتی ہی اوس پاؤن کی آہٹ مین سے

تو نے دیکھا نہین بزم عدو مین افسوس
ہم تھین تاک رہی تھی اوسی جھجکھٹ مین سے

لاکھ کھٹ راگ اگر لائی تو ہنسے شب کو
اوٹھنے دیتی ہین کوئی تمکو چھپر کھٹ مین سے

کیا عجب بوی گلاب آئی عرق مین تیرے
بوی مشک آئی ہی زلفون کی تری لٹ مین سے

دیر و کعبہ مین اوسی ڈھونڈھتا پھرتا کیا ہے
ڈھونڈھ گھٹ مین کہ وہ پاوگا تری گھٹ مین سے

بوی الفت تو ہٹیلی ہی ظفر نے پائی
تیرے انکار مین سے اور تری ہٹ مین سے

دشت الفت مین چلو گر خار و خس کو توڑ کے
آسمان بٹھلای پای بلہوس کو توڑ کے

اپنے تار جیب و دامن سی فقط توڑی نہین
تو رہے گا ای جنون تار نفس کو توڑ کے

گر اسیرون کو یونہین صیاد تو چھوڑا گیا
تو نکل بھاگین گے وہ اک دن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہی دل پر مری بانگ جرس
ڈھب بنی تو پھینک دون ہمدم جرس کو توڑ کے

دیکھ حال روی ساقی کہتی ہین آ پی مین مست
کیون جایا ہی یونہین پر مگس کو توڑ کے

تو نے ای منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

دیگر

بات گر منھ سی نکل کچھ بی تامل جائیگی
پھر تو وہ ای میکشو ہر ایک پر کھل جائیگی

کچھ نہ کچھ دکھلائیگی اپنا اثر آہ رسا
کان تک تیری جوای مست تغافل جائیگی

ہے یہ کھٹکا دیکھکر گل کو نہ شادی مرگ ہو
جب قفس سی چھوٹ کر گلشن مین بلبل جائیگی

نافۂ آہو مین یکسر مشک ہو جائیگا خون
گر صبا لیکر ختن مین بوی کاکل جائیگی

ہونگے جب بدمست گرم مے پرستی دیکھنا
چرخ مینائی "ملک" آواز قلقل جائیگی

ہوویگی کیا کیا نہ رسوا پھر اگر لیکر صبا
کوچۂ گیسو مین تیری بوی سنبل جائیگی

اپنے آب و گل مین ہے آمیزش آتش ظفر
سوزش عشق اپنے دل کی کیونکہ بالکل جائیگی

تیرے آتے ہی گلے ایجان سب جاتی رہے
جی مین تھی پہلے جو کچھ اس آن سب جاتی رہے

نہ رہا فرہاد و نہ مجنون تیرے ہاتھون سے عشق
تنگ ہو کر بے سر و سامان سب جاتی رہے

خانۂ دل مین نہ پیکان ہے نہ تیر یار ہے
جن سے اک رونق تھی وہ مہمان سب جاتی رہے

اے کمان ابرو لگایا تو نے جب تیر نگاہ
دل سے شکوی بھی تری قربان سب جاتی رہے

زندگی تک ہین سبھی ارمان انسان کو رہے
موت جب آئی تو پھر ارمان سب جاتی رہے

ایک باقی رہگیا تو دھیان اوسی کا رہگیا
اور تھے دل مین جو میرے دھیان سب جاتی رہے

ہو کر وہ خنجر بکف آیا جو بہر امتحان
بلہوس کیا چھوڑ کر میدان سب جاتی رہے

پھرتے خراب ہین جنھین فہمید ہے ظفر
دو ہی رہے مزے مین جو نا فہم رہ گئے

تیرے در پر خاک دیوانے تری سر مارتے
تیرے کوچے کے اونھین لڑکے ہین پتھر مارتے

تیری جوڑی کا تصور رات بھر آنکھون مین تھا
کیونکہ ہم مکے نہ اپنے دل جگر پر مارتے

ناف تک سیلی کسی کی ہمنے دیکھی تھی غضب
کیون نہ برچھی پیٹ مین اپنے اوٹھا کر مارتے

سرکشی کرتی تھی تیرے روبرو ای شعلہ خو
شمع کو محفل مین پھر گردن نہ کیونکر مارتے

دمبدم کرتا ہے ہم پر تیز تو تیغ ستم
اور ہرگز ہم نہین دم اے ستمگر مارتے

عشوہ و غمزہ ترے دونون سپاہی ہین غضب
تیغ پر ہین تیغ اور خنجر پہ خنجر مارتے

یون کیا اوس پنجۂ مژگان نے مرغ دل اسیر
جس طرح صیدی کا ہون اوڑتا کبوتر مارتے

خاک ہو کر بھی نپایا چین وحشت سے کہ ہم
جون بگولہ دشت مین پھرتے ہین چکر مارتے

طائر دل دیکھنا پہونچا ہے اپنا کس جگہ
اے ظفر جس جا فرشتے بھی نہین پر مارتے

بتون کی ہم تصور مین جو شب بھر آج جاگے تھے
تو جلوے اک خدائی کے ظفر آنکھون کے آگے تھے

مطلع ثانی

بہم دشت جنون مین قیس اور ہم کل جو بھاگے تھے
وہ ہم سے سو قدم پیچھے تھا اور ہم اوس سے آگے تھے

شب اعدا کو بلایا تھا جو گھر مین اوسنے چوری سے
کسی ڈھب سے پس دیوار ہم بھی جا ہی لاگے تھے

دیگر

یون تو لکھا اونھین سب کچھ بھی پچھوڑا باقی
اک فقط رہ گئی تحریر مچلکا باقی

مطلع ثانی

کونسا حسن بتان مین رہا جلوہ باقی
کہتا زاہد جو ہے دیدار خدا کا باقی

قصۂ غم ہے دراز اتنا جو کہنے بیٹھین
ہو چکین حشر کئی پھر رہے کہنا باقی

جلد چہارم دیوان ظفر

رحم اے سوز غم عشق کہ ہاتھون سے ترے
نہ رہا دل نہ جگر اور کلیجا باقی

ٹھوکرین فتنۂ محشر بھی ہین کھاتے لاکھون
تیری رفتار نے ظالم کسے چھوڑا باقی

خانۂ چشم مین تم آؤ مرے اور دیکھو
دیکھنا پتلیون کا گر ہو تماشا باقی

دیدہ و دل مین تو دن رات رہا کرتے ہین
کیا تماشا ہے اونھین سے ابھی پردہ باقی

مل رہین گے ترے کوچے مین کبھی اے دل آرا باقی
یار باقی ہے تو صحبت ہے دل آرا باقی

صحبت گل سے ہزار اوسکو ہوئی اطمینان
دل بلبل مین ہے صیاد کا کھٹکا باقی

ہم کہان اور کہان خانۂ رنگین جہان
دیکھ لین اور کوئی دم کا ہے تماشا باقی

جانے ہین عالم فانی سے وہی حسرت مین
دل مین ہے جسکے ظفر خواہش دنیا باقی

دیگر

ہم حال

ہم حال غم ہین کہتے جا کر جنھون کے آگے
سنتے نہین ہین کیہے گو دستون کے آگے

ٹپکاتے وہ غضب ہین آنکھین سے نظارہ
ناچین گی پتلیان کیا اون پتلیون کے آگے

گر محتسب بھی آئے تو مست سر سے پیر تک
کچھ سوجھتا نہین ہے ان مستیون کے آگے

پانؤن کے نیچے اپنے دل عاشقون کے ملتی
سمجھین نہ کچھ وہ اپنی اٹھکیلیون کے آگے

اوس زلف کی لٹون پر کوئی چلے نہ لٹکا
جن بھی جو ہو تو بھاگے ان منتر ونکے آگے

گر طائر تصور ہووے بلند پرواز
مارے نہ پر فرشتہ اوسکے پرونکے آگے

اک بات بھی سمجھ کی کہتا ظفر نہین ہے
جاتی رہی سمجھ ہے ان دلبرون کے آگے

ہم عجب رنگ سے میخانۂ ہستی مین رہے
شغل سب چھوڑ دیے بادہ پرستی مین رہے

لشکر اشک رواں ساتھ ہے اپنے ہر جا
کب خرابہ مین رہے جب رہی بستی مین رہے

اونچے نیچے بھی مکان گرچہ بنائے تو کیا
نہ بلندی مین رہی کوئی نہ پستی مین رہے

ابر مژگان کی مری بارہ مہینے ہے جھڑی
گھر کوئی کیونکہ بچے اس بدلی برستی مین رہے

سخت جانی جو یہی ہے تو یقین ہے مجکو
دم بھی قاتل نہ تری تیغ دو دستی مین رہے

جو رہے زہد ریائی مین ہمیشہ مشغول
حق پرستی مین تو کیا خلق پرستی مین رہے

اے ظفر بادۂ وحدت سے جسے کچھ ہو سرور
ہوش مین آئے نہ پھر عالم مستی مین رہے

دیگر

عاشقون سے کوچۂ قاتل مین کھما کھم ہے
اور وہ خنجر بکف پھرتا ہے مجھکو سہم ہے
دل تو کیا ہم جان تک رکھتے نہین تجھسے عزیز
پھر جو تو یون آزماتا ہے تجھے کچھ وہم ہے
سوز الفت نے جلا کر خاک ایسا کر دیا
میری حالت دیکھ خلقت رہ گئی بس دم ہے
اے کماندار اک جہان ہی کیا فقط چلا اوٹھا
ترک گردون بھی تری ناوک سے رکھتا سہم ہے
فہم والون کو ظفر سو طرح کی ہین رنج و غم
وہ ہی اچھا ہے مرے نزدیک جو نافہم ہے

دیگر

دیا دل تجھسے جھوٹے کو تو جھوٹے ہم بھی کہلائے
ہوئے ہم آپ سے اسکے سزاوار اپنے ہاتھون سے
مجھے قتل آپ کیجے سونپتے جلاد کو کیون ہو
وہی کچھ خوب ہوتا ہے جو ہو کار اپنے ہاتھون سے
لگاتا ہے جو ہاتھون مین حنا پھر آج کیا جانے
کریگا ذبح کس کس کو وہ خونخوار اپنے ہاتھون سے
لکھا تقدیر کا یہ ہے کہ اوس نوخط کی محفل مین
کرین یون خط کو میرے چاک اغیار اپنے ہاتھون سے
کبھو کرنا گریبان چاک اور سینہ زنی گاہے
تری فرقت مین لیتے ہین یہ ہی کار اپنے ہاتھون سے
دل اپنا اے بت کافر تجھے ہرگز نہ دینا تھا
گلے مین ہمنے پہنا آپ زنار اپنے ہاتھون سے
نہ ہرگز دخت رز کو بزم مین رندون کے جانا تھا
ہوئی بدنام وان جا کر یہ مردار اپنے ہاتھون سے

ظفر اوس نوک مژگان کا تصور اب کہین چھوڑو
چبھوتے اپنی آنکھون مین ہو کیون خار اپنے ہاتھون سے

جو دل مین رکھی تھی اپنے چھپے چھپائے گلے
سو ہمنے اون سے کیے جو زبان پہ آئے گلے
خدا کرے کہ یہانتک ذرا وہ آ جائے
ہین دل مین جتنے کرون اون سے بھی سوائے گلے
شب وصال تو گذری گلہ گذاری مین
تمھارے دل مین بلائین کوئی سمائے گلے
کہے ہے دل اگر آئین کرون گلے اون سے
ابھی جو آئین تو یہ سارے بھول جائے گلے
نہین وہ لوگ جو سنتے تھے شکوے کچھ دل کے
کرین گے کس سے ہم اب دل کے اپنے ہائے گلے
ہنسی مین لاکھون گلے کر گئے نہ وہ سمجھے
مرے رقیبون نے اونکو مرے جتائے گلے
بھرین ہین تیری طرف سے ظفر کے جو دل مین
کسی کو آج تلک وہ نہین سنائے گلے

دیگر

اے سینہ سے پیکان اپنے وہ جسدم نکالین گے
یقین ہے ساتھ ہی اوسکے مرا پھر دم نکالین گے
جو ہوگا دل نہ پہلو مین مزے سے خوب گذرے گی
یہ کھٹکا دل کا بھی پہلو سے اک دن ہم نکالین گے

جلد چہارم دیوان ظفر

[illegible]

اے ستمگار اگر ہمسے نہ تو پھر جاتا
اس طرح کاہیکو ہم رنج کی ماری پھرتے

بحر خوبی جو کیا تو نے کنارا ہمسے
ہم ہین روتی ہوئی دریا کی کناری پھرتے

ہمسے ای جان جہان اک نہ ترا دل پھرتا
غم تھا اہل جہان جتنے ہین ساری پھرتے

پاس کب کرتے کسیکا ہین ظفر وہ بیباک
شرم ہوتی جو آپ ہی اپنے ہون اوتاری پھرتے

تیرے کوچے مین جو مدفن کو نہ جا دے بر ملی
خاک مین سب آ کر دی عاشق مضطر ملی

تو بلا ظاہر اگر ہمسے تو پھر کیا فائدہ
جب طبیعت ہی نہ تیری ای بت کافر ملی

میری جانب سے رہا دو ہی ترے دل مین غبار
خاک سے خاک اپنی ظالم گور کے اندر ملی

جب ملائی اک ذرا تصویر مجنون سے تو صاف
تیرے دیوانے کی صورت ای پری پیکر ملی

تیرا جو انسو ہی دُر بے بہا ہے عشق مین
دیکھ تو ہی کیا ہی دولت تجھکو چشم تر ملی

ہو گئے ہم فیج ای ظالم جو تیری ہاتھ سے
جو مراد اپنی تھی وہ تیرے ہی خنجر کی ملی

ہے جو فوج اشک مین نالہ علم دار ای ظفر
عشق کی جانب سے خدمت کیا ہی بالا تر ملی

لوگون نے لکھی وہان کی خبر تیسرے دن کی
ہمنے بھی یہان خط پہ نظر تیسرے دن کی

مطلع ثانی

الفت کی جو آنکھ اوسنے ادھر تیسرے دن کی
تاثیر محبت نے مگر تیسرے دن کی

یارب ہو خیر اوس صفِ مژگان مین دل گیرا
وہ فوج نیزہ باز ہے اور یہ غریب ہے

اے شوخ تیری بات کا ہو اعتبار کیا
جون غنچہ تیری جیب کو اک بیچ جیب ہے

آداب راہ عشق سکھانے کے واسطے
دل ہی نہین کوئی بھی زیادہ ادیب ہے

تو آپ اوس ہی باعثِ غفلت بعید ہے
وہ تو مگر نہ تیرے بہت ہی قریب ہے

محراب ہے جو ابروی جانان تو اے ظفر
بینی پہ خال بھی سر منبر خطیب ہے

یہ جب وان تک مری فریاد جا کر پہونچ گئی
حال کی میری اونھین کچھ تو خبر پہونچ گئی

ایک مدت سے مری خاک کی مٹی تھی خراب
بارے اوس کوچے مین ای باد سحر پہونچ گئی

گنبد چرخ کے ہو جائین گے ٹکڑے ٹکڑے
مرثیت نالہ کوئی اپنی اگر پہونچ گئی

رات کیا کیا نہ خیال رخ جانان آیا
عارض ماہ پہ جب اپنی نظر پہونچ گئی

مرگ عاشق سے ہو تو بیخبر اب تک افسوس
یہ تو ہے ساری زمانہ مین خبر پہونچ گئی

تیر اگر یہ کوئی طوفان ہو کہ موج یم اشک
کشتی چرخ تک ای دیدۂ تر پہونچ گئی

فائدہ کیا ہے شکایت سے کہ اوسکے ہاتھون
ہمکو ایذا جو پہونچنی تھی ظفر پہونچ گئی

کانپتی جان بت ہوش ربا سے یون ہے
کوئی ڈرتا نہین دنیا مین خدا سے یون ہے

مطلع ثانی

دل لوٹتا تڑپتا ہے جو رہ لاسے یون ہے
آج ای وصل ہوا امید خدا سے یون ہے

بخت برگشتہ کی ہے اب یہ ہمارے شاکر
بھر گیا پیٹ جو وہ عہد وفا سے یون ہے

تین پہ کاٹے ہاتھ سے کوئی عاشق
ہوتا معلوم تب جو رو جفا سے یون ہے

آئی شامت ہے ہمارے دل سودائی کی
اوس بت کافر دو تا سے یون ہے

اور بیمار کے جیے غذا سے یون ہے
یاد کھتا جو تری زلف دوتا سے یون ہے

تجھ بن اے رشک مسیحا ہمین ہر دم ہر دم
کیا فقط حکم دوا سے یون ہے

تو ہو وصل تو ہو پھر مین عاشق کا وصال
بات ہو جاے جو قسمت مین بلا سے یون ہے

یون ہی ہو جاے لگا آبلہ پا مین جی
ہاتھ کو کوئی ہے لگا آبلہ پا سے یون ہے

اے ظفر رشک سے دل کو نہ کر خون کہ وہ
ہاے بیٹی ہوئی اوسکے کف پا سے یون ہے

سچ سچ اے رشک حور سب کہدے
خامشی کیسا ضرور سب کہدے

کھل گیا ہو جو راز پوشیدہ
کیا چھپانا ضرور سب کہدے

بے تامل ذرا نکر تاخیر
جو ہے جسکا قصور سب کہدے

تا گریبان مین اپنے منھ ڈالین
گر تجھے ہے شعور سب کہدے

ہونا بیجرم و بے قصور اپنا
اور ہمارے قصور سب کہدے

کچھ بھی اسمین نہ رکھہ لگی لپٹی
ہو کے تو ناصبور سب کہدے

پاس کسکا تجھے نہ کہنے مین
خوف کر دل سے دور سب کہدے

سنگدل کچھہ نہ کہنے سے تیرے
شیشۂ دل ہی چور سب کہدے

ڈر خدا سے نکر ظفر سے دریغ
اے بت پر غرور سب کہدے

چھوڑ کر یار ہمین سب ہوئے چلتے پھرتے
اپنی تنہائی پہ ہم ہاتھہ ہین ملتے پھرتے

موم عنبیش تری زلفون سے ٹپکتا ہے عرق
یا کہ ہین مار سیہ زہر اوگلتے پھرتے

شمع رو جب سے ہوا تو مرا زیب محفل
مثل پروانہ عدو جی مین ہین جلتے پھرتے

غافلو عالم پیری ہے کوئی دم بیٹھو
دیکھو لڑکون کی طرح کیون ہو اچھلتے پھرتے

اپنے کوچے مین جو پھرتے ہین تو اس نازسے تو
پانوٗن سے ہین دل عشاق مسلتے پھرتے

تیری مرضی ہو تو لون اونسے ابھی ہین بدلے
تیوری مجھپہ ہین جو لوگ بدلتے پھرتے

ظفر

دیگر

جو باتین کہے گا عدو سو طرح کی
تو سنکر رہے گا کہو سو طرح کی

نکلا فلک ایک ارمان اپنا
رہی دل ہی مین آرزو سو طرح کی

کہے تو جو اک ترک الفت کی نامیح
ابھی ہو تری گفتگو سو طرح کی

مرے خون کو تو ہزار اب چھپائے
نکلتی ہے باتون مین بو سو طرح کی

سنین ایک بوسے پہ کس کس مزے سے
تری گالیان تند خو سو طرح کی

ہر اک سے جو لڑتا پھری ہی تو اسمین
خرابی ہے ای جنگجو سو طرح کی

ظفر

ایک جا ہووے چہ چا تو کہوین
ہین رسوائیان کو بکو سو طرح کی

کوئی دم کی غافل یہ سب گفتگو ہے
پھر آخر سمجھ لے نہ مین ہون نہ تو ہی

ہمین اوسکے در سے ہو پھر یاس کیونکر
کہا سونے جب آپ لا اقنطو ہے

جو کھانا تو غم ہے جو پینا تو آنسو
سنا جب سے ہمنے کہ لوا و اشربوا ہی

کہون تجھسے کیا یا نکی شور و شرابی
کہ اس میکدہ مین عجب ہاے و ہو ہے

بلا سے نہین شیشہ و ساغر مے
مری چشم تر مجکو جام و سبو ہے

بھرو سا نہین ہمکو دم کا بھی اپنے
کسے دوست سمجھے جو یہ بھی عدو ہے

جنون نے جو اخلاص جوڑا ہی مجھسے
تو جامے مین میرے کرفو پر رفو ہے

کیون مجکو دیکھہ تیر و کمان ڈھونڈھتا ہی تو
مجھسے تو کہدی یہ ترے قربان کھول کے

خورشید حشر کا بھی ہو رخ زرد چارہ گر
دکھلاؤن وہ سفید گریبان کھول کے

آنکھون کی اپنی تمکو قسم ہی کہ میرا حال
دیکھو تو آنکھہ تم کبھی اک آن کھول کے

کھلجای مدعی پہ نہ کچھہ مدعا مرا
غیرون مین خط پڑھو نہ مریجان کھول کے

امید دید مصحف رخ مین ہمین ظفر
ہر روز فال دیکھیے قرآن کھول کے

دوست ہی یا ہے عدو تو ہی تو ہے
خواہ کچھہ ہے جنگجو تو ہی تو ہے

ذرہ خورشید مین دکھلا رہا
جلوۂ روے نکو تو ہی تو ہے

اے دل ان ہرجائیون کے واسطے
کرتا رسوا کو بکو تو ہی تو ہے

کون ہی تیرے سوا دیکھین جسے
جلوہ گریان چار سو تو ہی تو ہے

شدت گریہ سے کھوتی چشم پر
صاف میری آبرو تو ہی تو ہے

گر نہ تو ہوتی عجب آرام تھا
رکھتی ہمین آرزو تو ہی تو ہے

بزم اعدا مین جلاتا شمع وار
یون ظفر کو شعلہ خو تو ہی تو ہے

دل ہے جسطرح تری فوج مژہ لڑتی ہے
کب جہان مین کوئی اسطرح سپہ لڑتی ہے

کیا بسر آئی ہجوم غم واندوہ سے دل
ایک بیچارے سے یہ اتنی سپہ لڑتی ہے

نہ کسی کی نظر لگے سر شام
پھرتے ہین جو ہوائے دنیا مین
بول سکتا ہے کون اب اونسے
کوچۂ یار مین جو بیٹھے ہین
بحر ہستی مین ہم ہین یون جیسے
ترے سوز و گداز عشق سے ہم

نہ رہا کیجے سر کھلے بیٹھے
وہ نہ بیٹھے نہ چلبلے بیٹھے
وہ تو غصہ مین ہین تلے بیٹھے
ہم وہ سنتے ہین غلغلے بیٹھے
اوٹھے پانی پہ جب لہا بیٹھے
سنگدل کیا ہی ہین گھلے بیٹھے

اوس گلی مین ہزار رہا ہم سے
ہین ظفر خاک مین رُلے بیٹھے

وای غفلت عمر تو سب نا شناسو مین کٹی
اوسکو کوچے مین کہین کو نہین قاصد کی گئی
ماشا دل ہی نہین ہن تیرا اپنا اور نہین
ساق سیمین کا ترے آیا جو شب مذکور کچھ
ہم نہین وہ ای صنم تیری جو ہین ناحق شناس
مجمع خون ریز خوبان مین بہت جاتا تھا روز

اب کہین کس منہ سے ہم نعمت شناسو مین کٹی
جو گھڑی ہمکو کٹی ہان سو ہراسو مین کٹی
کونسی شب ہے نہین جو دم دلاسو مین کٹی
شمع پھر کیا کیا نہ بزم دل اوداسو مین کٹی
ہے خدا کا شکر اپنی حق شناسو مین کٹی
گردن دل ایک دن خون کی پیاسو مین کٹی

اہل دنیا ای ظفر مست مے پندار ہین
کیا کٹی اوقات گران بدحواسو مین کٹی

مطلع ثانی

پھرائے لاکھ بک بک کے سر اپنا ناصح نادان
ذرا سمجھے کوئی کافر دل غمناک پھرتا ہے

چڑھے ہی دختر رز دیکھیے کب داؤن پر ساقی
کہ مدت سے ہر اک میکش لگائے تاک پھرتا ہے

پھر آتا ہی اگر کوچے سے تیرے جیتے جی کوئی
خدا کے گھر سے وہ تو اے بت بیباک پھرتا ہے

خدا جانے قضا آئے گی کس کس خون گرفتہ کی
لیے جو ہاتھ مین شمشیر وہ سفاک پھرتا ہے

ہوئے ہین سبز کوہ و دشت یکسر جو ترا عاشق
برنگ ابر تر با دیدۂ نمناک پھرتا ہے

ظفر تو ہے سمجھتا راندۂ درگاہ حق اوسکو
ترے در سے جو کوئی اے شہ لولاک پھرتا ہے

تجکو بھی کچھ خبر ہی مری تین روز کی
یان کیونکہ ہمنے زیست بسر تین روز کی

گر تین سال مین بھی ادا ہو تو جلد ہو
کہیے حقیقت اپنی اگر تین روز کی

گر تین پل کی بھی ہو مسافت تو ضعف سے
آتی ہی ہمکو راہ نظر تین روز کی

یکسان چمک دمک ہی سدا روی یار کی
تیری فقط چمک ہی قمر تین روز کی

کیا ہوتا چار دن کی جو ہوتی حیات اور
یہ کچھ ہی زندگی پہ بشر تین روز کی

کچھ بھی ہوا دوا سی تری فائدہ طبیب
کہنے سے تیرے ہمنے اگر تین روز کی

پہونچائین جس طرح ہے اوس مہ جبین کو خط
مہلت ہی قاصدون کو ظفر تین روز کی

جو اک تری مریض جدائی کے ساتھ ہے
یہ غم صنم نہ ساری خدائی کے ساتھ ہی

جلد چہارم دیوان ظفر

مستونکی ساقیا جو نشون کی اوتار ہین
منھ کھولتا ہر ایک جمائی کے ساتھ ہی

دل مین جو گل جھڑی ہی پڑی کب یہ اے ظفر
کھلتی کسی کی عقدہ کشائی کے ساتھ ہی

دیگر

ام کے شب ہین کیا ترے بیمار کاٹتے
یون بھی ہین اک عذاب مین بیمار کاٹتے

کرتا سوال بوسۂ ابرو جو اون سے مین
سر میرا لیکے وہ ابھی تلوار کاٹتے

لیجاتا اونکے کوچے مین قاصد جو خط مرا
آنکھ کچھ جو موت سے ہوتے تو عمر کیون

غفلت مین مست بادۂ پندار کاٹتے
وعدہ خلاف کیا ہی ترے انتظار مین

اک ایک ہم گھڑی ہین بدشوار کاٹتے
واجب ہے کس زبان ہی ایسون کی کاٹتے

جو بات منھ سے ہون دم گفتار کاٹتے

جو سگ صفت ہین نیک صفا تو نکو اے ظفر
دنیا مین ہر طرح سے ہین ہر بار کاٹتے

کون تھا گھر مین تری کون بت بے پیر کھلی
صبح تک شام سی جو در کی نہ زنجیر کھلی

قتل کا کسکی ہوا آج ارادہ قاتل
تو جو پھرتا ہی لیے ہاتھ مین شمشیر کھلی

پڑ گئی دل مین جو اونکی مری جانب سی گرہ
نہ بر نگ گرہ غنچۂ تصویر کھلی

دل ہوا اور بھی پابند سلاسل اپنا
پنجۂ شانہ سی جب زلف گرہگیر کھلی

بند اغیار پھر اک بات مین ہو جائینگے
گر کبھی اپنی زبان بھی دم تقریر کھلی

ہمنے تحریر کیا تھا جو اوسے راز نہان
وای قسمت کہ وہان سب پہ وہ تحریر کھلی

یارو اغیار وہان بند ہوی جاتے ہین
اے ظفر کچھ تو دعا کی تاثیر کھلی

ہون بھلا مین یا برا کچھ ہون لا اپنے لیے
پر کہے کوئی جو کچھ پھر اوسکو کیا اپنے لیے

ہی خدا شاہد کہ رہنے ان بتونکی عشق مین
کچھ نہین رکھا ہی باقی جز فنا اپنے لیے

دوستو پوچھو نہ کچھ رنج نہان کیا کیا ہوے
ہو کر اس پردہ نشین پر مبتلا اپنے لیے

غیر کو دل کیونکہ دین اسمین نظر آتا ہی یار
ہمنے یہ آئینہ رکھا ہے صفا اپنے لیے

وہ صنم ہو اور ہم ہون عافیت کی جا ہی ہو
ہمد ہوا تو خدا سی یہ دعا اپنے لیے

جانتے منعم اگر خالی پڑی رہ جائینگے
پھر بناتے کیون مکان وہ جا بجا اپنے لیے

نہین گو دیکھتی تجکو اسی سی دل کو ہی تسکین
تری تصویر تو لیل و نہار آنکھونکی نیچی ہے

نظارے آہ ہوتے تھے بہار حسن کی کیا کیا
وہی رہتا سما ای گلعذار آنکھونکی نیچی ہی

جو نکلے ہی مری دل سی کڑک کر نالہ سوزان
تو جاتی کوندھ اک بجلی سی یار آنکھونکی نیچی ہی

لگاتا تیر مژگان کیون نہین تو دل پہ صید افگن
کہ تیرے آگیا یہ تو شکار آنکھونکی نیچی ہے

ظفر اوس غیرت گلزار کو جب دیکھتا ہون مین
تو پھر جاتی مری کیا کیا بہار آنکھون کی نیچی ہی

کیا اوس سی کوئی اس دل مضطر کو پھیر دے
مقدور ہی کسی جو مقدر کو پھیر دے

آئی بھی وہ ادھر تو یہ برگشتگی بخت
اولٹا ہی راہ مین سی اوسی گھر کو پھیر دے

بیدید پھیرتا ہے جو ہمسے نگاہ تو
لاکر گلے پہ اس سی تو خنجر کو پھیر دے

زیر زمین بھی دل کی طپش میری کیا عجب
پھرکی کی طرح گور کی پتھر کو پھیر دے

مسجد مین وہ کرشمہ دکھادی تو واعظا
کعبہ کی سمت سی ترے منبر کو پھیر دے

اتنی بھی شرح شوق بڑھا کر نہ لکھ دلا
ایسا نہو کہ وہ تری دفتر کو پھیر دے

میدان مین سخن کے ظفر رستم زمان
کس طرح وہ نہ روے سخنور کو پھیر دے

طاقت نہین پھرنیکی ہی عادت لیی پھرتی
یا محض مجھے ہے مری ہمت لیی پھرتی

اے پردہ نشین خواہش دیدار مین تیری
ہے کوچہ بکوچہ مجھے حسرت لیی پھرتی

دیگر

بتون پر جان ہی جاتی خدا ماری کہ چھوڑے
انھین کی طرز ہی بھاتی خدا ماری کہ چھوڑے

دل و جان دین و ایمان دین صنم تجکو تو اچھا
یہی اب دل مین ہی آتی خدا ماری کہ چھوڑے

بجز بزم بتان دشمن دین و دل و جان
کوئی صحبت نہین بھاتی خدا ماری کہ چھوڑے

سوا اسکے کہ دین ہم مایہ دین اوس صنم کو
نہین کچھ اور بن آتی خدا ماری کہ چھوڑے

لگاوٹ دختر رز سی کرینگے زاہدا پھر
کہ کیفیت ہی دکھلاتی خدا ماری کہ چھوڑے

چلین کیونکر نہ ہم کعبہ سی اوٹھکر بتکدہ کو
یہ الفت ہی ادھر لاتی خدا ماری کہ چھوڑے

ظفر کوے بتان مین پھر ہمین جانا پڑا اب
طبیعت پھر ہی گھبراتی خدا ماری کہ چھوڑے

ارادہ اور ہی کچھ دل مین لاتا بر زبان کچھ ہی
کرین کیا اعتبار اوسکا عیان کچھ ہی نہان کچھ ہی

لکھا تو اوسنی کچھ خط مین کہا قاصد سی کچھ میرے
تماشا ہی کہ وہ آکر یہان کرتا بیان کچھ ہے

نکیون سن سان گھر بیمار ہووی اپنی نظرون مین
نہو جبتک مکین ہوتی بھلا زیب مکان کچھ ہے

سمجھتے ہین دماغ اپنا تو ہم چرخ چہارم پر
سنا جب سی کہ وہ دلدار ہمپر مہربان کچھ ہے

خدا جانی کریگا خون کس کس خون گرفتہ کا
دکھاتا رنگ لب پر اور ہی وہ رنگ پان کچھ ہی

تری رخسار رنگین کو جو دون تشبیہ مین گل سی
حقیقت گل کی تیری سامنی غنچہ دہان کچھ ہی

یہان رنج و غم فرقت وہان فکر قیامت ہے
ظفر آرام کی صورت نہ یان کچھ ہی نہ وان کچھ ہی

دیگر

خیال ایسا کسی کا اندنون ہمکو ظفر کچھ ہے
جدھر دیکھین سوا اوسکے نہین آتا نظر کچھ ہے

مطلع ثانی

خراش ناخن دست جنون کا پھر اثر کچھ ہے
کہ پھر تازہ ہوا زخم دل و زخم جگر کچھ ہے

فرون تو ہو یہان رغبت وہان اونکو بڑی نفرت
تری تاثیر ای الفت ادھر کچھ ہے اودھر کچھ ہے

خط اوسے جو خط کو تو پوچھا نہ پوچھہ اسمین لکھا کیا ہے
تجھے کیا پوچھنے سے کام لکھا نامہ بر کچھ ہے

نہین اک رنگ پر نقشہ تری بیمار ہجران کا
گھڑی کچھ دو گھڑی کچھ ہے پہر کچھ دو پہر کچھ ہے

سر مژگان جو لخت دل نظر آئے تو مین سمجھا
مری نخل تمنا مین لگا بارے ثمر کچھ ہے

جو کرنا ہو تجھے منظور کرلے آج تو عاقل
کہ کل کیا جانے کیا ہوگا تجھے کل کی خبر کچھ ہے

ہمارے اور اوسکے کیون نہ پھر ہر بات پر بگڑے
اوسے منظور کچھ ہے اور ہمین مدنظر کچھ ہے

جو خال رو کو اوسکے دیکھتا ہو نمین تو کہتا ہے
مقرر دال مین اب کالا کالا اے ظفر کچھ ہے

نصیبا جب مرا اچھا تھا اور تقدیر اچھی تھی
مری ہر بات اچھی تھی ہر اک تدبیر اچھی تھی

مقابل جب رخ روشن کی تیری رات کو دیکھا
نہ ہرگز روشنی ماہ پر تنویر اچھی تھی

جو دیکھے تیغ ابرو کو تری منھ سے نہ پھر کھودے
کہ مسجد مین پری کی ہستی کیا شمشیر اچھی تھی

دنیا ہی جام بادہ تو کس کس مزے سے ہین
ساقی کی ہاتھ رند قدح خوار چومتے

کرتے ہین وہ چمن مین قدم رنجہ گر کبھی
جھک جھک کے پاؤن ہین گل گلزار چومتے

کیا کیا نہ تیری حسرت پابوس مین ہم آہ
نقش قدم کو ہین ترے ہر بار چومتے

زاہد ہین چومتے حجر الاسود اے ظفر
اور ہم ہین خال عارض دلدار چومتے

نظر مین ہین تری رخسار ای سیمبر تلتے
فلک پر جس طرح میزان مین ہین شمس و قمر تلتے

تری ناز و ادا کا پھر کوئی انداز کیا جانے
جو میزان خرد سے بھی نہون ای عشوہ گر تلتے

وہ جب تل بیٹھے ہین تو تصدق اونپہ ہونیکو
دل عشاق ہین اونکی برابر جون گہر تلتے

تری وحشی اگر بازار حشت گرم کردیتے
تو پھر کانٹون مین کانٹے قدر سے کس کسقدر تلتے

یقین ہی پلہ میزان بھی جھکتا بوجھ کے ماری
یونہین تلتے ہین ہون جسطرح کانٹے مین گہر تلتے

دُر دندان تری کان ملاحت اپنی نظر مین
مری انبار عصیان گر کوئی تولے تو کیا تولے

کہین کوہ گران بھی ہین کسی سے ای ظفر تلتے

دل جو تیرا ای بت بے پیر ہی کچھ اور ہے
رکھتا نالہ بھی مرا تاثیر ہی کچھ اور ہے

کند ہو تیغ قضا کیونکر نہ اوسکے سامنے
تیری قاتل تیزی شمشیر ہی کچھ اور ہے

دل تو کہتا ہی کہ تو کچھ وصل کی تدبیر کر
اور مجھسے کہہ رہی تقدیر ہی کچھ اور ہے

عشق نے ایسی آگ لگائی دل مین پھر وہ بجھہ نہ سکی
بھر بھر کر مشکیزہ ہزارون ہمنے بیڑے پانی کے

تجھہ بن اوتری بوندگے سے میرے اوبجھکر رگ رگ مین
حلق سے لیکر سینہ تک ہی سوا دلجھیڑے پانی کے

زلف عرق آلودہ کو چھیڑا دل نے یون بے بیم و ہراس
ہو کے نڈر جس طرح سے کوئی سانپ کو چھیڑے پانی کے

ته پانی ہے سخن کی مشکل یون تو زور طبیعت ہی
ہمنے ظفر اس بحر مین مضمون خوب ہی چھیڑے پانی کے

وہ ہنس مہ جمال اور ہی ہے
اوسمین دیکھا کمال اور ہی ہے

تیرے بیمار ہجر کا ظالم
آج کتھے ہین حال اور ہی ہے

تیرا ابرو کہان ہلال کہان
مہ حسین یہ ہلال اور ہی ہے

مانگتا ہو جو بوسہ در پردہ
اوتسے میرا سوال اور ہی ہے

کیون نہو درد سر ہمین واعظ
کہ تری قیل و قال اور ہی ہے

کیا سبب رنج کیون تجھے ہر دم
اے دل پر ملال اور ہی ہے

جاتا ہے تو جو خواب دشمن مین
جی مین آتا خیال اور ہی ہے

دیکھکر تیری زلف مہر لقا
دل پہ آیا وبال اور ہی ہے

بظاہر ہمسے ملتا نفتہ گر کچھ ہے تو یون ہی ہے
کہ جسکے دل مین شر ہو وہ بشر کچھ ہے تو یون ہی ہے
ابھی ہوتی صفائی ہے وہ جو آئینہ رو آئے
مرے دل مین کدورت بھی اگر کچھ ہے تو یون ہی ہے
خدا جانے کہ پکڑین یا نہ پکڑین رات بھی ہم تو
شب فرقت مین امید سحر کچھ ہے تو یون ہی ہے
عبث خوش غیر ہوتے ہین مری اونکی لڑائی کیا
اگر آزردکی بایکدگر کچھ ہے تو یون ہی ہے
زبانی جس طرح ہم نے کہا تجھ سے کہ یون کہنا
حقیقت خط مین بھی ای نامہ بر کچھ ہے تو یون ہی ہے
یقین ہوتا اگر اونکو تو اب تک کیا نہ وہ آتے
ہمارے حال کی اونکو خبر کچھ ہے تو یون ہی ہے
لڑائین غیر سے آنکھین نہ کیونکر سامنے میرے
کہ اوس بیدید کو مد نظر کچھ ہے تو یون ہی ہے
ملائین آسمان کو ہون جو دل مین کار گر اوسکے
مرے نالون مین اے ہمدم اثر کچھ ہے تو یون ہی ہے

دیگر

نہین جو دسترس اپنی بت پردہ نشین تک ہے
تو اک در پردہ صدمہ دل سے ہی جان حزین تک ہے

مطلع ثانی

پہونچ کیا فائدہ نالونکی گر چرخ برین تک ہے
رسائی جب انھین ایدل نہ گوش مہ جبین تک ہے

دل بیتاب کرتا ہے جو نالہ تو ہلا دیتا
زمین سے آسمان تک آسمان سے یہ زمین تک ہے

ترے یہ ناز بیجا اے صنم پھر کون اوٹھائیگا
خدا شاہد ہے تیری ناز برداری ہمین تک ہے

پڑا رہ جائیگا اب کچھ نہین جس وقت دم نکلا
بکھیڑا ہے جو تیرے ساتھ اے غافل یہین تک ہے

نہ رفتہ رفتہ طفل اشک دامنگیر ہو اپنا
نکلتے ہی جو پہونچا چشم سے یہ آستین تک ہے

گیا لطف سخن تو ذوق ہی کے ہاتھ دنیا سے
جو تھوڑا سا رہا ہے اے ظفر کچھ تو ہمین تک ہے

وفور گریہ سے خط روز بیقیاس مٹے
مٹے نہ قاصد و دس پانچ نے پچاس مٹے

لکھا جو مژدۂ وصل اوسنے خط مین ہے ہمکو
تمام حرف رقم مین ہین پاس پاس مٹے

عجب مزے سے بسر زندگی پھر اپنی ہو
ورق سے دل کے جو نقش امید و یاس مٹے

ابھی ہی جلد کہین قتل کر چکے وہ صنم
بلا سے دل کا مرے یہ کہین ہراس مٹے

شمشیر یار تا بگلو آکے پھر گئی
برگشتگی بخت ہی یہ بھی کہ ہجر مین
قاتل نہ آگے لبھو سون کا بڑھا قدم
دیکھا جو ماہ نو کو ابرو کی تیری شکل
جان لب پہ لاکھ بار یہان انتظار مین
عارض کے روبرو تری ماہ دو ہفتہ پر

کیون بن پیے تو میر الہو آکے پھر گئی
اے موت لاکھ بار جو تو آکے پھر گئی
اک خلق تیرے تاسر کو آکے پھر گئی
آنکھون مین اپنی عربدہ جو آکے پھر گئی
اے مست غفلت آیا نہ تو آکے پھر گئی
اپنی طبیعت آئینہ رو آکے پھر گئی

تدبیر گھر مین یار کے جانے کی اے ظفر
آئی بھی گر سمجھ مین کبھو آکے پھر گئی

صیاد نے گل اچھے باعث جان کے کتری
وحشی چشم ترا ک جست مین عجب کیا
جب جاؤ ختر رز کچھ تیز ہے کہ یارو
تار نفس ہمارا سو جا سے ہو بریدہ
مقراض آہ و نالہ اپنی عجب نہین کیا
تحریر کیا وہ مضمون بیجا ہوی تھی ایسی
دست جنون عجب کیا لاشہ پہ بھی جو میرے
صیاد خاک ہو پھر اوسکو ہوای پرواز

فصل بہار مین پر مرغ چمن کے کتری
کان آہوان دشت چین و ختن کی کتری
سب موی ریش شیخ پر مکر و فن کی کتری
اے سیمبر جو ڈورے تو نور تن کی کتری
موے خطوط مہر چرخ کہن کے کتری
خط نو خطو جو تمنے اس خستہ تن کی کتری
اے ہمدمو کوئی گل مین نے کفن کی کتری
پھری گئے اسیر دام محن کے کتری

ہمیشہ دور ہی کیونکر نہ پھر زمین سے رہے
فراق دوست ہی گردون وصال دشمن ہے

اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ نہ کہے
کرے جو اونسے جواب سوال دشمن ہے

جو تو ہی مرد تو ہرگز لپٹ نہ دنیا سے
اگرچہ دوست نما ہی یہ زال دشمن ہے

گئے ہین حضرت دل کوی زلف مین تنہا
الٰہی خیر ہو وان بال بال دشمن ہے

ہزار رنج و مصیبت مین جان ہی اسکی سبب
کوئی بغل کا دل پر ملال دشمن ہے

لگاؤ دختر رز کو نہ منھ سمجھکر دوست
کہ عقل ہی کی ظفر یہ چھنال دشمن ہے

گرچہ عدو ہین ٹیڑھے چلتے تیرے رستے سے بہتیرے
پر ہین وہ کیا چیز کہ سیدھے ہو گئے ایسے بہتیرے

کردے یکدل ہمسے اونکو ہمدم ایسا ایک نہین
اور ہین دوئی کے ڈالنے والے ایسے تیسے بہتیرے

ہڈی ہڈی مین جو اپنے درد ہے ایسا درد اوسکو کہان
تمسے سنے دمساز و ہونگے نالے نے سے بہتیرے

دشمن دین و ایمان پایا ایک نہ تجھسا اے کافر
دیکھے اس بتخانہ مین بت ایسے ویسے بہتیرے

کشتی گردون غرق ہو ہمدم آئین اگر ہم رونے پر
طوفان دیدۂ تر مین بھرین ہین تھوڑے کیسے بہتیرے

عشق بت فرنگ مین سینے پہ آبلے
ساغر پہ سرنگون دھرے اوپر ہین میز کے

شبنم نے گلکے کان مین سیماب بھر دیا
کیا خاک پھر مزے اوڑین بلبل کی زیر کے

ہر دم تری نگاہ سے سینہ سپر ہے دل
کھاتا ہے زخم سیکڑون اس تیغ تیز کے

دریای اشک مین ہے فلک بلبلہ سا ایک
قابل ہین اپنے دیدۂ سیلاب ریز کے

بستر مین رہتے در پہ ترے شکل نقش پا
دو چار تیرے خاک نشین خاک بیز کے

کوچے مین اوسکے کثرت عشاق سے ظفر
آثار روز دیکھتے ہین رستخیز کے

مارا دل اپنا سینہ کو ہر بار کوٹ کے
قائل ہین اپنے ہجر مین ہم مار کوٹ کے

دے گا نہ بوسۂ دُر دندان جو تو ہمین
ہیرا ہی یار کھائین گے ناچار کوٹ کے

آنکھین ہین کیا ہی اوس بت کافر کی دیکھنا
گویا کہ بھر دیے دُر شہوار کوٹ کے

فریاد شب سنی دل نالان کی جب مری
ماتھے کو رہ گیا جرس ای یار کوٹ کے

برق جہان بھی سامنے تھرا گئی ترے
شوخی بھری ہے تجھ مین ستمگار کوٹ کے

کہتی تھی مست دیکھ فلک کو کسی نے خوب
اس سقف کو بنایا ہے ہموار کوٹ کے

جوڑے نے اوسکے خوب ہی مکون سے رات کو
دل کو بنایا ٹھیک ظفر مار کوٹ کے

نہین رونا مرا کچھ گریۂ یعقوب سے کم ہے
نہ میرا صبر صبر حضرت ایوب سے کم ہے

بتاتی ہین جسے خورشید تابان اوج گردون پر
وہ آہ آتشین کی شعلہ افشانی کا تمغا ہی

تری ابرو پہ دیکھا جسنے خط چین ابرو کو
کہا اوسنے یہ اس تیغ صفاہانی کا تمغا ہی

مٹاؤن دل سے اپنے کس طرح یہ داغ سودا کو
یہ سوز غم مین میری سوختہ جانی کا تمغا ہے

نکلتا ہی کوئی مانند قمری طوق گردن کی
کہ یہ اے سرو قد الفت کی زندانی کا تمغا ہی

لگاؤن اے ظفر کیونکر نہ لب پر مہر خاموشی
کہ مین حیران ہون اور یہ میری حیرانی کا تمغا ہی

شکوہ ہو تمہارا جو کچھ کرون تو سچ ہے
تمنے جو کی بُرائی گر مین کہون تو سچ ہے

الفت مین اے پری رو تیری ہون مجھ ایسا
ہشیار ہون غلط ہی دیوانہ ہون تو سچ ہی

میرا تو جیب کیا ہی دامان دشت کی بھی
گر جھیان اور اڑائی دست جنون تو سچ ہی

فرقت مین رات ہمدم ہر نالہ کو ہم اپنے
بام سپہر کا گر کہوین ستون تو سچ ہی

آنکھون مین ہی تصور رنگ حنا کا تیرے
بہتی اگر نگارین ہین اشک خون تو سچ ہی

آگے بھوؤن کی تری اے آفتاب طلعت
گر ماہ نو کو کہوین ہم سر نگون تو سچ ہے

اوس مہ جبین سے ہمنے کی دوستی ظفر کیون
دشمن ہی گر ہمارا گردون دون تو سچ ہے

مست اے ساقی کب رعد کے للکارے سے ہشیار ہوئے
مردم عرصۂ بزم مے نقارے سے ہشیار ہوئے

نگہ یار سے میری دل وحشی پہ چھری
کیا سر گردن نخچیر ہے چلتی پھرتی

دخت رز کیا ہے سر بزم ترا نقد خرد
لیکے ای مست قدح گیر ہے چلتی پھرتی

کون قاصد کی سوا وان مرا لیجاوی خط
کہ نہین آپ سے تحریر ہے چلتی پھرتی

ظفر اس بحر فنا مین کوئی دم کشتی عمر
اور زیر فلک پیر ہے چلتی پھرتی

دیکھنا خال ذقن کو رخ جانان کے تلے
کوکب سوختہ ہی مہر درخشان کے تلے

مطلع ثانی

کاجل آنکھون کا نہین یار کی مژگان کے تلے
پھول سوسن کا کھلا نرگس و ریحان کے تلے

مطلع ثالث

کب مہاسی ہین خط عارض جانان کے تلے
ہین یہ بیضے پر طاؤس گلستان کے تلے

نیش سے چھیڑتا ہی مار سیہ کو کژدم
گونج بالے کی نہین زلف پریشان کے تلے

نیچے خورشید کی ہے تار خطوط خورشید
خط نہٹون کی ہین داغ دل سوزان کے تلے

وہ سہی قد جو دکھا دیوی ذرا فندق پا
پھولی گل منعدی ابھی سرو گلستان کے تلے

دل سیپارہ کو رکھلی تو لبو نپر اپنے
دیکھہ یہ رحل ہی ریبا اسی قرآن کے تلے

شاخ صندل مین لگا سیب ہوا طرفہ طلسم
بیٹھے وہ ہاتھہ کو رکھکر جو زنخدان کے تلے

کیا آگے تیرے بولین ظفر شاعران ہند
اونکے لگی سخن کے اضافے پہ مہر ہے

گر کوئی معرکہ عشق مین بازو تولے
عقل کو ہاتھ مین وہ پہلے ترازو تولے

نیمجانونکو ہی یون دیکھتا اپنے قاتل
جیسے صیاد کوئی نظر وئین لوہو تولے

چین ہو خاک کہ پیچھے تری دیوانہ کے
پھرتے ہین نازوادا خنجر و چاقو تولے

لون رخ یار کا بوسہ مری طاقت ہی کہان
ہان دلا تیرا اگر لگتا ہے قابو تولے

بھاگ جانیکا ارادہ ہی مقرراون کا
بیٹھے بیٹھے جو اونھونی ہین یہ زانو تولے

ہولی گر کھیلی ہی لے رنگ رخ عاشق زار
کیون عبث بخیرت گل تو نی یہ ٹیسو تولے

راتدن ذکر الٰہی مین ظفر رہتے ہو تم
بے وضو نام تمھارا کوئی بدخو تولے

اپنے اب کوٹھے سے وہ غیرونکی سر حد پر چڑھے
ہم بھی دکھلا دینگے گر اپنی کبھی زد پر چڑھے

چشم دریا بار سے کیا زور پر ہی سیل اشک
دیکھو یہ نالے ہین کیا پانی کی آمد پر چڑھے

دیکھون کیا سرو چمن کو ہین کہ ہی چوب درخت
دیدۂ دل تو ہین اپنے اوری قد پر چڑھے

کھو دیا سفلون نے جو کچھ تھا بزرگونکا کمال
بیٹھے ہین ارواح بنکر تربت جد پر چڑھے

دیکھ لین لاکھون زنان فاحشہ مخمور مست
دھیان پھر ہستی مین اپنا کیون نہ ناکد پر چڑھے

واہ ری افسردگی دل کی کہ بعد مرگ بھی
گر چڑھے تو غنچۂ پژمردہ مرقد پر چڑھے

ہر صفت دن گردش کے ہین اپنے مقرر آئے ہوے
جیسے بگولہ پھرتے ہین خون دشت مین ہم بولائے ہوے

کہتے ہین وہ موت بلا سے کل کی آتی آج ہی آئے
جینے سے بیمار تمھارے اتنے ہین تنگ آئے ہوے

دیکھا جنکو خرم و خندان ہمنے گلشن ہستی مین
گل کی طرح پھر دو دن مین وہ آئے نظر مرجھائے ہوے

آپ سے کب افلاک ہین رہتے آٹھ پہر یون چکر مین
غمزۂ چشم کافر سے ہین اوسکے یہ چکرائے ہوے

دیکھتے ہی وہ میری صورت آگ جو مجھپر ہوتے ہین
کیا جانے ہین کسکی میری جانب سے بھڑکائے ہوے

سینہ کرین گر چاک تو نکلین لاکھون پیکان تیرونکے
اتنے ہمنے تیر ستم ہین تیرے ستمگر کھائے ہوے

دل کو تمھارے آج قلق ہم صد سے زیادہ دیکھتے ہین
سچ تو کہو تم پھرتے کیون ہو اتنے ظفر گھبرائے ہوے

لوگ تو ہین اوسے صنم کہتے ہو زیادہ کہین نہ وہ برہم
بخدا اور کچھ ہین ہم کہتے اوس سے ہم حال دل ہین کم کہتے

ہم آگ ہی زخمی ہین نگاہون کے تمھاری
کیون کرکے میان تیغ علم ہاتھ مین لائے

کس روز تری کوچے مین پہونچا ترا مجنون
جو لڑکے نہ سنگ اپنی صنم ہاتھ مین لائے

لاکھون ہی ظفر بحر محبت مین ہوئے غرق
پر گوہر مقصود وہ کم ہاتھ مین لائے

بوسہ لیا جو منھ سے بھڑا منھ چٹاق سی
تھے چپ حیا سے بول اوٹھی وہ پٹاق سی

مطلع ثانی

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق سے
کچھ اتفاق ہی تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ تجھکو ہم یون ہین محروم ہی چلے
آئے تھے تیری دید کو کس اشتیاق سی

بچتا ہی کب ڈسا ہوا اوس تار زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

اب کیا اوٹھائین خاک کہ سب چور ہو گیا
شیشہ گرا جو دل کا اوس ابرو کی طاق سی

رکھ نبض پر نہ ہاتھ کہا مان ای طبیب
تو ہاتھ اوٹھا علاج مریض فراق سی

زہرہ ہی کیا خجل ہی در گوش سی ترے
شرمندہ مشتری بھی ہی دُر بلاق سی

بل بے جگر کی آگ کہ سب ہو گیا سیاہ
سودائیونکا تیرے لہو احتراق سے

تیرا مذاق شعر ظفر جانتا ہے کون
اوستاد ذوق تھا تری واقف مذاق سی

آئینہ مین ہین جو ابرو بنا کر دیکھتے
کیون نہین میرے دل حیران مین آکر دیکھتے

دیگر

حقیقت کو ہماری عشق کی پہونچیگا کیا ناصح
کہ وا اشک اوسکی ہر گز عقل دیوانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا صدا سن بانواؤنکی
نہین کچھ بات یہ ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

ہوئی برباد اپنی خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر اوسکی جولانی نہین جاتی

گذر جائے نہ کیونکر جان سی قاصد کہ جانان تک
خبر جاتی ہے مشکل سی بآسانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہو گیا ہے میرا سودای محبت مین
مری صورت مری یارون سی پہچانی نہین جاتی

نہین پہونچاتی ہم تا گوش نازک خوش دماغونکے
کہ جبتک بات کوئی خوب سی چھانی نہین جاتی

طبیعت ہی جوان پیری مین بھی وہ ای ظفر تیری
سخن فہمی سخن سنجی سخن دانی نہین جاتی

دیگر

وصل جانان مین جو تھی عشرت کے دن وہ ٹل گئے
آگئے دن رنج کے راحت کے وہ دن ٹل گئے

ضعف

ضعف پیری کا برا ہو کھو دیا سب کار سے
اب رہی طاقت کہان طاقت کے وہ دن ٹل گئے

کنج تنہائی مین ہم ہین اور شب درد فراق
کثرت یاران ہمصحبت کے وہ دن ٹل گئے

اب تو خون دل ہی ہم پیتے ہین حسرت مین مدام
بادۂ عیش و مے عشرت کے وہ دن ٹل گئے

آج کل الفت کہان بغض و عداوت کے سوا
نام ہی الفت کا ہے الفت کے وہ دن ٹل گئے

اب تو بیزاری ہے ساقی دختر رز سے ہمین
اس سے رغبت کیا کرین رغبت کے وہ دن ٹل گئے

عہد پیری مین کہان جوش جوانی کی اومنگ
اے ظفر افسوس کیفیت کے وہ دن ٹل گئے

فقط کیا ایک دل ہے تم کو ہم مانگو تو دے دین گے
عزیز اپنی نہین جان بھی صنم مانگو تو دے دین گے

جو دل مانگو تو دل دین گے جو مانگو جان تو جان دین گے
علاوہ اور بھی کچھ بیش و کم مانگو تو دے دین گے

خطا کی یہ جو خط لکھا تمھین اے نوخطو ہمنے
مچلکا لکھ کر اسپر یکقلم مانگو تو دے دین گے

جو مانگو حضرت دل بوسۂ لب سبزہ رنگون سے
نہ دینگے پر عوض اسکے جو سم مانگو تو دے دین گے

نہ رکھو دم دلاسون مین ہمین اک بوسہ دے ڈالو
اگر تم اسکے بدلے ہم سے دم مانگو تو دے دین گے

عجب نہین ہی اگر رفتہ رفتہ گم ہوتے
جو کوے یار مین ہم دل کی جستجو کرتے

ظفر یہ جانتے گر ہم کہ چرخ دون ہی دنی
تو اس سے کاہیکو پھر کوئی آرزو کرتے

تو نی دوستی اغیار سہی اے نازنین چھوڑی
مگر رہنے تو اسپر بھی تری الفت نہین چھوڑی

یہ طفل اشک ابتر ہی مرا دامن ہی پکڑیگا
اگر اے دیدۂ تر اسنے میری آستین چھوڑی

بر نگ نقش پا آخر وہین ہم مر مٹے لیکن
نہ کوچے کی تری ہرگز صنم ہمنے زمین چھوڑی

اسیر غم نکیو نکر ہون کہ تو نی شب کو چپکے سے
عادت گھر مین جانیکی ہمدم کہ حزین چھوڑی

گرفتاری ہی کب اُس بیوفا کی ہے کوئی چھوٹا
مگر دنیا ہی دون جسنے تہ چرخ برین چھوڑی

اسے لے تو کہین لیکن غم فرقت سی ہم چھوٹے
لیا ہی دل اگر تو نی تو کیون جان حزین چھوڑی

نہ کچھ ہی ساتھہ اپنے لے گئے منعم بجز حسرت
ظفر یہ دولت و حشمت یہین کی سب یہین چھوڑی

دو حال مرا دیکھہ ظفر کیون نہین لیتے
ہون او نپہ فدا میری خبر کیون نہین لیتے

کیا آپکو نقصان ہی کہ بوسہ کے عوض ہم
دیتے ہین دل و جان و جگر کیون نہین لیتے

سر دینے مین جب عذر نہین ہمکو کسی طرح
شمشیر سے بھر کاٹ وہ سر کیون نہین لیتے

بدنام محبت مین ہوا جنکی عزیزو
وہ نام مرا بار دگر کیون نہین لیتے

کیون لیکے وہ قاصد سے پس انداز نہین تو
خط کو مری دیکھہ ایک نظر کیون نہین لیتے

ہماری زخم ای قاتل اگر منھ مین زبان رکھتی | مقرر یہ تجھے شاباش کہتے مرحبا کہتے

بلا سے گر عدو ہمکو برا کہتے ہین کہنے دو
ظفر منھ سے نہین اپنے کسیکو ہم برا کہتے

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمھارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مر کے بھی تیرا ابتلا چھوڑے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لے کے گور مین رنج و الم چلے گئے

بزم مین تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو میری گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہاے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان مین ایک دم
شبنم گل کی طرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لے گئے قیصر و جم جہان سے
یان کا سب یہین جاہ و حشم چلے گئے

چھوڑ کے یان کا سب یہین تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھین **ظفر** انھین کہان | دیکھی یہین ہزار حسرت و غم چلے گئے

دیگر

یون ہی طبیعت اپنی ہوس پر لگی ہوئی
مکڑی کی جیسے تاک مگس پر لگی ہوئی

خال سیاہ کب لب شیرین پہ ہی ترے
شکر سے ہی جا کے مگس پر لگی ہوئی

آزاد کب کری ہین صیاد دیکھیے
رہتی ہی آنکھ باب قفس پر لگی ہوئی

یون تو برستا ابر مژہ اپنا تھا مدام
بیڈھب جھڑی ہی اب کی برس پر لگی ہوئی

کب جمعہ سا ہو دو جانان پہ گر نہین
کچھ خاک رہی اہل ہوس پر لگی ہوئی

فریاد دل کی سامنے اپنی شب فراق
اک مُہر ہی وہان جرس پر لگی ہوئی

ظفر

دود جگر کی اپنی سیاہی سی ای ظفر
ہے گنبد فلک کے کلس پر لگی ہوئی

ہمارے دن نہ کبھی ای ہجوم یاس پھرے
برنگ مہر یونہین عمر بھر اداس پھرے

رقیب کوچۂ قاتل سے بھاگ ہی نکلے
رہے ہین پانچ اگر وان تو ہین پچاس پھرے

پھری نگاہ جو ہم سے تری تو پھر کیونکر
چھری گلے پہ نہ ای شوخ بار بار اس پھرے

ہزار پھیرلے تو آنکھ پر یہ دل تجھ سے
کبھی نہ ای بت نا آشنا شناس پھرے

عجب ہی اپنی بھی تاثیر آہ برگشتہ
کہ آج آکی ہمارے وہ گھر کے پاس پھرے

برنگ دانہ پسین کیون نہ مردم دانا
جو آسمان کی شب و روز یون حراس پھرے

گیا تو کوچۂ قاتل مین ہے مرا قاصد
ظفر نہ وان سے کہین ہو کے بدحواس پھرے

مطلع ثالث

دل خسرت ہو جو پیری مین بشر کے واسطے
کیا عجب خورشید ہوتا ہے سحر کیواسطے
کند شمشیر اجل ہو جائے جسکے سامنے
وہ غضب برش ہے اوس تیغ نظر کیواسطے
واہ ری قسمت کہ ہم کس کس کی ہین جو سنگ راہ
ٹھوکرین کھاتے خرام فتنہ گر کے واسطے

قطعہ

کیونکہ لیجاتی وہانتک ہم خطا وارنکا خط
ہے بڑی اسمین قباحت نامہ بر کے واسطے
ہے بجا کہنا جو کہتا ہے کہ تو مجھکو نہ بھیج
چاہیے فہم دو کا بھی کچھ بشر کے واسطے

ایضاً

رات دن ہمکو رہ ملک عدم کا ہے خیال
ساتھ کیا لیجائینگے اوس رہگذر کے واسطے

دیگر

چشم و گلو ہو تم جنھین جانا نہ جانتے
ہم ہین اونھین صراحی و پیمانہ جانتے

مجنون تو اپنے کام مین تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہین جو ہین اوسے دیوانہ جانتے

رہتا پری وشون کا جو اسمین خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہین پری خانہ جانتے

اپنے دل خراب مین جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہین ویرانہ جانتے

شوق نظارہ جب سے ہے اے شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہین پروانہ جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کے واسطے
خط کو جو دام خال کو ہین دانہ جانتے

قیمت مین ہم جو بوسہ کے دیتے ہین نقد دل
وہ سادگی سے ہین اسے بیعانہ جانتے

واقف نہین جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کے ہین کلام کو افسانہ جانتے

کیون دخت رز کو دل مین جگہ دین نہ زاہد
ہین اسکو زیب جلسۂ رندانہ جانتے

یاد خدا جو اپنی سمجھتے ہین زندگی
بے یاد اوسکی ہونا ہین مرجانہ جانتے

جانان سے جان عزیز نہ رکھے جو اے ظفر
ہم ایسے آدمی کو ہین مردانہ جانتے

صبح پیری مین ہے شام غم بشر کے واسطے
سچ ہے دن شب کے لیے ہے شب سحر کے واسطے

مطلع ثانی

گھر جو آتے ہین مرے وہ لحظہ بھر کے واسطے
مضطرب ہوتے ہین کیا کیا اپنے گھر کیواسطے

ہمارے ہاتھ سے ابکی تو بچ گئے اغیار
ظفر جو آئینگے پھر اون سے ہم سمجھ لینگے

ملتے ہین ہمسے یہ یہ دل مین عداوت رکھتے
جانتے ہم تو نہ الیسون سے محبت رکھتے

ماہ و خورشید مین تیرا سا کہان حسن جمال
عید کو رکھتے اگر ایسی وہ صورت رکھتے

شبنم اشک کی میری ہی یہ شادابی ہے
کہ تمہاری گل عارض ہین طراوت رکھتے

نہ تو ہستی ہی کی مالک نہ عدم کے مختار
فی الحقیقت ہی کہ ہم کیا ہین حقیقت رکھتے

نظر آتا ہی ہر اک شی مین اوسکے جلوہ حق
جو نہین آئینہ صاف دل مین کدورت رکھتے

معتقد تم نہین نالہ کے اثر کے تو نہو
ہم دکھا دیتے اگر نالہ کی طاقت رکھتے

ہم تہیدست ازل کی ہین نہین گنجینہ مین کچھ
ایک دم رکھتے ہین بس کچھ نہین دولت رکھتے

دم بھی اپنا نہین آدم کا سنا ہی احوال
دیکھی پردہ مین کسیکی ہین امانت رکھتے

بال بال اپنا گنہگار ظفر ہے لیکن
ہین پیمبر سے ہم امید شفاعت رکھتے

یونتو جو مجمع ہی اسمین دو برے اور دو بھلے
درد و غم عیش و طرب ہین دو برے اور دو بھلے

نیک و بد ملجای حسب باہم تو مشکل ہی تمیز
مہر و کین لطف و غضب ہین دو برے اور دو بھلے

دین اور دانش بگاڑا اور چشم و عارض کاکل بنا
سچ ہی گن بنت العنب مین دو برے اور دو بھلے

گر نہین تو یاس دولت دین تو عزت اور نفع
چار قصبہ ہین طلب مین دو برے اور دو بھلے

مطلع ثالث

ظفر زال دنیا سے مت کر لگاوٹ
کہ تیری نہین ہے یہ مردار ڈھب کی

بھوؤنکے آگے جو خنجر کی دھار گر جائے
گلے پہ پھیر سمجھکر ہمارے ایقاتل
دل عدو پہ لگا دیکھ تو نہ تیغ نگاہ
عجب نہین ہے اگر میری سخت جانی سے
جو تیغ شوخ ستمگر کی دھار گر جائے

ظفر ہے تیری غزل کی وہ سنگ لاخ زمین
کہ تیغ فکر سخنور کی دھار گر جائے

تھے بار غم تمھارے جتنے اوٹھانیوالے
بار غم محبت دل پر اوٹھائے ہین ہم
بے شر تھی جو کہ ہمدم زیر زمین گئی سب
اس چشم نم کی آگے سر تو اوٹھائین آکر

اب ایک بھی نہین تھے کتنے اوٹھانیوالے
بار ہوس تو ہین یہان اتنے اوٹھانیوالے
قسمت کی رہگئے ہین فقط اوٹھانیوالے
بادل ہین سر فلک پر لبریز اوٹھانیوالے

جل جل کے خاک ہو دائے ظفر یہان سب
ہین شعلۂ شرارت جتنے اوٹھانے والے

اہل دنیا تو نہین کچھ بھی مروت رکھتے
منھ پہ ہین ملتے یہ ہین دل مین عداوت رکھتے

مطلع ثانی

گردون پہ بناتی ہین جنھین انجم شب تا آ
اس آہ شرربار کے ہین چند شرر سے

کب ہاتھ مین لچھا ترے ریشم کا ہی کالا
یہ سانپ ہی لپٹا ہوا صندل کی شجر سے

کس واسطے دیکھین سر گردون مہ نو کو
کیا اپنے وہ بہتر ہی لب خم جگر سے

تا ملک عدم چکہ پہونچتے ہین نفس مین
کیون جان چھپاتی ہین سب اس سہل سفر سے

خاک اونکی اگر کحل بصارت ہو عجب کیا
کشتے جو ہوی ہون تری شمشیر نظر سے

چمکاے ہزار آپ کو خورشید قیامت
ہمتاب ہو کیا تاب مرے داغ جگر سے

بے ذوق و ذرا لطف نہین شعر و سخن مین
اس رمز نہانی کو کوئی پوچھے ظفر سے

شب جو ہنسی مین چمکی شوخ مہر داغ کی بتیسی
گویا روشن ہو گئی گھر مین تیس چراغ کی بتی سی

یہ جو خراش ناخن داغ سوزان مین ہی دست جنون
صنعت سے ہی تیری چراغ دل کر داغ کی بتی سی

کیونکہ نمود سے روشنی اس سی میخانہ مین ای ساقی
موج شراب آتشگون ہے صاف ایاغ کی بتی سی

موے خال شمع رو آیا جبکہ نظر بد مستونکی
کہنے لگے ہین یہ کیسی ہی چونچ مین زاغ کی بتی سی

قطعہ

بہائے اشک خونین ہمنے جس جا چشم گریان سے
تو ہوتا لعل پیدا اتبلک اوس سرزمین سے ہے

نکیون شاہنشہی اپنی جہان مین فخر شاہان ہو
کہ فیض دو جہان مجکو ہوا یہ فخر دین سے ہے

ظفر کنج قناعت مین ہو رہتے راتدن بیٹھے
ہوئی اب دل لگی شاید کسی پردہ نشین سے ہے

ہو گیا زلف سیہ کا کسکی یہ سودا مجھی	اک نظر آتا ہی پر چھا وان بلا کا سا مجھے

مطلع ثانی

ہو گئی الفت ولی دریا دلون سی کیا مجھی	روز دکھلاتی ہی چشم اک اشک کا دریا مجھی

مطلع ثالث

جان تیری دوستی کا ہو بھروسا کیا مجھی	جب بھروسا ہی نہین دم کا تو ہو کیسا مجھی
خندۂ گل کیا خوش آئی مجکو صحن باغ مین	نالہ لواتا ہے تیرا بلبل شیدا مجھے
ہو کے روپوش آہ مجھسے حسرت دیدار مین	اوبت ترسا خدا کو مان مت ترسا مجھے
عشق مین اوس خال کے کھاؤن جو گاہ گاہ	حلقۂ چشم نرگس سے چاہیے چھالا مجھے
تیری چوڑی کی کھنچاوٹ ہی کوئی کافر بلا	مارتی ہی یہ غضب کا کھینچکر مکا مجھی

دیگر

ترے کرم کی جو ہمپر نگاہ پڑ جاتی
تو ہمکو کاہیکو خوے گناہ پڑ جاتی

اوٹھاتا ہاتھ نہ تو قتل سے ترے اک خلق
جو پانوں بھی پے عفو گناہ پڑ جاتی

ہین جتنے ٹیڑھے ابھی پل مین سیدھے ہو جاتے
جو اونکی تجھپہ نظر کج کلاہ پڑ جاتی

جو گھر رقیب کے جاتا ہے ہمسے چھپ کے
برائی دل مین ہے بے اشتباہ پڑ جاتی

ہم اونسے مانگتے بوسہ بھی نقد دل دیکر
جو لین دین کی کچھ رسم و راہ پڑ جاتی

چھوڑانا پیچھے اسے اس بلا سے تھا مشکل
جو دل کے پیچھے وہ زلف سیاہ پڑ جاتی

جو کل کے وعدے پہ ہوتا یقین تو آئیگا
تو کچھ بھی کل مجھے رشک ماہ پڑ جاتی

برنگ شیشہ فلک پاش پاش ہو جاتا
جو صرف نالۂ دل اپنی گاہ پڑ جاتی

جو محفل شعرا مین ظفر غزل پڑھتے
تو دھوم ایک طرف واہ واہ پڑ جاتی

خیر جان کی ہے جو میری جان اسمین خیر ہے
دیکھتے ہی خط کو آؤ بان اسمین خیر ہے

روٹھتے دل بیٹھتے ہین شر ہزارون کر بشر
کنج تنہائی مین بیٹھے یان اسمین خیر ہے

خط جانان کو جو رکھتا ہون برابر جان کے
جانتا ہون اسکو حرز جان اسمین خیر ہے

حضرت دل کس لئے بے چین کرتے ہو مجھے
جاؤ سوے کوچۂ جانان اسمین خیر ہے

بزم رندان مین نجا ماتم بنے گر شیخ جی
آپکی بارے نہ بگڑے شان اسمین خیر ہے

اوٹھاؤ حضرت دل کو بھی تو نہین اوٹھتے
یہ کوی یار مین جس وقت ہین مچل پڑتے

عجب ہین حضرت دل بھی کہ شعلہ رویونکو
برنگ موم ہین بس دیکھکر پگھل پڑتے

جو آئے ہے دہل صبح کی ظفر آواز
شب وصال مین ہم سنکے ہین دہل پڑتے

طاق ہین جو تری بیداد گری مین غمزے
نہ تو وہ حور مین ہین اور نہ پری مین غمزے

زخمی تیغ نگہ کے تری اے کافر کیش
چارہ گر کرتے ہین کیا چارہ گری مین غمزے

بیخبر دیکھ کے ہین چشم سیہ مست ترے
قتل کرتے ہین ہمین بیخبری مین غمزے

دیکھکر چشم حقارت سے ہمین اے ناصح
کر نہ تو ہم سے اس آشفتہ سری مین غمزے

کس روش آنکھ اوٹھا دیکھے چمن مین نرگس
کہ نہین خوب ظفر بے بصری مین غمزے

ہمارے آپ خفا ہو کے کیا مکان سے گئے
تمھاری جانے سے یان ہم بھی اپنی جان سے گئے

گئے جو کوچۂ قاتل مین آہ حضرت دل
مری طرف سے وہ اے ہمدمو جہان سے گئے

نہ آیا شام کے وعدے پہ تو جو ماہ لقا
خدنگ آہ گذر اپنے آسمان سے گئے

گئے جو ہم سے خفا ہو کے حضرت ناصح
برا بھلا ہمین کہتے ہوے زبان سے گئے

جو دور پھینکے تری جنبش دو ابرو نے
بشر زمین سے فرشتے سب آسمان سے گئے

قطعہ

خاک مین ملنا اسکے حق مین ہوتا اکسیر آپ اگر
میرے دل پامال الم کو پانوٗن سے اگر ملجاتے

ہوتا ہے وہ شمع رو گر اپنا جو زیب برم کبھی
رشک سے دشمن جون پروانہ جی مین اپنے جل جاتے

مدنظر آداب محبت اتنا ہے یان قاصد اشک
جب جاتے ہین اوس کوچے مین ہین یہ سر کے بل جاتے

ہوتی خبر گر پہلے مجھے میرے دشمن جانی جاتے ہین
حضرت دل پھر کاہیکو یون میری بغل مین پل جاتے

چھوٹتے ہی پھر صاف جگر کے پار یہان ہوجاتے ہین
تیر نظر جس وقت ترے ہین ای بت سرکش چل جاتے

اوسسے بیان جب کرتا ہو نہین سوز محبت اپنا ظفر
میری طرف سے اور بھی وہ ہین اپنے جیمین جل جاتے

وہ بلندی مین حویلی گنبد مینو سی ہے
کیا کرین وان کیونکہ جائین جاے بیقابو سی ہے

ہے برگشتہ تری مژگان بھی آتی ہین نظر
تیری ابرو ہی فقط ظالم نہ کچھ خمروسی ہے

اگر خاک بھی ہم ہونگے کو چھین تری لیکن
ای بت بخدا تیرا دامان نچھوڑین گے

دنیا کی سبھی دھندے چھٹ جائین تو چھٹ جائین
پر تجکو کسی عنوان ایجان نچھوڑین گے

آنکھون کی ہین تیری مخمور ہوای ساقی
وہ بادہ فروشونکی دوکان نچھوڑین گے

گو اشک بھی مژگان تک آئینگے یہان تو بھی
بن بانده ہی وہ گریہ کا طوفان نچھوڑین گے

ہو حشر اگر برپا نالون سے مرے ہوکر
پہلو نقافل وہ اک آن نچھوڑین گے

بتلاوی اگر کوئی دوکان طبیب عشق
تو ہم کبھی ہرگز وہ دوکان نچھوڑین گے

بخشے ہے ظفر اپنے یہ ذوق عجب دل کو
ہم ذوق کا ہاتھون سے دیوان نچھوڑین گے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہین دست دعا کی کام کچھ آتی سپر دستی

اگرچہ کیسا ہی ہو پہلوان ہے زیر ہو جاتا
نہین پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مارسیہ لپٹا ہوا ہی شاخ صندل مین
کہان ہے یہ سپیرون کی تری اے سیمبر دستی

جو اوس روی عرق آلودہ کا تو کھینچ دی نقشہ
تو ہو معلوم ای مانی ہمین بھی تیری تر دستی

یہی جی چاہتا ہی ہاتھ پر ہر روز گل کھائین
عنایت کیجیے چھلا ہمین اپنا اگر دستی

تقاضا ہی جو یہ مجھ سے کہ لاما نکا ہی دل اوسکی
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہی اوسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہین جو کہتے ہین خط کہکشان اوسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو ای ظفر دستی

سوزِ غم خاک کرکے چھوڑیگا
خشک اسنے کیا لہو کیا ہے

دل ہی مین اپنے ڈھونڈو تو اوسکو
دیر و کعبہ مین جستجو کیا ہے

جو نہائے اوس آبِ خنجر سے
اوسکو پھر حاجتِ وضو کیا ہے

حیف اوسنے کبھی نہ یہ پوچھا
کہ ترے دل مین آرزو کیا ہے

روشنی مین حقیقتِ خورشید
تیرے عارض کے روبرو کیا ہے

زلف جھک جھک کے کہہ رہی کافر
کان مین تیرے مو بمو کیا ہے

مست آیا ہے کون اے ساقی
میکدہ مین یہ ہاؤ ہو کیا ہے

ہے فلک پر دماغ کیون تیرا
ذہن مین تیرے ماہ رو کیا ہے

وہ اگر دوست اپنا بن جاے
اے ظفر دیکھین پھر عدو کیا ہے

بات اک وہی تو ہمنے اپنی بنائی ڈھب کی
جسنے یان سنائی اپنی سنائی ڈھب کی

دل مین تو ہو کدورت کرتے عیان صفائی
آئینہ رو نہین ہے یہ تو صفائی ڈھب کی

خط دیکھنا نہ میرا اور خط عدو کا پڑھنا
یہ تو کسی نے تجکو پٹی پڑھائی ڈھب کی

کہہ اوٹھی دیکھ کر اوس بت کو نکچھ منھ سی اور
شکر اللہ کہ اس بات سی ہم خوب بچے

جوش طوفان سی تری تھی نہ توقع کہ بچین
بار افلاک کچھ ای دیدۂ نم خوب بچے

ناتوانی سی سر دشت جنون بیٹھا ہون
خار ٹوٹی نہ مری زیر قدم خوب بچے

بوالہوس داغ محبت جو نہ کھائی تو نی
نہوی صرف تری دام و درم خوب بچے

تم نہین وہ کہ جو بن کھائی کسیکو چھوڑو
بچ رہی تمسے جو ای حضرت غم خوب بچے

کہا گیا غم ہی جو اک روز ہمین خوب ہوا
روز کھانے سی تری عشق مین غم خوب بچے

تیرے ہاتھون سی تو دشوار تھا بچنا قاتل
گر بچے ہم تہ شمشیر ستم خوب بچے

سبز رنگون کے نہ ہم جور ستم سے بچتے
کھا گئے انکی محبت مین سم خوب بچے

زال دنیا تو ظفر کوئی بلا دل کش ہے
جو بچے اس سے وہ اللہ کی قسم خوب بچے

ہو گئی اونسی جو کچھ رد و بدل پرسونسی
کسی صورت نہین پڑتی مجھی کل پرسونسی

یون تو برسون ہی سی بیکل ہین ہم ای ماہ جبین
لیک کچھ اپنا عجب حال ہی کل پرسونسی

کج ادائی کی نتھی بات کوئی پرسون تک
کیا سبب رکھتی ہو تم ہمسے جو بل پرسونسی

دیکھا پرسون سی نہین تجکو جو ای ماہ لقا
آیا گریہ سے بصارت مین خلل پرسونسی

تھی نہ پرسون تلک امید سنبھلنے کی ہمین
گئے آنیکی تری سن کی سنبھل پرسونسی

پاس پرسون سی نہین اپنے جو وہ عیسی دم
کیا مری جان کی درپے ہی اجل پرسونسی

جب ہاتھ مین ای قاتل تو تیغ ستم پکڑے
لاکھون کو قضا ناحق پھر تیری قسم پکڑے

اوٹھے نہ اوٹھائے سے پامال ستم تیرا
کوچہ کی زمین تیری جون نقش قدم پکڑے

زندان محبت سے پھر چھوٹے نہ جیتے جی
ایسے کسی ساعت مین یارب گئی ہم پکڑے

اے مہر لقا گر ہو آنے کی خبر تیری
شاید کہ سحر تیرا بیمار الم پکڑے

افسانۂ غم اپنا پھر اوس سے کہین کیونکر
جب درد سے پہلے ہی سر کو وہ صنم پکڑے

اے چارہ گرو تم سے کیا دخل کہ پھر نکلے
گھر دل مین اگر اپنے وہ تیر ستم پکڑے

لکھ ڈالے ظفر دفتر اشعار کے اک دم مین
ہاتھون مین ذرا اپنے جسو قت قلم پکڑے

ہم اپنی جان تک ہین اوس بت خود کام پر دیتے
نہین کوڑی بھی یہ زاہد خدا کے نام پر دیتے

خرابان جب وہ ہوتا ہے تو لاکھون فتنۂ محشر
اوسے اوٹھہ اوٹھہ کے تعظیمین ہین کیا ہر گام پر دیتے

اوٹھا سکتے ہین وہ رنج و مصیبت کب محبت مین
جو کاہل ہین دم اپنا راحت و آرام پر دیتے

جو کچھہ پروازگی رکھتے تو صیادان سنگین دل
اسیرون کے کتر کر پھینک زیر دام پر دیتے

رات گذاری ہے ظفر پھر ساری تار گن گن کر
خال رخ پر نور جو ہمکو ماہ جبین کے یاد آئے

نہ تنگ کیون ہون صیادیون قفس مین کرے
خدا کسی کو کسی کے یہان نہ بس مین کرے

بلند آہ کا شعلہ جو دل سے ہو تو خاک
جلا کے خیمۂ گردون کو اک نفس مین کرے

لگا کے کان سنے باغ مین نہ گل ہرگز
ہزار مرغ چمن نالے اس ہوس مین کرے

نہ کہتے راز کبھی ایسے آدمی سے دلا
جو تنگ حوصلہ مذکور راوس کا دس مین کرے

عدو کو پھیرے برابر وہ شمع رو سمجھے
غضب ہے فرق نہ پروانہ و مگس مین کرے

کہے جو آنیکو دون مین شوخ وعدہ خلاف
تو پھر گذر کبھی شاید وہ دو برس مین کرے

ذرا بھی رحم نہین انمین ہین یہ وہ کافر
خدا کسی کو بتون کے ظفر نہ بس مین کرے

یکبار جو تو آئے اے راحت دل و جان
پھر عمر بھر ہمارے غم سامنے نہ آئے

کھا جائین غم مین تیری سم سبزہ رنگ ہمتو
پر کیا کرین جو اپنے سم سامنے نہ آئے

تو روبرو ہمارے گر اے مسیح دم ہو
ہو ٹھونپہ یون ہمارا دم سامنے نہ آئے

سیر جہان دکھادی گر جام مے مین ساقی
شرمندگی کے مارے جم سامنے نہ آئے

تو ہے وہ مرد میدان دیکھے ظفر جو تجکو
رستم بھی ٹھونک کر پھر خم سامنے نہ آئے

جو اوس زلف نے کج ادائی دکھائی
ندی جس سے شکل رہائی دکھائی

مری آہ سوزان نے اور آنسوؤن نے
عجب ہی لگائی بجھائی دکھائی

دکھادے کرشمہ جو کچھ دختر رز
ندے شیخ کی پارسائی دکھائی

رسائی ہوئی غیر کی بھی وہان تک
یہ آہ رسا نے رسائی دکھائی

ڈبو کر مرے دل کو چاہ ذقن مین
عجب سیر اے آشنائی دکھائی

نہ گنبد فلک کو ڈبو کر رہین گے یہ
دشمن ہین اپنے دیدۂ تر چار پانچ کے

معلوم حوصلے ہون جو وہ امتحان کرین
دو تین کے ادھر تو ادھر چار پانچ کے

ظالم ملین گر شک سے دس پانچ خاک مین
تو ساتھ یون پھریگا اگر چار پانچ کے

مارو کرشمہ غمزۂ و آن و ادا تر سے
ہم ہاتھ سے ہین خستہ جگر چار پانچ کے

کرتا ہے ہاتھ صاف وہ قاتل جو اندنون
ہر روز کاٹے او سے سر چار پانچ کے

دین کے ستون ہین پنج تن و چار یار پاک
قربان ہین ہمتو دل سے **ظفر** چار پانچ کے

جو وہ شکل ہے ماہ سے صاف ملتی
ہے زہرہ سے طبع پر الطاف ملتی

جو ملتا ہے رخسار سے تیرے مصحف
تو خط سے ہے تفسیر کشاف ملتی

جو دریا سے ملتا ہے شفاف سینہ
تو گرداب سے ہے تری ناف ملتی

کسی سے نہین خوبروئی کے باعث
طبیعت تری طفل نداف ملتی

شریفونکی چرخ دنی کب سنے ہے
مگر اس سے ہے داد اجلاف ملتی

طبیعت نہین رند میکش کی تجھ سی
تری زاہد اور او سکی اوصاف ملتی

پری دیکھ اوس حوروش کو یہ کم ہے
نہین قاف سے لیکے تا قاف ملتی

نہ ہوتا اگر چرخ دون سفلہ پرور
نہ یون خاک مین قدر اشراف ملتی

تمھین سے ہے آمیزش دخت رز کیا
ظفر ہے سبھی سے یہ حرّاف ملتی

کہین اشکون نین یہ بجائین کہ ہم
دل ہین لینے کو چٹکیان میرے
جی ڈرے ہے مرا کہ کوٹھے پر
کیا نزاکت سے بیٹھے ہین گویا
دیکھا اشک آنکھ سے نکل ہی گئے
آندوستہ ہے دم کی بس یونہین
ہم بتاسے کی طرح گھلتے ہین

دل گدازی سے ہین گھلے بیٹھے
تم نکالو نہ چٹکلے بیٹھے
شام کو ہین وہ سر کھلے بیٹھے
ہین وہ پھولون مین اب تلے بیٹھے
گھر مین لڑکے نہ چلبلے بیٹھے
جون اوبھر کر ہون بلبلے بیٹھے
تم جو غیرون مین ہو گھلے بیٹھے

اے ظفر اس فنا کے دریا مین
کتنے ہین اوٹھ کے بلبلے بیٹھے

تیغ کو تیز کچھہ نہین کرتے
تیز کرتے ہین وہ چھری ہمپر
مے سے ہے اجتناب زاہد کو
کیا سبب باغ مین جو مرغ چمن
آپ ہی تیز رو ہے تو سن عمر
کرتے نالے تو حضرت دل ہین
کیا ہی بے درد ہین وہ جو باتین

کام خون ریز کچھہ نہین کرتے
گفتگو تیز کچھہ نہین کرتے
ہمتو پرہیز کچھہ نہین کرتے
اے صبا ریز کچھہ نہین کرتے
اس سے مہمیز کچھہ نہین کرتے
درد انگیز کچھہ نہین کرتے
عشق آمیز کچھہ نہین کرتے

قطعہ

ترے رخسار تابان سے ہو کیا ہمتاب مہر اے گل
کہ یون ہی گلشن گردون مین اک بتی سی روشن ہے
فلک پر انجم شب تاب بھی ہین منفعل اوس سے
مسی مین تیرے دانتون کی غضب بتیسی روشن ہے
رقیبون کی نہ کیون آنکھون مین اک اندھیر ہو جائے
ہماری اندنون اے مہ جبین رتی سی روشن ہے
بعینہ گر سپر سی ہے نظر وہ مردمک آتی
تو وہ تحریر سرمہ بھی ظفر کتی سی روشن ہے

میرے نزدیک ظفر بادہ پرستی اچھی
پر نہین ہے مے پندار کی مستی اچھی
آہ گریہ کو مرے دیکھ کے بولا وہ مست
کیا ہوا اچھی ہے کیا بدلی برستی اچھی
خانۂ دل مین مرے تیری بدولت ای عشق
کیا ہجوم غم و حسرت سے ہے بستی اچھی
نہوا پر نہوا زخم دل اچھا اسپر
تری ابرو کی لگی تیغ دو دستی اچھی

اشک مجنون نے آبدار کیے
سرمہ مژگان یار پر کیا کیا
میری وحشت تو بڑھگئی بیڈھب
کانٹے ہر ایک جھاڑ کے دھوکے
دے ہے خنجر کی باڑ کے دھوکے
ہاتھ پیچھے اوجاڑ کے دھوکے

دے ہے ہر منبع پر آب ظفر
آتش دل سے پھاڑ کے دھوکے

طبیعت جو اونکی نہین ٹیڑھی سیدھی
تو باتین ہین کیون ہمنشین ٹیڑھی سیدھی
چلے چال ٹیڑھی نہ کیونکر یہ کج رو
کہ ہے وضع چرخ برین ٹیڑھی سیدھی
فلک کو بھی سو کج ادائی سکھادے
تری اک نظر مہ جبین ٹیڑھی سیدھی
خدا جانے کیا کل مری دل کی بگڑی
کہ ہے سانس جان حزین ٹیڑھی سیدھی
لگے زخم دل پر نہ کیون ٹیڑھی ترچھی
وہ ہے برّشِ تیغ کین ٹیڑھی سیدھی
جو بولے عدو یان تو سیدھا ابھی ہو
بناتا ہے باتین وہ ہین ٹیڑھی سیدھی
قمارِ محبت مین ہارو گے پیارے
نہ چالین چلو ہر کہین ٹیڑھی سیدھی
کرین دل کو زیر و زبر وہ نہ مژگان
بلا ہے صفِ خشمگین ٹیڑھی سیدھی

قدم کوے الفت مین رکھنا سمجھکر
ظفر ہے دہان کی زمین ٹیڑھی سیدھی

دل ہی مین فقط کھاکر غم کچھ نہین کہتے کی
منھ سے بھی کبھی اپنے ہم کچھ نہین کہتے کی

بتون چہ ہوکے فداکیون خراب ایسے ہوئے
جواک خدائی کے ہم پر عتاب ایسے ہوئے

جو منھہ مین آیا وہ بنکا رہی اوٹھے ساقی
نشے مین عشق کے ہم بیحجاب ایسے ہوئے

ڈرین عذاب جہنم سے کیا ہم اسے واعظ
کہ ہمپہ ہجر کے لاکھون عذاب ایسے ہوئے

سوال مسئلہ عشق جب کیا ہم نے
نہ بولے کچھہ علما لاجواب ایسے ہوئے

دل و جگر یہ مرے آئے ہے کباب کو رشک
کہ سیخ آہ پہ بھُنکر کباب ایسے ہوئے

جو تیرے عارض پر نور کا پڑا ابر تو
تو روشنی مین مہ و آفتاب ایسے ہوئے

نہ چونکے شور قیامت سے بھی زہے غفلت
سرا ئے دہر مین ہم مست خواب ایسے ہوئے

چھپے ہی پھرتے ہین آب بقا کو لیکر خضر
رہے نہ کام کے وہ کامیاب ایسے ہوئے

اس سے ... ظفر ایسے ہوئے
تمھارا حضرت ناصح بگاڑا کیا ... ایسے ہوئے
بہت زمانے کو ہین انقلاب ... نظر آیا
کھلی نہین منقلب ... ایسے ہوئے
جو پانی پانی ہین بحر و سحاب ... ایسے ہوئے
جو اب ... ہم
... کیا ... چشم

دیگر

جو تو تان منھہ سے وہ کاو نکالے ... نکالے

مطلع ثانی

ردیف ... نکالے

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

[illegible]

عجب

عجب کیا یاد خال رخ مین ہر شب
جو آنکھین مجھپہ ہر اختر نکالے

کرے ہے چین ابرو قتل عالم
غضب اس تیغ نے جوہر نکالے

کہین سب مہر نکلا گر سحر دم
وہ غرفہ سے رخ انور نکالے

نکل جائے ظفر دم ساتھ اسکے
جو دل سے تیر وہ دلبر نکالے

سلام

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کیواسطے
اے مجرئی شفاعت امت کیواسطے

سر کاٹا اوس جناب ہدایت مآب کا
بلوا کے گمرہون نے ہدایت کیواسطے

کھانا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ
مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

قطعہ

زین العبا وہ آبروی دو جہان کی ہے
دُر یتیم بحر امامت کے واسطے

جاتا ہے ہاے دھوپ مین پیاسا برہنہ پا
کوئی نہین ہے جاے اقامت کیواسطے

کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو
شبیر قتل گہ مین عبادت کیواسطے

روح نبی و روح علی روح فاطمہ
تھی لاش شہ کے گرد حفاظت کیواسطے

قطعہ

شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام
آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے

آپ سمجھین یا نہ سمجھین پر ظفر ہے آپکا | آیئے اب مدد کے واسطے بہر خدا

یا حسین ابن علی بندہ بہت نا چار ہے

تضمین

حق سے رسائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | اپنی بھلائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے سے ہوں معاف کئے تم نے جو قصور | کلمے سے ہو نصیب تمھین قصر خلد و حور
کلمے سے رہوے منہ پہ تمھاری ہمیشہ نور | کلمے سے ہووے دل کی سیاہی تمھاری دور

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو | کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو | کلمے کو دل کا راحت و آرام جان لو

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کو تمھارے ہو کلمہ سے تقویت | کلمے سے ہو قوی تمھین امید مغفرت
کلمے سے ہو وی جلوہ نما حسن عاقبت | کلمے سے آئے دل کی نظر نور معرفت

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو دو جہان مین کلمے کی دولت سے دل غنی | ہو جان کو نہ کلمے سے تکلیف جان کنی

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | کلمے سے ہو روشن تمھاری گور کی تاریکی

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | کلمے سے ہو تمھارے واسطے دافع بلا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | کلمے سے ہو تمھارے حق مین ہر روز کی دوا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | کلمے سے ہو مشکلات مین سمجھو گرہ کشا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | کلمے سے ہو ایمنی کی فرح دل فزا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہر شام و صبح سو سو | کلمے کا ذکر چاہیے
جب تک رہے زبان پر | کلمہ زبان کے
کلمہ ہے آب رحمت باری ہے اسکا نام | دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو مثل جام

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایضاً

صفدر علی کی کشتی کا ناخدا ہے علی | میری رہنما ہے علی
میرا ہادی ہے پیشوا ہے علی | میرا ہادی ہے پیشوا ہے علی
میرے دل کی دوا ہے علی | میرے دل کی دوا ہے علی
میرا یار غار ہے علی | میرا یار غار ہے علی
ابوبکر یار غار ہے علی | عمر عثمان یار غار ہے علی
اور عثمان یار غار ہے علی | اور علی یار غار ہے علی
میرا یار غار ہے علی | میرا یار غار ہے علی

ہووے غم سے نہ دل مرا رنجور | مین جہان مین رہون سدا مسرور

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

ہے وہ مشکل کشا شہِ مردان | کرتا ہے میری مشکلین آسان
اے ظفر کس طرح نہ با دل و جان | مین رکھون راتدن یہ ورد زبان

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

رباعیات

کاٹتے دن ہین جو ہم باعث غم گن گن کے
شب بھی کرتے ہین بسر تارونکو ہم گن گن کے
کوے جانان کی زمین اپنے پکڑتی ہے پاؤن
ہم ظفر اسلیے رکھتے ہین قدم گن گن کے

ایضاً

برون مین بیٹھنے کی گر قسم کھانے کو جائے ہے
اکیلے کھائین گے جو غم تو غم کھانے کو جائے ہے

ایضاً

کہے گر نیک و بد کوئی ظفر
خاموشی اچھی ہے
کہ تو تو مین مین کھلجاتی ہے دم
کھانے کو جائے ہے

ایضاً

چاہین سیکھو چاہتے یون
ہین چارہ گر پھر بہاتے دون
ہین اے ظفر اور بھی وہ کھینچتے
ہین اون پہ دم دیتے اپنا جون جون
ہین

بزبان پنجابی

اے مولا میرے مولا اے مولا
میرے مولا

جلد چہارم دیوان ظفر

سیس پہ میرے کھڑے کیے ہین
درجن نے غم سو سولا
جیسے تیرو دھیان لگا ہے مینو نہ
چین سب چین بھر آئی
جتنا دھندا دنیا کا تھا سبکو نکا سائین
ڈھولا
پوتھی لکھنی پڑھنی نہ جانون اپنی من کی
پوتھی باچون
اس مندر مین مورک لوگان اتیا ڈالا
کیون رولا
ڈرتا نا ہین بیری سے مین کہتا داسون
سنمکھ ہون
اپنے ساتھ اپنے لگوارے دس دس
لایا نو نولا
شوق رنگ اوپر رکھدون رینا مہرو
کرم کی اپنی نجر
یہ ہے اولا یہ ہے اولا یہ ہے اولا
یہ ہے اولا

ایضاً

ایضاً

جو جو گلان سردی دو تان جگ وچ ایدل جانی ڑا
ہوتی لاج تو ڈب ہی مردی ترتی پھر کر پانی ڑا
حوران پریان جگ وچ ڈبھین بہتی سے ان نیو نال
پر کوئی سانو نجز نہ آیا سو نڑان لو سادا سانی ڑا
اچھی لیتے گھبرا ساڈی اک دن بھی نا پچھا حال
آئے ساڈی ہونٹون اوتی آخر جان نمانی ڑا
مین بھی تینڈے سنگ چلونگی بیٹھ کے یک بوریا وچ
راوی پار نجاوی پیڈھ کر سانو دلبر جانی ڑا
شوق رنگ اپنا دل دیدیگا کیسے تجبن اور ان نو
ایسو گمان نہ لاوین دا وچ اپنی دیکھ گمانی ڑا

تمت

خاتمۂ طبع

للہ الحمد و المنۃ کہ کتاب لاجواب از اول تا آخر انتخاب یعنی مجموعۂ چار دیوان لطف بنیان نتیجۂ طبع بلند و فکر آسمان پیوند خسرو قلمرو

Lc-4-A 498

MLCMA
94/
1104
(P)
v. 4
Copy 1

FT MEADE
ASIAN